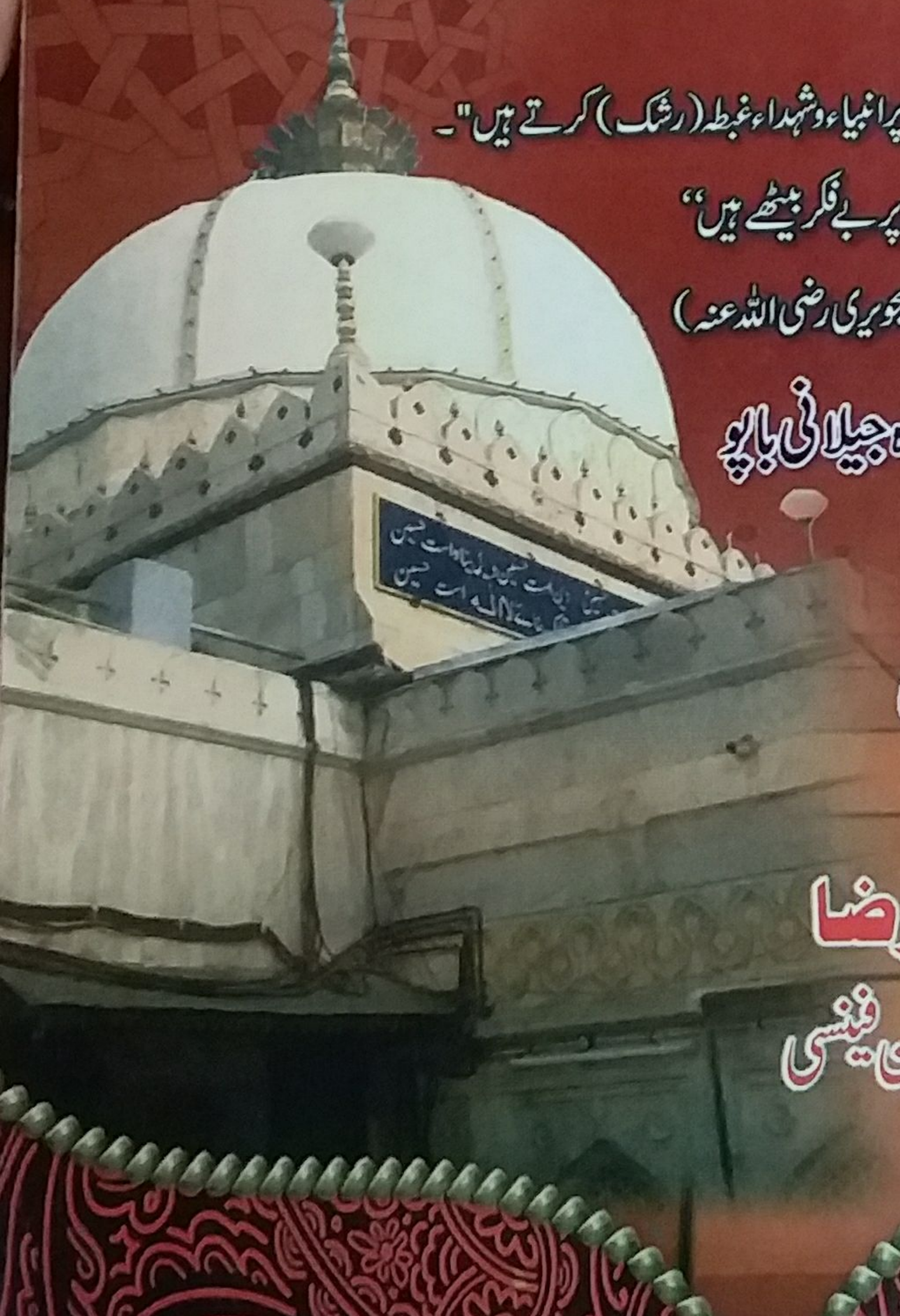
بخارا و عراق و چشت و اجمیر
تری لو شمع ہر محفل ہے یاغوث
(اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ)

سلطان الہند، سیدنا خواجۂ خواجگان، حضرت

غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"اللہ کے بندوں میں ایسے بندے بھی ہیں، جن پر انبیاء وشہداء غبطہ (رشک) کرتے ہیں"۔
"اُن کے چہرے منور ہیں اور نوری منبروں پر بے فکر بیٹھے ہیں"
(کشف المحجوب شریف از: داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ)



پسند فرمودہ : سید عبدالوہاب شاہ جیلانی باپو

ازقلم : محمد افضل قادری

حسب فرمائش : محمد فاروق چشتی

ناشر: دارِ مدینۃ الرضا

بشکریہ: قادری موبائل، شایان فینسی

مصنف: حضرت مولانا مفتی محمد افضل قادری امجدی دامت برکاتہم العالیہ

فاضل دار العلوم جامعہ امجدیہ، کراچی

موجودہ مصروفیت: مُدرس و مفتی مرکزی دار العلوم جامعہ حنفیہ، قصور

مُرید: بدستِ اقدس حضور محدثِ کبیر، ممتاز الفقہاء، شہزادہ صدر الشریعہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی اعظمی مدظلہ العالی سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور انڈیا

طالب: بدستِ کرامت، قاضی القضاۃ فی الھند، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ، سیدی الشاہ مفتی اختر رضا خاں قادری رضوی از ہری علیہ الرحمہ بریلی شریف انڈیا

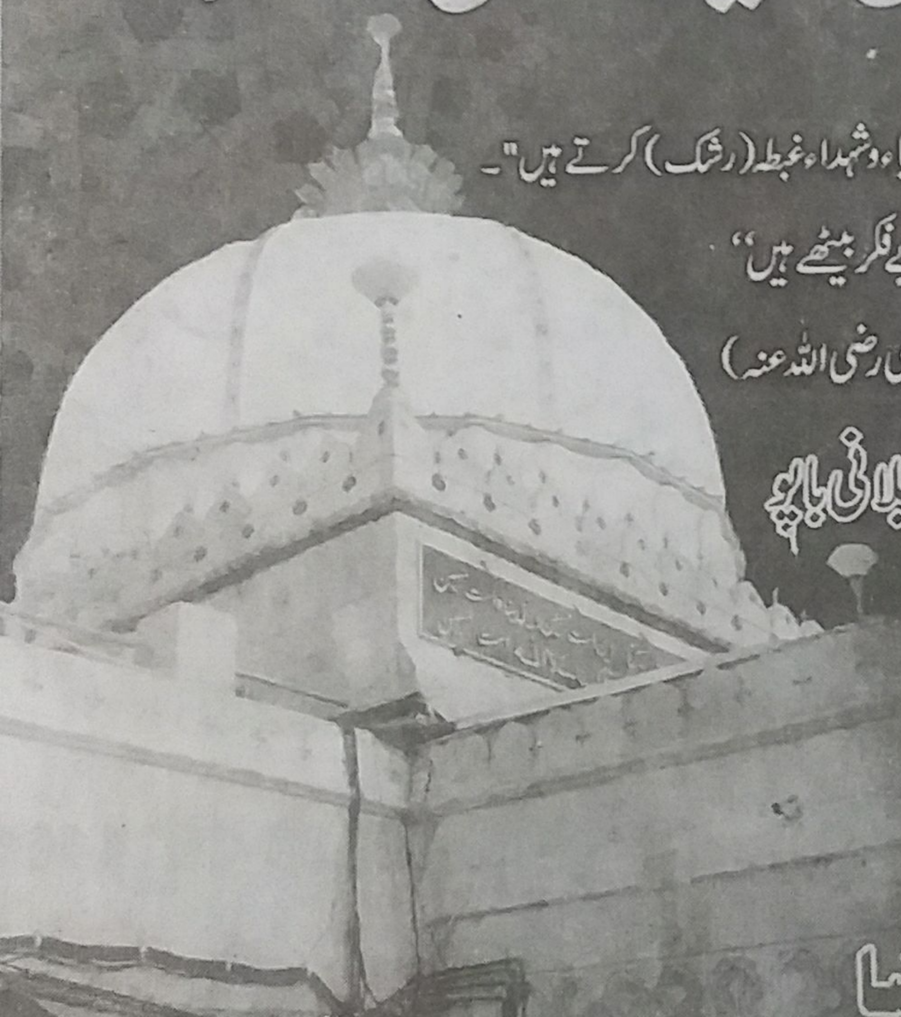
مجاز سلسلہ قادریہ رضویہ: از تاجدارِ اہلسنت، مرید و خلیفہ مفتی اعظم ہند، پیر طریقت رہبرِ شریعت، حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی جیلانی علیہ الرحمہ کراچی، پاکستان


کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول
(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری)
احکامُ السّادات
محمد افضل قادری
ناشر: دار مدینۃ الرضا

بخارا و عراق و چشت و اجمیر
تری لو شمع ہر محفل ہے یا غوث
(اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ)

سلطان الہند، سیدنا خواجۂ خواجگان، حضرت

غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ



حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"اللہ کے بندوں میں ایسے بندے بھی ہیں، جن پر انبیاء وشہداء غبطہ (رشک) کرتے ہیں"۔
"اُن کے چہرے منور ہیں اور نوری منبروں پر بے فکر بیٹھے ہیں"
(کشف المحجوب شریف از: داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ)

پسند فرمودہ: سید عبدالوہاب شاہ جیلانی باپچ

ازقلم: محمد افضل قادری

حسب فرمائش: محمد فاروق چشتی

ناشر: دار مدینۃ الرضا

بشکریہ: قادری موبائل، شایان فینسی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جملہ حقوق محفوظ ھیں

رسالہ مبارکہ: سلطان الہند سیدنا خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ

پسند فرمودہ: سید عبدالوہاب شاہ صاحب جیلانی باپو، بلدیہ کراچی

[redacted]

ازقلم: محمد افضل قادری قصوری 0300-3375711

حسب فرمائش: حاجی محمد فاروق چشتی

صفحات: 152

تعداد: 1000 (ایک ہزار)

سن اشاعت: ۱۰ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ / 28 ستمبر ۲۰۱۲ء

اسٹاکسٹ: مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی

رابطہ نمبر: 00441133229282 (پیر سید غلام دستگیر گیلانی برمنگھم

00447578666286 امام وخطیب اقراء لرننگ اسلامک سینٹر، کونٹری برمنگھم)

0323-3814161 (محمد فاروق چشتی) 0300-8297071 (محمد فرحان قادری)

☆☆☆

گزارش: کتاب چونکہ کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع کی جاتی ہے، بہت زیادہ احتیاط کے باجود غلطی کا امکان باقی رہتا ہے لہٰذا کسی طرح کی بھی غلطی خواہ کتابت کی ہو یا حوالہ کی آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے گی۔ اہل علم حضرات سے اصلاح اور دعائے خیر کی درخواست ہے۔

نذرانۂ عقیدت

یہ رسالہ

1 ...... حضور سیدنا سرکارِ غوثِ اعظم قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی

2 ...... مرکزِ تجلیاتِ منبعِ فیوض و برکات حضور سیدنا الشیخ داتا گنج بخش علی ہجویری

3 ...... خواجۂ خواجگان حضور سیدنا خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری

4 ...... شیخ الاسلام والمسلمین حضور سیدنا بابا فرید الدین گنج شکر چشتی

5 ...... عظیم صوفی و درویش حضور سیدنا بابا بلھے شاہ قادری قصوری

6 ...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری

علیہم الرضوان کی بارگاہوں میں بطورِ نذرانۂ عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆

فہرست

فہرست

فهرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

کلماتِ برکت

از قلم: عاشق غوث الوریٰ صوفی عالم دین

علامہ محمد ذوالقرنین قادری

(بانی و مہتمم جامعہ اصغریہ قادریہ کراچی)

الحمد لولیہ والصلوۃ والسلام علیٰ نبیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واولیاءِ امتہٖ......

اما بعد

صاحبِ کشف وکرامات، مقتداءِ اوتاد وابدال، شیخ الاسلام، نائبِ مصطفیٰ ﷺ فی الہند، خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ جن کو خلق **"غریب نواز"** کے نام سے جانتی اور مانتی ہے......

قبل اس کے کہ اس عظیم بارگاہ کی شانِ اقدس میں اس بابرکت کتاب میں کچھ کلمات تحریر کروں، ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک مختصر تمہید باندھوں اور وہ یہ ہے کہ جب قلم ہاتھ میں ہو اور بڑی بڑی کتابیں زیرِ نظر ہوں اور تحقیق کا دریا جوش میں ہو مگر! رحمتِ خداوندی دستگیری نہ کرے تو ایک سطر تو درکنار ایک لفظ بھی لکھنے سے بندہ ایسی گمراہی میں گر جاتا ہے، جہاں سے دوبارہ پھر بجز رحمتِ خداوندی کے اس کو کوئی بھی نہیں نکال سکتا......

اسی طرح کبھی علم کا تکبر بھی انسان کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ بڑے بڑے اس میں لغزش کھا چکے ہیں (اسئل اللہ العافیۃ) اور علم صرف علمِ ظاہر ہی نہیں بلکہ ایک علم، علمِ باطن بھی ہے ۔علمِ ظاہر کے معاملات تو آسان ہیں اور کتابوں اور افواہ رجال سے سمجھ میں آجاتے ہیں مگر علمِ باطن کے معاملات بہت دقیق وباریک اور نازک ہیں۔ اُن کو سمجھنے کے لئے ولی عارف

کے در کی خاک بوسی ضروری ہے ورنہ ہرگز ہرگز چارہ نہیں......

مجدّدِ دین وملّت، واقف اسرارِ شریعت وطریقت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"آدمی چاہے کتنا ہی بڑا عالم، زاہد اور کامل ہو، اُس پر واجب ہے کہ ولیٔ عارف کو اپنا مرشد بنائے۔بغیر اس کے ہرگز چارہ نہیں" ﴿فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸، صفحہ ٤٦٣﴾

ان چند تمہیدی کلمات کے بعد عرض ہے کہ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح پر تصنیف فرمائی گئی ہے اور بڑی محبت سے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات و واقعات کو ذکر کیا گیا ہے۔ پوری کتاب پڑھنے سے قاری کو اس کا اندازہ ہو جائے گا، نیز یہ بھی معلوم ہوگا کہ حضرت خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ کس پائے کے ولی ہیں اور اُن کی کیا کیا عظمتیں ہیں مگر ساتھ میں ایک مشہور واقعہ جو ایک دوسری کتاب (کہ وہ بھی حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری علیہ الرحمہ کی سوانح حیات پر تحریر کی گئی ہے، جس کے لکھنے والے جناب حافظ سیّد پروفیسر ضیاء الدین طہرانی آف انڈیا ہیں) میں نہ جانے کیوں اس مشہور واقعے کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ جس وقت کل کائنات کے ولیوں کے سردار حضور محبوبِ سبحانی غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی قطبیت کبریٰ ظاہر فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا کہ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ اس فرمان کے سنتے ہی تمام اولیاء نے اپنی گردنیں جھکا لیں جبکہ خواجہ حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت خراسان میں عبادت میں مشغول تھے کہ فوراً ارشاد فرمایا ﴿بل علیٰ رأسی و عینی﴾ نہیں نہیں! بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر بھی آپ کا قدم مبارک ہے۔

پروفیسر صاحب نے اس واقعہ کا انکار کیا ہے اور اس پر چند قسم کے اعتراضات کیے ہیں۔ فاضل جلیل، عاشقِ اولیاء حضرت علامہ محمد افضل امجدی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے فیض کے صدقے اس واقعے کو دلائل کے ساتھ ثابت فرمایا ہے اور پروفیسر صاحب کے تمام اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے۔ جزاہ اللہ احسنَ الجزاء

پروفیسر صاحب کی خدمت میں میری بھی ایک مؤدبانہ عرض ہے کہ یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں کہ فقہ کی کتابوں سے اس کا جواب دیا جائے بلکہ یہ اللہ کے ولیوں اور باطن کا معاملہ ہے۔ کسی لجپال اور صاحبِ نظر ولی عارف سے معلوم کیا جائے کہ سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے یا نہیں؟ اور خواجۂ خواجگان رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد حق ہے یا نہیں؟ ربِّ کعبہ کی قسم! وہ عارف اس کا انکار نہیں کرے گا بلکہ حق یہ ہے کہ سب سے پہلے گردن جھکانے والے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کے اس اظہارِ نیاز سے خوش ہو کر اس مجلس میں فرمایا کہ "سیّد غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن جھکانے میں سبقت کی ہے، جس کے باعث عنقریب انہیں ولایتِ ہند سے سرفراز فرمایا جائے گا"۔

﴿مقدمہ غنیۃ الطالبین مترجم صفحہ ٤٦ شبیر برادرز لاہور﴾

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت سید آدم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "نکات الاسرار" میں تحریر فرماتے ہیں کہ: سلطان الزاہدین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا "اگر میں اعلان کے وقت ہوتا تو سب سے پہلے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھتا جس طرح کہ ہمارے شیخ معین الدین چشتی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے کیا"۔

﴿گلدستہ کرامت صفحہ ٦٥ از مفتی غلام سرور مطبع وکٹوریہ لاہور﴾

تفریح الخاطر مترجم صفحہ ۷۴ قادری رضوی کتب خانہ لاہور﴾

میری خوش بختی ہے کہ میرا یہ قلم چند سطر برادرم حضرت علامہ محمد افضل قادری امجدی صاحب زید مجدہٗ کی کتاب پر اُنہی کے توسط سے حضرت خواجۂ خواجگان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غریب نواز کیوں کہتے ہیں؟ "غریب نواز " کا خطاب اُن کو کس نے عطا کیا اور یہ خطاب کیسے ملا؟ کئی کتابیں نظر سے گزریں مگر اس کا جواب میں نہیں پا سکا جیسا کہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو " گنج شکر " کہنے کے متعلق چند اقوال ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسا قول ہو مگر میری نظر سے نہیں گزرا، البتہ میرے پیر و مرشد نائبِ غوث الوریٰ ولی عارف، حضرت سخی ابو تراب سید سائیں اصغر علی شاہ محبت القادری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ اقدس سے یہ واقعہ ہم نے سنا ہے کہ:

جس وقت سرکار خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملاقات کرنے کیلئے عراق کی سرزمین بغداد شریف پہنچے، تو وہاں چند ماہ قیام پذیر رہے۔ اسی دوران ایک رات سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آپ اور دیگر مریدین و مشائخ موجود تھے۔ عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا" کل صبح جو شخص فجر کی نماز میری اقتداء میں پڑھے گا، وہ جنتی ہو جائے گا اور جو کسی دوسرے کو اسکی اطلاع دے گا، وہ دوزخی ہوگا"۔ یہ ارشاد فرمانے کے بعد محفل برخاست فرمادی۔

صبح نمازِ فجر پڑھنے کے بعد جب سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے حاضرین کی طرف دیکھا تو ایسا بڑا مجمع نظر آیا کہ پورے بغداد شریف کی خلقت نماز پڑھنے پہنچی تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ منظر ملاحظہ فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا "لوگوں کو کس نے اطلاع

دی"؟ حضرت خواجہ معین الدین سنجری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا" مجھ ایک کے جنت میں جانے سے زیادہ بہتر یہی تھا کہ نبی پاک ﷺ کی اُمّت کے کئی لوگ جنت میں جائیں۔ اس لئے میں نے رات بھر بغداد کی گلیوں میں آپ کے فرمان کا اعلان کیا اور حسن سنجری نے اپنے دوزخی ہونے کی پروانہ کی"۔ اس پر سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور فرمایا کہ "تو غریب نواز استی "تو غریب نواز ہے۔ واللّٰہ ورسولہٗ واولیائہ اعلم بالصواب

بس اسی دِن سے آپ غریب نواز سے مشہور ہوئے اور آج تک ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔ اور ایسے جنتی ہوئے کہ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے سے منسوب ہوتا ہے، وہ بھی جنتی ہو جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے "چشت اہل بہشت " دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنّف کو اور اُن کے صدقے مجھ عاصی کو درِ خواجہ کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

۲۵ شعبان المعظم المکرّم ۱۴۳۳ھ

پیش لفظ

مرکزِ تجلیات منبعِ فیوض و برکات سیّدنا الشیخ حضور داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری ﷫ اپنی اس شہرۂ آفاق مبارک کتاب "کشف المحجوب شریف "میں جس کے متعلق سلطان المشائخ سیّدی خواجہ نظام الدّین اولیاء محبوب الٰہی ﷫ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا"اگر کسے را پیری نہ باشد چوں ایں را مطالعہ کند اوِ را پیدا شود من ایں کتاب را بتمام مطالعہ کردہ ام "اگر کسی شخص کا پیر نہ ہو، جب اس کتاب کا مطالعہ کرے گا، پیر پیدا ہو جائے گا اور میں نے کشف المحجوب شریف کا مکمل مطالعہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو﴿دیباچہ کشف المحجوب شریف صفحہ ۳۵ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری مکتبہ شمس و قمر لاہور﴾ لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا"اللہ کے بندوں میں ایسے بندے بھی ہیں، جن پر انبیاء وشہداء غبطہ (رشک) کرتے ہیں"۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی"یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون ہیں اُن کی صفات بیان فرمائیں، شاید ہم اُن سے محبت کریں"۔ فرمایا"وہ ایک قوم ہے جو خوش رہتی ہے اپنے رب کی خوشنودی میں بغیر مال و منال حاصل کئے وجوھھم نور علیٰ منابر من نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس ترجمہ: اُن کے چہرے منور ہیں اور نوری منبروں پر بے فکر بیٹھے ہیں، وہ خائف نہیں ہوتے جبکہ لوگ اُنہیں ڈرائیں اور نہیں گھبراتے اور غمگین نہیں ہوتے جبکہ لوگ اُنہیں غمگین کرتے ہوں اور عوام گھبرا رہے ہوں"۔ پھر آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی"الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ﴿سورہ یونس آیت ۶۲﴾"

خبردار ہو! بے شک اللہ کے محبوبوں اور ولیوں کو کوئی خوف اور غم نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من اذی لی ولیاً فقد استحل محاربتی" ﴿حوالہ کے لئے اتحاف السادة المتقین لزبیدی ۴/۴۷۷، ۸/۱۰۲﴾ "جس نے میرے کسی ولی کو ایذا دی، اُس نے اپنے لئے میری جنگ جائز کرلی۔ اس سے مراد واضح ہے کہ اولیاء اللہ کا اللہ تعالیٰ ناصر و مددگار ہے اور اس نے اپنی اِن پاک ہستیوں کو اپنی دوستی اور ولایت کے لئے مخصوص کرلیا ہے اور وہ اللہ کی ملک کے والی بنائے گئے ہیں اور اُن کو اپنے افعال و قوت کا مظہر بنایا ہے اور انواع و اقسام کی کرامتیں اُن کی ذات کے ساتھ مخصوص کردی گئی ہیں"۔ ملاحظہ ہو ﴿کشف المحجوب شریف صفحہ ۳۸۲-۳۸۳ مکتبہ شمس و قمر لاہور ترجمہ علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری علیہ الرحمہ﴾ توجہ رہے "اذا خاف الناس" کا ترجمہ "جبکہ لوگ ڈریں" ہونا چاہئے۔ راقم

(۲) سیّدنا داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ "بارانِ رحمت جو آسمان سے نازل ہو رہی ہے، وہ ان (اولیاء کرام) کے دم قدم کے صدقہ سے ہے اور زمین سے جو سبزہ اُگ رہا ہے، وہ ان کی صفاء و حال کی برکت سے اُگ رہا ہے اور کافر پر مومن کو غلبہ انہیں کی ہمت سے حاصل ہے اور اس قسم کے اولیاء کرام چار ہزار کی تعداد میں لوگوں سے مکتوم و مخفی ہیں"۔ نیز داتا حضور گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ان چار ہزار اولیاء کرام میں جو ارباب حل و عقد ہیں، جنہیں سرھنگانِ درگاہ حق تعالیٰ کہا جاتا ہے، وہ تین سو نفوس قدسی ہیں جنہیں اصطلاح تصوف میں "اخیار" کہتے ہیں اور چالیس وہ ہستیاں ہیں، جنہیں "ابدال" کہتے ہیں اور سات وہ ہیں، جنہیں "ابرار" کہتے ہیں۔ چار وہ ہیں جنہیں "اوتاد" کہتے ہیں۔

تین وہ ہیں، جنہیں "نقیب" کہتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو "قطب" کہلاتا ہے اور اسے "غوث" بھی کہتے ہیں"۔ ﴿کشف المحجوب شریف صفحہ ۳۸۳-۳۸۴ مکتبہ شمس و قمر لاهور﴾

(۳) حضرت سیّدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ ولی کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا "الولی هو الصابر تحت الامر والنهی" "ولی وہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے امرونہی پر صبر کرے۔ اس لئے کہ جس کے دِل میں اللہ کی دوستی جتنی ہوگی، اُس کے حکم کی عظمت اتنی زیادہ ہوگی اور اس کی نہی سے اس کا جسم اتنا ہی بعید (دُور) ہوگا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حکایت ہے، فرماتے ہیں "مجھے بتایا گیا کہ فلاں شہر میں اللہ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہے۔ میں اُٹھا اور اُن کی زیارت کا قصد کر کے چلا۔ جب اُن کی مسجد میں پہنچا تو وہ گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں آ کر قبلہ کی طرف رُخ کر کے مسجد میں کلّی کر دی۔ میں اسی وقت بغیر سلام کئے وہاں سے پلٹ آیا اور میں نے کہا "ولی کو چاہئے کہ احکام شریعت پر پابند ہوتا کہ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نظر رحمت فرمائے۔ اگر یہ شخص ولی ہوتا تو مسجد میں قبلہ رُو ہو کر کبھی کلّی نہ کرتا یا اللہ تعالیٰ اس کی حرمت ولایت پر نگاہ رکھتا"۔ فرماتے ہیں "اس شب میں نے حضور سیّد یوم النشور ﷺ کے جمال جہاں آراء سے شرف حاصل کیا۔ دیکھا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ فرما رہے ہیں "ابو یزید! تم نے وہ کام کیا، جس کی برکت سے تم اس درجہ پر پہنچے"، دوسرے روز میں اس درجہ پر پہنچ گیا جو تم دیکھ رہے ہو"۔

ایک روایت سنی ہے کہ "ایک شخص ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسجد میں بایاں قدم رکھ کر داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا "واپس ہو! (اور دایاں قدم رکھ کر مسجد میں آ)"۔ اس لئے کہ جو دوست کے گھر میں آنے کے قاعدہ کو نہیں جانتا، وہ ہمارے کام کا آدمی نہیں"۔

﴿کشف المحجوب شریف صفحہ ۳۸۹-۳۹۰ مکتبہ شمس و قمر لاہور﴾

(۴) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسا خرقہ زیب تن فرماتے، جس پر تیس پیوند لگے ہوتے۔ ﴿کشف المحجوب شریف صفحہ ۱۳۸ مکتبہ شمس و قمر لاہور﴾

(۵) میر سیّد عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "اصحاب تصوف نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ "کل طریقة ردته الشریعة فھی زندقة" ہر طریقت جسے شریعت ٹھکرا دے، زندقہ ہے"۔ (اصحابِ تصوف) نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم کسی کو دیکھو کہ ہوا پر اُڑتا ہے یا پانی پر چلتا ہے اور اُس کا پیر تر نہیں ہوتا یا آگ میں گھستا ہے اور نہیں جلتا یا غیب کی خبریں دیتا ہے اور اسی طرح کی اور باتیں اس میں ہیں۔ اس کے باوجود اس میں ذرہ برابر شریعت کا خلاف پاؤ تو سمجھ لو کہ وہ اپنے وقت کا زندیق اور ملحد ہے"۔ ﴿سبع سنابل شریف صفحہ ۱۸۶-۱۸۷ فرید بک اسٹال لاہور﴾ نقل کردہ عبارت پر ڈاکٹر طاہر القادری جیسے لوگ غور کر کے اپنے آپ پر نافذ ہونے والا حکم خود اخذ کر لیں۔

(۶) سیّدی میر عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "لوح محفوظ میں تصرف کرنا، ہوا میں اُڑنا، غیب کی خبریں دینا، جلتی آگ میں گھس جانا، پانی پر کھڑے ہونا، مردے کو زندہ کرنا، زندہ کو قبر میں بھیج دینا اور اسی قسم کے دوسرے تصرفات اولیاء کرام کو شروع ہی میں حاصل ہو جاتے ہیں"۔ حضرت ضیاء بخشی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ طریقت میں سو مقامات ہیں۔ جب راست رو سالک سترھویں مقام پر پہنچتا ہے تو اس قسم کی کرامتیں اور تصرفات اسے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد تراسی (۸۳) مقام باقی رہتے ہیں کہ جب تک انہیں حاصل نہیں کرتا، اُس کا کام معطل رہتا ہے اور وہ پیر و مرشد کی امداد کا محتاج رہتا ہے تاکہ ان تمام مقامات پر پہنچ جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی خاص بخششیں ہوتی ہیں اور بکثرت اور

متواتر کہ اس پر دروازہ کھولتی اور سرحد انتہاء تک پہنچا دیتی ہیں، جو اس آیت سے اشارہ معلوم ہوتی ہیں "لھم ما یشاء ون فیھا ولدینا مزید "یعنی انہیں جنت میں وہ جس کی خواہش کریں اور ہمارے پاس اس سے بھی بڑھ کر ہے اور حضور سیّد عالم ﷺ نے اپنے رب سے حکایت فرمائی کہ فرمایا "اللہ تعالیٰ نے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار فرمائی ہیں جو نہ کسی نے آنکھ سے دیکھیں، نہ کسی نے کان سے سنیں اور نہ کسی کے دِل پر اس کا خیال گزرا، اور وہ ہیں کہاں؟ "فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر "قدرت والے مالک کے پاس صاف جگہ میں"۔﴿سبع سنابل صفحہ ۱۳۹-۱۴۰ مطبوعہ لاھور﴾

(۷) "خواجۂ جہاں حضرت خواجہ معین الدّین چشتی رضی اللہ عنہ نے اس پتھر کے بت سے فرمایا تھا کہ "میرا لوٹا اُٹھا اور حوض کا پانی بھر کر لے آ" اس نے ایسا ہی کیا (ادھر حوض خشک ہوگیا) تو آخر تمام حوض کا پانی لوٹے میں کس طرح سما گیا کہ حوض میں مٹی کے سوا پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا؟ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت مشہور ہے۔ بالفرض وہاں سات دریا بھی ہوتے تو وہ بھی اس لوٹے میں سما جاتے۔ یہ تصرف ہے بندگانِ بارگاہِ الٰہی میں سے ایک بندۂ مقرب کا"۔﴿سبع سنابل صفحہ ۳۱۹ فرید بک اسٹال لاھور﴾

(۸) حضور بابا فرید الدّین گنج شکر، مخدوم شیخ بہاء الدّین زکریا اور مخدوم شیخ نجم الدّین قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم بیعت کی نیت سے مخدوم شیخ شہاب الدّین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے بابا حضور فرید الدّین گنج شکر علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ تمہارا حصہ تو خانوادۂ چشت میں ہے اور تمہارے پیر شیخ قطب الدّین بختیار کاکی علیہ الرحمہ ہیں، جو دہلی میں تشریف فرما ہیں اور باقی دونوں حضرات کو بیعت میں قبول فرما کر اپنا مرید بنالیا۔ ایک بوڑھی دایہ جو مخدوم شیخ شہاب الدّین علیہ الرحمہ کی ملازمہ تھی، طشت اور آفتابہ لائی تا کہ سب

مہمان ہاتھ دھولیں۔ سب سے پہلے طشت کو حضرت گنج شکر علیہ الرحمہ کے روبرو رکھا۔ حضرت گنج شکر علیہ الرحمہ عرصہ (کافی دیر) تک اپنے ہاتھ مبارک دھوتے رہے یہاں تک کہ آفتابہ کا تمام پانی ختم ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ بہاء الدّین زکریا ملتانی اور شیخ نجم الدّین رحمۃ اللہ علیہما کے ہاتھ دھلانے کے لئے وہ مزید پانی لائی اور جب کھانا چنا گیا اور کھانا کھانا شروع کیا تو شیخ بہاء الدّین اور شیخ نجم الدّین رحمۃ اللہ علیہما نے گنج شکر علیہ الرحمہ سے کہا کہ آپ نے جو ہاتھ تمام آفتابہ کے پانی سے دھوئے، ہمیں کچھ معلوم نہ ہوا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ حضرت گنج شکر علیہ الرحمہ نے فرمایا "یہ بوڑھی دایہ شیخ شہاب الدّین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر رہتی ہے اور لوحِ محفوظ میں اسے دوزخی لکھا گیا ہے۔ مجھے افسوس ہوا کہ جو شخص ایسے بڑے پیر اور ایسے بزرگ کی خدمت کرے، وہ دوزخ میں دوزخی کیونکر رہے؟ میں نے اس حرف کو لوحِ محفوظ سے دھو دیا اور اس کا نام وہاں سے مٹا کر بہشت والوں میں لکھ دیا۔ پھر ان دونوں صاحبان نے (اپنے کشف سے) تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یوں تھا اور یوں ہوا جیسا کہ حضور گنج شکر علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا"۔ ﴿سبع سنابل شریف صفحہ ۱۳۸ فرید بک اسٹال لاہور﴾

(۹) علامہ عبدالمبین نعمانی قادری رضوی برکاتی المجمع الاسلامی مبارکپور، اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کے منتخب اشعار نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث و محقق بریلوی قدس سرہ العزیز بلاشبہ فنافی الغوث رضی اللہ عنہ کی منزل پر فائز تھے۔ سرکارِ غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کے مناقب میں آپ نے بہت اشعار کہے ہیں۔ میں نے صرف ان اشعار کو یہاں منتخب کیا ہے، جس میں ان مقامات غوثیت مدار کا تذکرہ ہے، جن پر بہ استثنائے چند جملہ اکابر اولیائے امّت کا اجماع ہے۔ ان اشعار میں اجمالی طور پر جو مقامات و کمالات بیان ہوئے ہیں، اُن کو یوں سمیٹا جا سکتا ہے"۔

(۱) سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" (میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے) یہ بالکل حق ہے اور اس میں کچھ تخصیص نہیں کہ جو اولیاء قبل تھے یا بعد ہوئے یا قیامت تک ہوں گے، سب شامل ہیں۔ صحابیت اور تابعیت کے بعد بس غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی منزل ہے اور آئندہ آنے والوں میں حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام شامل نہیں۔

(۲) سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ قاسم نعمت وولایت ہیں۔

(۳) سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کا سکہ ہر خشک وتر پر چل رہا ہے۔

(۴) سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ قطب ہی نہیں بلکہ قطب الاقطاب ہیں۔ آپ اپنے خادموں اور غلاموں کو قطب بناتے ہیں۔

(۵) جتنے سلاسل طریقت ہیں، وہ سب کہیں نہ کہیں جا کر سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہوتے ہیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا سلسلہ مثل آفتاب ہے اور سارے سلاسل مثل چاند ہیں اور چاند بغیر آفتاب روشنی نہیں پاتا۔ یوں ہی سلسلۂ قادریہ دریا ہے اور باقی سلاسل نہر۔

(۶) راہِ طریقت کا سالک ہو یا واصل، سب سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے در کے سوالی ہیں۔

(۷) مشائخ اولیاء میں کسی کو سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ سے افضل بتانا بحکم اولیاء باطل ہے۔

(۸) حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے قول مبارک "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" کو سن کر خواجۂ ہند حضرت سیّدنا معین الدّین چشتی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "بل علیٰ رأسی و عینی "یعنی اے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ! آپ کا قدم مبارک میرے سر آنکھوں پر۔ ﴿خانقاہ برکاتیہ کا خصوصی شمارہ گوشہ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ صفحہ ۴۱۶-۴۱۷ مضمون نگار علامہ عبدالمبین قادری، اہلسنّت کی آواز،

مارہرہ شریف ﴾ مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ
فرماتے ہیں:

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا
پیر پیراں، میر میراں اے شہ جیلاں توئی
انس جانِ قدسیاں و غوثِ انس و جاں توئی

ربِ ذوالجلال کا حکم ہے۔تعاونوا علی البر والتقویٰ ﴿سورۃ المائدہ آیت ۳ پارہ ٦﴾
ترجمہ: نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (کنزالایمان)

کتنے ہی خوش بخت ہیں وہ لوگ جو کسی طرح بھی دین متین کی خدمت کا شرف حاصل کرتے ہیں اور ہم تک دین پہنچانے والے اولیاء کرام سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ راقم کے نہایت ہی مخلص بھائی محمد فاروق چشتی نے بار بار فرمائش کی کہ "آپ سلطان الہند، نائب رسول، خواجۂ خواجگان حضور سیّدنا الشیخ خواجہ غریب نواز معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ پر بھی کچھ لکھیں"۔ آخر کار استاذ محترم پیر طریقت، رہبر شریعت، علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری، امیر جماعتِ اہلسنّت، سابق ناظم تعلیمات دارالعلوم امجدیہ کراچی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اجازت چاہی۔ قبلہ شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بطیب خاطر اجازت عطا فرمائی اور متعلقہ کتب بھی بتائیں۔ نیز سخت علالت کے باوجود خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے متعلق سیر حاصل گفتگو فرما کر محظوظ فرمایا۔ اس دوران آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے وطفیل آپ کو شفا

ئے کاملہ عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔(توجہ رہے راقم اپنے گاؤں مدینۃ الرضا (بگری) قصور کے استاذِ محترم درویش عالم دین مفتی محمد یونس امجدی اور دارالعلوم امجدیہ کراچی کے سابق مفتی و امام وخطیب وموجودہ شیخ الحدیث دارالعلوم صادق الاسلام مفتی عطاء المصطفیٰ قادری اعظمی امجدی اور شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی رضوی امجدی، صوفی عالم دین استاذ العلماء علامہ نثار احمد صابری اختری امام وخطیب امجدیہ کراچی سے حد درجہ متاثر ہے اوران بزرگوں کا ادنیٰ درجہ طالب علم ہے)۔شیخ الحدیث مفتی عطاء اللہ نعیمی صاحب نور مسجد کاغذی بازار، حاجی محمد عارف برکاتی (برکاتی فاؤنڈیشن) نے مجھے متعلقہ کتب فراہم کیں۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔نہایت ہی شفیق ومخلص عالم دین، عاشق غوث الوریٰ محمد ذوالقرنین قادری امجدی نے رسالے پر نہ صرف نظر ثانی فرمائی بلکہ کلماتِ برکت بھی تحریر فرمائے۔اللہ تعالیٰ آپ کو خوب برکتوں سے نوازے۔رسالہ کے منصۂ شھود پر لانے کے لئے چند نہایت عقیدت مند بھائیوں (محمد فرحان قادری، محمد فاروق چشتی، محمد عمران) کی پرخلوص کوششوں کا بڑا دخل ہے۔کراچی صدر کی "اسٹار سٹی مال" مارکیٹ کی شیشے کی دکانوں میں بیٹھ کر جہاں لوگ لاکھوں کا کاروبار کرتے ہیں، راقم نے بفضلہٖ تعالیٰ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے صدقہ وطفیل رسالۂ مبارکہ (سرکارِ دوعالم ﷺ کی چار نور زادیاں) اور زیرِ نظر رسالۂ مبارکہ باوضو بیٹھ کر لکھا۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے قبول فرمائے۔اور حرمین طیبین کی حاضری نصیب فرمائے۔

خیر سے دن خدا وہ لائے دونوں حرم ہمیں دکھائے

زمزم و بئر فاطمہ کے پئیں گے چل کے جام دو

آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ

محمد افضل قادری ۲۰ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ

شہنشاہ ہند سیدنا خواجہ غریب نواز چشتی رضی اللہ عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

خواجۂ خواجگان، سلطان الہند، نائب رسول ﷺ، سیّدالاولیاء حضور سیدنا خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین سیّد ہیں، آپ کا نسب نامۂ پدری حسب ذیل ہے:

خواجہ معین الحق والدّین، (۱) بن سیّد غیاث الدّین (۲) بن سیّد کمال الدّین (۳) بن سیّد احمد حسین (۴) بن سیّد طاہر (۵) بن سیّد عبد العزیز (۶) بن سیّد ابراہیم (۷) بن سیّد محمد (۸) بن سیّد امام حسن عسکری (۹) بن سیّد امام نقی (۱۰) بن سیّد امام تقی (۱۱) بن سیّد امام موسیٰ رضا (۱۲) بن سیّد امام جعفر (۱۳) بن سیّد امام محمد باقر (۱۴) بن سیّد امام زین العابدین (۱۵) بن سیّد امام حسین (۱۶) بن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آپ رضی اللہ عنہ کا نسب نامۂ مادری:

اس طرح ہے۔ خواجہ معین الدّین (۱) بن سیّدہ بی بی ماہ نور (۲) بنتِ سیّد داؤد (۳) بن سیّد عبداللہ اسمٰعیل (۴) بن سیّد زاہد (۵) بن سیّد مورث (۶) بن سیّد داؤد (۷) بن سیّد موسیٰ (۸) بن سیّد عبداللہ غنی (۹) بن سیّدنا حسن مثنیٰ (۱۰) بن سیّدنا امام حسن (۱۱) بن سیّدنا حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ﴿ماہنامہ اشرفیہ سلطان الہند غریب نواز نمبر نومبر/ دسمبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۱۲-۱۳﴾

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری اپنے فتاویٰ مبارکہ کی شہرۂ آفاق کتاب فتاویٰ رضویہ شریف میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کل سبب و نسب منقطع یوم القیٰمۃ الّا سببی و نسبی"

ترجمہ: ہر علاقہ اور رشتہ قیامت کے دِن منقطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ (منقطع

نہیں ہوگا) ملاحظہ ہو﴿فتاویٰ رضویہ شریف ۲۳/۲۳۳ رضا فاؤنڈیشن لاہور المعجم الکبیر حدیث نمبر ۲۶۳۳ تا ۲۶۳۵ بیروت المکتبۃ الفیصلیہ﴾

سلطان الھند کا شجرۂ طریقت:

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا شجرۂ طریقت اس طرح ذکر کیا ہے: خواجہ معین الدّین حسن سنجری (۱) عن خواجہ عثمان ہارونی (۲) عن الحاجی شریف زندانی (۳) عن خواجہ قطب الدّین مودود الچشتی (۴) عن ابیہ خواجہ ابی احمد الچشتی (۵) عن ابی اسحٰق الشامی (۶) عن الشیخ علوالدینوری (۷) عن خواجہ ہبیرہ البصری (۸) عن خواجہ حذیفہ المرعشی (۹) عن السلطان ابراہیم بن ادھم البلخی (۱۰) عن الشیخ فضیل بن عیاض (۱۱) عن الشیخ عبدالواحد بن زید (۱۲) عن الحسن البصری (۱۳) عن سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم﴿انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۸۷﴾

توجہ رہے عام تذکروں میں خواجہ مودود چشتی اور خواجہ ابو احمد چشتی کے درمیان خواجہ "ابو یوسف چشتی" اور "خواجہ ابو محمد بن احمد چشتی" کے اسمائے گرامی بھی ملتے ہیں۔

"مشائخِ چشت" کے مصنف نے خدا جانے کہاں سے لکھ دیا ہے کہ "انتباہ" میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ "سلسلۂ خواجہ حسن بصریؒ کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچتا"﴿ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور سلطان الھند خواجہ غریب نواز نمبر صفحہ ۱۷-۱۸﴾

خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان واسطے

ذکر کردہ نسب نامہ پدری سے پتہ چلا کہ حضرت سلطان الھند اور حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے

درمیان صرف پندرہ واسطے جبکہ نسب نامہ مادری میں حضرت خواجہ سلطان الہند اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان فقط دس واسطے ہیں اور شجرۂ طریقت حضرت خواجہ، خواجگان رضی اللہ عنہ وحضرت مولا علی شیرِ خدا، مشکل کشا رضی اللہ عنہ کے درمیان بارہ بڑے بڑے مشائخ عظام ہیں، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ والد گرامی کی جانب سے حسینی جبکہ والدۂ محترمہ کی جانب سے حسنی سیّد ہیں۔اب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے اس شعر کو پڑھیے:

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا

بول بالے میرے سرکاروں کے

ولادت باسعادت

سلطان الہند سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ۵۳۴ھ کو بمقام سجستان ہوئی، اسی نسبت سے آپ کو سنجری کہا جاتا ہے۔تذکرہ نگاروں کے درمیان آپ کے سالِ ولادت میں خاصا اختلاف ہے لیکن اہلِ تحقیق نے ترجیح ۵۳۴ھ کو ہی دی ہے۔مقامِ ولادت کے متعلق تاریخ فرشتہ میں ہے "تولد او در بلدہ سجستان بود "یعنی آپ کی ولادت شریف شہر سجستان میں ہوئی۔تزک جہانگیری میں ہے "مولد آں جناب سیستان است ازیں جہت ایشاں را سنجری نویسند کہ معرب سنگری است "یعنی حضرت کی جائے پیدائش سیستان ہے۔اسی نسبت سے اُن کو سنجری لکھتے ہیں جو کہ سنگری کا معرب ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں "سنجری بکسر سین و سکون جیم و کسر رائے معجمہ نسبت بسیستان سیستان را بزبان عربی سجستان و سجز گویند وایں تعریب است و ابدال سین بزا از

تغیرات تعریب است" ﴿انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۸۸ مطبع دہلی﴾
یعنی سنجری سین کے کسر، جیم کے سکون اور رائے معجمہ کے کسر کے ساتھ سیستان کی طرف نسبت ہے۔ سیستان کو عربی زبان میں سجستان اور سجز کہتے ہیں اور یہ تعریب ہے اور سین کا زا سے بدلنا تعریب کے تغیرات سے ہے۔
لیکن اردو داں طبقے میں "سنجری" زبان زد عوام وخواص ہے اور یہی مناسب و فصیح ہے۔ ﴿ماہنامہ اشرفیہ سلطان الہند غریب نواز نمبر صفحہ ۱۲﴾

سلسلۂ چشتیہ کا آغاز اور ارتقاء و
سیدی ابو اسحٰق چشتی علیہ الرحمہ

برِ صغیر میں سلسلۂ چشتیہ کے بانی کی حیثیت سے سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز حسن سنجری رضی اللہ عنہ متعارف ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلسلۂ چشتیہ کی ترویج واشاعت سب سے زیادہ آپ کے وجودِ مسعود سے ہوئی لیکن اس سلسلے کے حقیقی بانی شیخ ابو اسحٰق شامی علیہ الرحمہ متوفی ۳۲۹ھ ہیں۔
چشت خراسان کے ایک مشہور شہر کا نام ہے۔ وہاں کچھ اہل دل، اربابِ طریقت نے رشد و ہدایت اور اصلاح و تربیت کا مرکز قائم کیا۔ وہ نظام تربیت و ہدایت اس مقام کی نسبت سے سلسلہ چشتیہ کہلانے لگا۔ اس نظام کے سرخیل و مقتدا سیّدی شیخ ابو اسحٰق شامی علیہ الرحمہ تھے اور اُنہوں نے ہی سب سے پہلے اپنے نام کے ساتھ اس نظام تربیت کی نسبت سے لفظ "چشتی" لکھا۔ بعض روایات کے مطابق آپ کا مولد و مسکن بھی شہر "چشت" تھا۔ ممکن ہے کہ اپنے وطن مالوف کی نسبت سے آپ نے چشتی لکھنا شروع کیا ہو۔ مولانا رحیم بخش اپنی تصنیف "شجرۃ الانوار" میں لکھتے ہیں "وآں دو مقام اندیکے

شہریست درمیان ولایت خراسان قریب ہرات وچت دوم دہیست درولایت ہندوستان درمیان اوچ وملتان وخواجگان چشت در چشت خراسان بودہ اند." ﴿مولانا رحیم بخش خلیفہ حضرت فخر الدّین دہلوی شجرۃ الانوار "قلمی" سنہ کتابت ۱۲۸۱ھ﴾ یعنی چشت نام کے دو مقام ہیں۔ ایک شہر ہے، جو ہرات کے قریب خراسان میں ہے اور دوسرا ہندوستان میں اوچ شریف اور ملتان شریف کے درمیان ایک گاؤں ہے (اور اب پاکستان میں) خواجگانِ چشت خراسان والے چشت کے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے منقبت غوث اعظم حضور سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں اسی خراسان والے چشت کا ذکر کیا ہے۔ شعر

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

سیّدی شیخ ابو اسحاق شامی علیہ الرحمہ مشائخ کبار میں سے گزرے ہیں۔ آپ کا مزار شریف شہر (عسکہ) شہر یکہ میں ہے جو مملکت شام میں واقع ہے۔ ﴿نفحات الانس مترجم از مولانا عبد الرحمٰن جامی مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی صفحہ ۵۵۸﴾

سیّدی شیخ ابو اسحاق علیہ الرحمہ مرید ہونے کی غرض سے ملک شام سے شیخ المشائخ حضرت خواجہ علو دینوری کی بارگاہ میں بغداد شریف پہنچے۔ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا نام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا مجھے ابو اسحاق شامی کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا" آج سے آپ کو ابو اسحاق چشتی کہیں گے اور اہل چشت اور اس ملک کے لوگ آپ سے ہدایت پائیں گے اور جو لوگ آپ کے سلسلہ میں داخل ہوں گے، اُن کو بھی قیامت تک لوگ چشتی کہیں

گے"۔تربیت کے بعد حضرت خواجہ دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو چشت بھیج دیا۔ اسی دِن سے خواجگانِ چشت اہل بہشت کا ظہور ہوا﴿مرأۃ الاسرار مترجم اردو صفحہ ۳۷۱ مؤلفہ حضرت شیخ عبد الرحمٰن چشتی قدس سرہٗ ۱۰۰۵ھ-۱۰۹۴ھ مطبوعہ لاہور﴾

اس کے بعد سیّدی شیخ ابواسحاق چشتی علیہ الرحمہ چشت شریف لے گئے اور خواجہ احمد ابدالی نے جو کہ چشت کے مشائخ کبار سے ہیں، اُن کی صحبت سے فیض اُٹھایا اور اُن سے تربیت بھی حاصل کی ہے۔﴿نفحات الانس مترجم مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی صفحہ ۵۵۸ علامہ عبد الرحمٰن جامی علیہ الرحمہ﴾

"سیر الاولیاء "میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی علیہ الرحمہ مکاشفات کے پوشیدہ رکھنے میں بے حد کوشش فرماتے تھے،اس لئے آپ نے صورت صحو اختیار کر رکھی تھی تاکہ عوام آپ کے کمالِ حال سے مطلع نہ ہوں اور صوفیہ کے نزدیک یہ مقام بہت بلند ہے خواجہ احمد علیہ الرحمہ بھی جو مشائخ چشتیہ کے سردار ہیں،آپ کے مرید و خلیفہ ہیں۔سیّدی خواجہ ابواسحاق چشتی علیہ الرحمہ کا مزار پرانوار "عسکہ "میں ہے جو شام کے علاقے میں ہے۔ ﴿مرأۃ الاسرار مترجم اردو صفحہ ۳۷٤ الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور مؤلفہ سیّدی عبد الرحمٰن چشتی علیہ الرحمہ﴾

پنجتن خواجگان چشت اور خواجگان چشت کا طریق

خواجگانِ چشت کے سردار پانچ حضرات ہیں جنہیں پنجتن کہا جاتا ہے (۱) حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی (۲) حضرت خواجہ ابو محمد چشتی (۳) حضرت خواجہ محمد چشتی (۴) حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی (۵) حضرت خواجہ مودود چشتی علیہم الرضوان

خواجگانِ چشت کا طریق یہ ہے کہ سنّتِ نبوی ﷺ کے مطابق کسی شہر یا قصبہ میں سکونت اختیار کرتے ہیں اور خلقت کو حق تعالیٰ کی جانب مشغول کرتے ہیں اور جو کچھ ماسواء حق ہوتا ہے، اُس سے باز رکھتے ہیں۔ ہمیشہ صفائے باطن کے لئے کوشش کرتے ہیں اور مذہب صوفیہ پر جو انہیں پیران سلسلہ سے ملا ہے، مستحکم ہو جاتے ہیں اور وسواس کو ہرگز نہیں آنے دیتے کیونکہ کشائش کا راسی طریقہ صوفیہ میں ہے۔ ریاضت کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور فقر کو غنا سے افضل سمجھتے ہیں اور فقیر سے بہت محبت کرتے ہیں۔ مہمان کی خدمت نہایت اہتمام سے کرتے ہیں۔ سماع اور اہل سماع کو بہت عزیز رکھتے ہیں۔ مشائخ کا عرس بڑے ذوق وشوق سے کرتے ہیں اور سب لوگوں کو اپنے آپ سے بہتر سمجھتے ہیں۔ الخ ﴿مراۃ الاسرار مترجم اردو صفحہ ۳۷۲ الفیصل ناشران اردو بازار لاہور﴾

سلطان الھند رضی اللہ عنہ کے والدین مبارکین

خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سیّدنا خواجہ غیاث الدّین بڑے متقی اور پرہیز گار تھے۔ ابھی حضرت غریب نواز رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک پندرہ سال ہی تھی کہ والد محترم کا سایہ سر سے اُٹھ گیا ﴿مرأۃ الاسرار مترجم اردو ۵۹۳ مطبوعہ لاہور﴾

حضرت سلطان الہند رضی اللہ عنہ نے اپنا بچپن خوشحال اور نیکی کے ساتھ گزارا۔ بروایت ہفتاد اولیاء آثارِ ولایت وعرفان بچپن ہی سے ناصیۂ سعادت پر نمایاں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دولت و ثروت سب کچھ دے رکھی تھی۔ ناز ونعم کے ساتھ پلے بڑھے تھے، دو بھائی تھے۔ ﴿ھفتاد ولیاء صفحہ ۲۸۸﴾ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی سیّدہ ماہ نور بھی انتہائی عابدہ اور زاہدہ تھیں، اُن کی کنیت ام الورع تھی۔ ﴿ماہنامہ اشرفیہ سلطان الھند غریب نواز نمبر صفحہ ۱۳﴾

علم شریعت کی تحصیل

سالکانِ طریقت کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ منزلِ معرفت تک پہنچنے کے لئے سب سے پہلے علومِ ظاہری کا زینہ طے کرتے ہیں، پھر عمل کی دشوار گزار منزلوں سے آگے بڑھ کر علومِ باطن کی تحصیل کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے بھی یہی راہ اختیار کی اور وطن سے نکل کر سمرقند و بخارا کا رُخ کیا اور وہاں کے اکابر علماء سے علومِ دینیہ کی تحصیل فرمائی۔ ﴿گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۳۷۱ مارہرہ شریف مضمون نگار ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی شمس العلوم گھوسی﴾

بچپن میں شان غریب نوازی

سلطان الہند سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ بچپن میں ایک مرتبہ عید کے موقع پر نہایت ہی عمدہ لباس زیب تن فرمائے نمازِ دوگانہ ادا کرنے عیدگاہ کی جانب تشریف لے جارہے تھے۔ راستے میں آپ کی نگاہ ایک لڑکے پر پڑی، وہ لڑکا نابینا تھا اور پھٹے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ آپ اُس لڑکے کو دیکھ کر رنجیدہ ہوئے اور فوری طور پر شانِ غریب نوازی کو جوش آیا تو آپ نے اپنے کپڑے اُتار کر اُس غریب اور اندھے لڑکے کو عطا فرمادیئے اور خود پرانے کپڑے پہن کر اُس لڑکے کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ ﴿ماہنامہ اشرفیہ سلطان الہند غریب نواز نمبر صفحہ ۱۳ بحوالہ معین الاولیاء مؤلفہ سیّد نظیر علی اجمیری چشتیہ پبلکیشنز اجمیر صفحہ ۳۷-۳۸﴾

سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ، سلطان الهند کے پیر و مرشد

آپ خواجہ حاجی شریف زندانی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ منقول ہے کہ سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت گھر میں تشریف فرما تھے کہ اناسی کافروں نے مشورہ کیا کہ آدھی

رات کو سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں اور کہیں کہ ہم بھوکے ہیں۔ ہر ایک کو نئے طباق میں علیحدہ علیحدہ کھانا دیجئے اور ہر ایک کو جداگانہ نوع کا۔ اس باہمی مشورہ کے بعد جب وہ آپ کی خدمت میں آئے تو خواجہ نے فرمایا "اے آدم وحوا کے بیٹو! بیٹھ جاؤ اور ہاتھ دھولو"۔ پھر بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم پڑھ کر آسمان کی جانب ہاتھ اُٹھائے اور ہر جنس کے مختلف کھانوں کے بھرے ہوئے طباق جیسا کہ وہ لوگ سوچ کر آئے تھے، غیب سے لیتے اور اُن کے سامنے رکھ دیتے۔ وہ کافر بھی مسلسل نظریں جمائے دیکھتے رہے کہ طباق غیب سے آرہے ہیں۔ الغرض جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا "خدائے تعالیٰ کی نعمت کھاؤ اور اُس پر ایمان لاؤ"۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر ہم تمہارے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور مسلمان ہو جائیں تو کیا خدا تعالیٰ ہمیں بھی تم جیسا کر دے گا؟ فرمایا "میں غریب کس گنتی میں ہوں، خدا تعالیٰ تو اس پر قادر ہے کہ مجھ سے ہزار درجہ تمہیں بلند فرمائے"۔ وہ سب ایمان لے آئے، مسلمان ہو گئے اور سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے۔ اُن میں سے ہر ایک اللہ کا ولی ہو گیا کہ اُن کی نظروں میں عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب کچھ منکشف ہو گیا۔

سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ ریاضت و مجاہدہ کرتے تھے۔ ستر سال کی مُدّت تک کسی وقت نفس کو پیٹ بھر کر پانی اور کھانا نہ دیا، رات کو نہ سوئے، تین چار روز کے بعد افطار فرماتے، کبھی تین کبھی چار اور کبھی پانچ لقمے کھانے کے تین انگلیوں سے کھاتے اور فرماتے کہ اس درویش پر افسوس ہے جو رات بھر سوئے، دِن بھر کھائے اور پھر خود کو درویش جانے اور درویشوں کا خرقہ (درویشی لباس) پہنے۔

منقول ہے کہ سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نے دس سال تک خود کو کھانا نہ دیا اور سات روز

کے بعد منہ بھر ایک گھونٹ پانی پیتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے "خدایا! ہمیں نفس کے ظلم سے بچا، نفس مجھ پر غالب آنا چاہتا ہے، مجھ سے پانی مانگتا ہے تو ایک گھونٹ منہ بھر پانی دے دیتا ہوں"۔ سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ سماع میں بہت گریہ وزاری فرماتے اور کبھی کبھی زرد پڑ جاتے۔ آنکھوں کا پانی خشک ہو جاتا اور جسم مبارک میں خون نہ رہتا۔ ایک نعرہ زور سے لگاتے اور آپ پر وجد طاری ہو جاتا۔ ﴿سبع سنابل شریف مصنف سیّدی میر عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمہ ترجمہ مفتی خلیل خان برکاتی علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۳۲-۴۳۳ فرید بک اسٹال لاھور﴾

اھل سماع کون؟

توجہ رہے سیّدی ابو الحسین شاہ احمد نوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "سماع اُس شخص کو سننا درست ہے، جو خود اپنے قلب (دِل) نیز حاضرینِ جلسہ کے قلوب (دِلوں) پر ایسا غالب ہو کہ خطرۂ غیر اللہ نہ آنے دے"۔ ﴿سراج العوارف فی الوصایا والمعارف صفحہ ۵۶ مطبوعہ کراچی مارٹن کوارٹر تین ہٹی﴾

سیّدی خواجہ عثمان ھارونی رضی اللہ عنہ کی شان

(۱) خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کی عمر کافی تھی۔ (۲) آپ نے سفر بھی بہت کئے۔ (۳) جب حضرت خواجہ شریف زندانی کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا "بندۂ عثمان کی تمنا ہے کہ حضورِ والا کے مریدوں میں شمار کیا جائے"۔ خواجہ حاجی شریف زندانی نے قبول فرمایا۔ خلافت کی کلاہ چار تر کی عنایت کی، قینچی (بالوں پر) چلائی اور فرمایا کہ "حضور سرورِ عالم ﷺ نے کلاہ چار تر کی استعمال فرمائی ہے۔ تمام کائنات کو خدا کی محبت میں چھوڑ کر فقر و فاقہ کو اختیار فرمایا ہے، فقیروں اور غریبوں سے محبت رکھی ہے لہٰذا جو شخص کلاہ چار تر کی سر پر رکھے، اسے چاہئے

کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی کرے اور ہر شخص کو اپنے آپ سے برتر جانے، جو شخص تکبر اختیار کرے اور اپنی فوقیت چاہے، وہ درویش نہیں نفس پرست ہے، راہنما نہیں رہزن ہے، مشائخ کے خرقہ کے لائق نہیں (بلکہ) چور ہے، اہل نعمت نہیں (بلکہ) بے نصیب ہے۔ مشائخ اس سے بیزار ہیں اور درویشی کا لباس اُس پر حرام ہے۔ اُسے خرقہ پہننا جائز نہیں اور نہ کلاہ چارتر کی سر پر رکھنا اور مرید کرنا"۔

سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نے شیخ کی نصیحت قبول کی اور گوشہ نشین ہو کر ذکر "لا الہ الا اللہ" میں مشغول ہو گئے۔ تین سال کے بعد خواجہ حاجی شریف زندانی رضی اللہ عنہ نے خلافت کی کملی پہنائی اور فرمایا "اے عثمان! تمہیں ہم نے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں پیش کیا، تمہیں پسند فرمایا گیا ہے"۔ پھر سیّدی خواجہ حاجی شریف زندانی رضی اللہ عنہ نے اسم اعظم جو اپنے مرشد سے حاصل کیا تھا، سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کو سکھا دیا کہ علم معرفت کے اسرار اور شریعت وطریقت وحقیقت کے رموز آپ پر منکشف ہو گئے۔ (۴) جب سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نماز ادا کر لیتے تو غیب سے آواز آتی کہ "ہم نے تمہاری نماز پسند کی، مانگو کیا مانگتے ہو؟" خواجہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے "خدایا تجھے چاہتا ہوں"۔ آواز آتی کہ "اے عثمان! میں نے جمالِ لازوال تمہارے نصیب کیا، کچھ اور مانگو، کیا مانگتے ہو؟" عرض کرتے کہ "الٰہی! مصطفیٰ کریم ﷺ کی اُمت کے گناہگاروں کو بخش دے"۔ آواز آتی "اُمتِ مصطفیٰ ﷺ کے تیس ہزار تمہاری وجہ سے بخشے"۔ سیّدنا عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کو پانچوں وقت یہ بشارت ملتی۔

﴿سبع سنابل شریف صفحہ ۴۳۵-۴۳۶ فرید بک اسٹال لاہور﴾

سلطان الهند خواجه غریب نواز رضی اللہ عنہ کی ایک مجذوب سے ملاقات

"سیر العارفین" میں لکھا ہے کہ جب آپ کی عمر مبارک پندرہ سال کی ہوئی تو آپ کے

والد بزرگوار خواجہ سیّد غیاث الدّین قدس سرہٗ نے جو کہ نہایت ہی متقی و پرہیزگار تھے، وفات پائی۔ آپ کا ایک باغ تھا، جس کی آمدنی سے گزر اوقات ہوتی تھی۔ وہاں ایک مجذوب رہتے تھے جن کا نام ابراہیم تھا۔ ایک دِن اُن کا گزر حضرت خواجہؒ بزرگ کے باغ میں ہوا۔ آپ نے اُن کو نہایت عزت اور تکریم کے ساتھ درخت کے نیچے بٹھایا۔ انگوروں کا خوشہ پیش کیا اور اَدب سے اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ مجذوب بزرگ ابراہیم نے بغل سے کھلی نکالی اور چبا کر حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈال دی۔ اُسے کھاتے ہی آپ کے باطن میں نورِ معرفت چمکنے لگا۔ چنانچہ آپ گھر بار اور ملک املاک سے متنفر ہو گئے۔ دو تین دِن کے اندر آپ نے اپنا باغ اور سامان فروخت کر کے درویشوں میں تقسیم کر دیا اور طلبِ حق میں روانہ ہو گئے۔ مُدّت تک آپ سمرقند اور بخارا میں رہے۔ کلام پاک حفظ کیا اور ظاہری علم حاصل کیا۔ جب آپ نے دیکھا کہ اس سے بھی مقصد حاصل نہیں ہوا تو وہاں سے آپ مرشد کی تلاش میں عراق (عرب شریف) تشریف لے گئے۔ جب آپ قصبہ ہارون (جو نیشاپور کے نواح میں ہے) پہنچے تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ ﴿مرأة الاسرار اردو صفحہ ۵۹٤ مطبوعہ لاہور﴾

توجہ رہے کہ خواجہ حضورِ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو ترکہ میں ایک پن چکی بھی ملی تھی ﴿ھفتاد اولیاء صفحہ ۳۵۷ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

سلطان الھند خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ بارگاہ خواجہ عثمان ھارونی رضی اللہ عنہ میں

سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے بہت سفر کیے اور بکثرت مشائخ سے ملے۔ جب آپ بغداد شریف پہنچے تو پوچھا کہ اس شہر میں باعظمت اور اہل کرامت بزرگ کون ہیں؟ لوگوں

نے بالاتفاق کہا کہ اس زمانے میں اس شہر میں خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے مثل کوئی نہیں۔ سیّدی خواجہ غریب نواز معین الدّین چشتی رضی اللہ عنہ، سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں آئے۔ خادم نے عرض کیا کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی مسجد میں تشریف لے گئے ہیں۔ خواجہ معین الدّین چشتی رضی اللہ عنہ، سیّدنا خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی مسجد میں آئے اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ مسجد کے اندر خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بڑے بڑے مشائخ کرام موجود تھے۔ سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے معین الدّین! دو رکعت نماز پڑھو اور قبلہ رُو بیٹھ جاؤ"۔ آپ نے ایسا ہی کیا پھر خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "چہرہ آسمان کی طرف کرو"۔ آپ نے آسمان کی طرف چہرہ کیا۔ اس کے بعد خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ "ہم نے تمہیں خدا تک پہنچا دیا"۔ اس کے بعد کلاہِ بیعت خواجہ معین الدّین چشتی رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھی، گلیم خاص عطا کی اور فرمایا "اے معین الدّین! سورۂ اخلاص ایک ہزار مرتبہ پڑھو" آپ نے ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی۔ خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہمارے خانوادہ میں ایک دِن رات کا خاص مجاہدہ ہے، تم ایک دِن رات اس میں مصروف رہو"۔ آپ ایک دِن رات اس میں مصروف رہے کہ حجاب نظر سے اُٹھا دیا گیا اور آپ مقام مشاہدہ تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نے آپ کو خلافت بخشی، اپنا جانشین بنایا اور مشائخ کے معمولات آپ کو تلقین فرمائے۔ اس کے بعد ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا کہ "الٰہی! معین الدّین کو قبول فرما اور اپنی بارگاہِ اقدس کا مقرّب بنا"۔ آواز آئی "اے معین الدّین! تم ہمارے مقبولِ بارگاہ ہو، ہم نے تمہارا نام محبوبوں کے دفتر میں لکھا اور تمہیں مشائخ کا سردار کیا"

آپ بیس سال تک سیّدنا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں رہے۔

کے حافظ تھے، ہر دِن رات میں ختمِ قرآن شریف فرماتے۔ ہر بار جب قرآن شریف ختم ہوتا ، ہاتف سے آواز آتی کہ "ہم نے تمہارا ختم قبول فرمایا" ﴿سبع سنابل شریف مترجم ۴۳۷-۴۳۸ فرید بک اسٹال لاہور﴾

خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی شان عظیم

سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ علم کامل رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف خراسان کے اطراف ونواح میں بہت ملتی ہیں۔ ستر سال تک رات کو آرام نہ فرمایا نہ ہی پشتِ مبارک زمین سے لگائی۔ ستر سال تک آپ کا وضو سوائے حاجتِ انسانی کے نہ ٹوٹا۔ آنکھیں عموماً بند رکھتے، نماز کے وقت کھولتے اور آپ کی نظرِ مبارک جس پر پڑ جاتی، وہ اللہ رب العزت کا ولی بن جاتا۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ "جو شخص میرا یا میرے فرزندوں کا مرید ہوگا، معین الدّین اُس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا، جب تک وہ (مرید) جنت میں داخل نہ ہو جائے"۔ لوگوں نے عرض کی کہ فرزندوں سے مراد آپ کے خلفاء ہیں یا اولاد؟ فرمایا "فرزندوں سے مراد قیامت تک ہونے والے فرزندانِ معنوی (یعنی خلفاء) ہیں"۔ ﴿سبع سنابل صفحہ ۴۳۶﴾

سلطان الہند سیّد الاولیاء خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں حرم کعبہ میں مشغول (ذکر) تھا کہ ہاتف نے آواز دی معین الدّین! ہم تم سے راضی ہیں، ہم نے تمہیں اور تمہارے اہل بیت کو بخشا۔ میرے لئے مبارک وقت تھا"۔ (صوفیائے کرام کی اصطلاح میں وقت اُس حالت کا نام ہے جو حضورِ قلب اور یادِ الٰہی میں طاری ہوتی ہے) میں نے عرض کیا "الٰہی! میری ایک آرزو اور بھی ہے "ندا آئی" طلب کرو کہ ہم بخشیں"۔ میں نے عرض کی "خدایا! جو شخص معین الدّین رضی اللہ عنہ اور اُس کے مریدوں کے مرید ہوں، اُنہیں بھی بخش دے"۔ ہاتف نے آواز دی "معین الدّین! جو تمہارا اور تمہارے مریدوں کا مرید ہے، قیامت تک ہم

نے سب کو بخشا" (سبحان اللہ!) ﴿سبع سنابل شریف مترجم اردو صفحہ ۴۳۶-۴۳۷ فرید بک اسٹال لاہور﴾

سلطان الھند رضی اللہ عنہ کی کتابیں

انیس الارواح: یہ کتاب حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، جسے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اپنے مرشد کے حکم سے بغداد معلّٰی میں جمع فرمایا تھا۔ خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ اپنے لبِ ہائے مبارک سے تصوف کے اسرار و رموز بیان فرماتے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ اپنے نوکِ قلم سے تحریر کی سدا بہار لڑیوں میں پروتے جاتے۔ اس طرح اسلام کی اخلاقی اور عرفانی تعلیمات کا ایک بیش بہا گلدستہ محفوظ ہو گیا۔ اس کی عطر بیز خوشبوؤں سے ایک عالم ہمیشہ مہکتا رہے گا۔ یہ مجموعہ ملفوظات اٹھائیس مجالس پر مشتمل ہے۔ اُردو داں طبقے میں اس کا اُردو ترجمہ حرزِ جاں بنا ہوا ہے۔

کشف الاسرار: حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی یہ کتاب فارسی زبان میں تصوف کے موضوع پر ہے۔ اس کا دوسرا نام "معراج الانوار" بھی ملتا ہے۔

کنز الاسرار: یہ بھی فارسی زبان میں ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں کی روایات کے مطابق یہ کتاب حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے حکم سے سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ کی تعلیم و تلقین کے لئے لکھی تھی۔ یہ کتاب حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے قیامِ دہلی کی یادگار ہے۔ اس کی تصنیف کا زمانہ ۶۱۱ھ اور ۶۱۵ھ کے درمیان کا ہے۔ موضوع تصوف ہے۔ اس کو "گنج اسرار" کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

رسالہ آفاق و انفس: خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی یہ کتاب بھی فارسی میں قلمی ہے۔ اس میں تصوف کے بعض نکات پر بحث کی گئی ہے۔

حدیث المعارف: یہ کتاب نادر الوجود ہے۔

دیوانِ معین: یہ دیوان حضرت خواجہ معین الدّین چشتی رضی اللہ عنہ کی بلند پایہ شاعری کا گراں قدر نمونہ ہے۔ آپ کی اعلیٰ شاعری کے نمائندہ قطعات، رباعیات، حمد و نعت ہیں۔ اس دیوان کے متعلق اہل قلم نے بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ بعض نے اسے صاحب معارج النبوۃ مولانا معین الدّین کاشفی کا دیوان بتایا ہے لیکن پروفیسر عبدالغنی نے اپنی کتاب "میری مغل پرشین ان انڈیا" میں اس کو حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کا دیوان ثابت کیا ہے۔ ذیل کی مشہور رباعی کو ڈاکٹر اقبال نے بھی خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کیا ہے۔

شاہ است حسین، پادشاہ است حسین
دین است حسین، دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

اِن اشعار کے سلسلے میں اکثر اہل نقد اور اہل فکر کی رائے یہی ہے کہ یہ حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کا کلام ہے۔

توجہ رہے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے دیوان کے سلسلہ میں اہل علم و تحقیق کا اختلاف ضرور ہے لیکن اتنا طے شدہ ہے کہ آپ فارسی کے ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ کے اشعار کی تعداد سات آٹھ ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ "سیر السالکین" کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

"حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ زمانہ کی خوش بختیوں سے نامور شعراء کی صف میں ہیں۔ قصیدہ و غزل کی اصناف میں دستگاہ رکھتے ہیں۔ حضرت کا صوفیانہ کلام سات آٹھ ہزار اشعار کا بیش بہا خزانہ تھا مگر زمانہ کی دست درازیوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اس میں سے جو کچھ بچ سکا، وہ بہت مختصر

ہے"﴿ماخوذ از ماہنامہ اشرفیہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز نمبر صفحہ ۲۶-۲۷﴾

سلطان الھند خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اولیاء کاملین

سیّدنا خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خواجہ معین الدّین رضی اللہ عنہ کی مجلس میں (۱) شیخ الشیوخ شہاب الدّین سہروردی (۲) شیخ احمد کرمانی (۳) شیخ محمد اصفہانی (۴) مولانا بہاء الدّین بخاری (۵) مولانا احمد بغدادی (۶) خواجہ آجل سنجری (۷) شیخ سیف الدّین باخریزی (۸) شیخ احمد محمد چشتی (۹) شیخ جلال الدّین تبریزی (۱۰) شیخ برہان الدّین چشتی (۱۱) شیخ محمد احمد اصفہانی (۱۲) شیخ اوحد کرمانی (۱۳) شیخ احمد واجد (۱۴) شیخ برہان الدّین غزنوی (۱۵) خواجہ سلیمان عبد الرحمٰن علیہم الرضوان وغیرھم مشائخِ بغداد اور گردونواح کے اور مشائخ کبار، خواجہ معین الدّین چشتی رضی اللہ عنہ کی قدم بوسی کو حاضر ہوتے اور آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے ﴿سبع سنابل شریف مترجم صفحہ ۴۳۸ فرید بک اسٹال لاھور﴾

جو خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا چھرہ دیکھ لیتا، ایمان لے آتا

سیّدنا خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ، اولیائے کبار اور عارفین صاحبِ اسرار میں سے تھے۔ آپ کے کمالات وکرامات بے شمار ہیں، حقائق ومعارف میں آپ کے کلمات بہت بلند ہیں۔ آپ حق تعالیٰ کے محتشمان ومقربان خاص میں سے تھے اور آپ کی شان بہت بلند اور حال نہایت قوی تھا۔ جو شخص آپ کا چہرۂ مبارک دیکھتا تھا، وحدانیتِ حق اور رسالتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آتا تھا۔ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں جو لوگ غیر اللہ کی پرستش میں مبتلا تھے، آپ ان سب کو شرک کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لے آئے۔ ﴿مرأۃ الاسرار مترجم صفحہ ۵۹۲ مطبوعہ لاھور﴾

سلطان الھند خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے مجاھدات

سیّدی خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے بڑے بڑے مجاھدات کیئے، آپ سات دِن کے بعد پانچ مثقال (تقریباً 20-22 گرام) کے برابر روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے تھے، آپ کا لباس دو چادریں تھیں، جن میں کئی پیوند لگ چکے تھے۔ پیوند لگانے کے لئے جس قسم کا کپڑا مل جاتا، آپ چادر شریف میں سی لیا کرتے تھے۔ جب آپ اصفہان تشریف لے گئے تو شیخ محمود اصفہانی علیہ الرحمہ (جو وہاں کے بڑے مشائخ میں سے تھے) کی خدمت میں گئے۔ سیّدی خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کا اُس وقت یہ ارادہ تھا کہ شیخ محمود علیہ الرحمہ سے بیعت کرلیں، لیکن جب سیّدی خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے جمال احوال کا مشاہدہ کیا تو بے اختیار ہو کر آپ کی خدمت میں پیوست ہو گئے اور بیعت کرلی۔ سیّدی خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے لئے بھی اُن سے بہتر کوئی مصاحب اور محرم راز نہ تھا جیسا کہ حضرت سیّدنا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے لئے سیّدی خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی مرید نہ تھا۔ سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا معین الدّین اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور مجھے اپنے مرید پر فخر ہے، اسی طرح سیّدی خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ بھی خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے ساتھ کمالِ شفقت سے پیش آتے تھے۔ آخر آپ نے وہ دو چادریں خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کو عنایت فرمائیں، جو اُن سے خواجہ فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ تک پہنچیں۔ سلطان المشائخ سیّدی خواجہ نظام الدّین اولیاء رضی اللہ عنہ "فوائد الفواد" میں فرماتے ہیں کہ میں نے اِن دو چادروں کی زیارت کی ہے۔ غالباً سیّدی نظام الدّین اولیاء، سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کو (وہ چادریں) ملی ہوں گی۔ سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو باون سال کی عمر میں خرقۂ خلافت اور اجازت نامہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ سے ملا تھا۔ آپ مشغولی عظیم رکھتے

تھے۔ جہاں کہیں جاتے تھے، اکثر قبرستان میں رہائش رکھتے اور روزانہ دو قرآن پاک ختم فرماتے تھے۔﴿مرأۃ الاسرار مترجم صفحہ ۵۹۵ مطبوعہ لاھور الفیصل تاجران وناشران﴾

اولیائے کرام کی بارگاہوں میں

سلطان الہند سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ شہرت سے بچتے تھے۔ اسی لئے جس جگہ آپ کی شہرت پھیل جاتی، آپ وہاں سے تشریف لے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ تبریز سے مہنہ کی طرف تشریف لے گئے اور شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ خرقان گئے تو حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کے مزارِ اقدس سے فیض حاصل کیا۔

﴿مرأۃ الاسرار صفحہ ۵۹۶ مطبوعہ لاھور﴾

توجہ رہے یہ سیّدی ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ ہیں، جن کے متعلق سیّدی بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میں جب خرقان سے گزرتا تھا تو زمین سے ایک نور کو آسمان تک بلند ہوتے دیکھتا تھا اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ تو اس نور کو شفیع ٹھہرائے تو تیری حاجت پوری ہو جائے گی" حالانکہ آپ ابھی تک پردۂ وجود پر ظاہر بھی نہ ہوئے تھے۔ اسی طرح جب آپ (سیّدی بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ) خرقان کی طرف سے گزرتے تو سانس کو اوپر کی طرف لیتے جیسے کہ کوئی سونگھتا ہے (اس بارے میں) پوچھا (گیا) تو فرمایا کہ "میں چوروں کے اِس گاؤں میں ایک مرد کی خوشبو سونگھتا ہوں، جس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن ہوگی اور جو مجھ سے تین (۳) درجے بڑھ کر ہوگا۔ اہل وعیال کا بار بھی برداشت کرے گا اور کاشت کاری میں بھی مصروف ہوگا"۔﴿ھفتاد اولیاء صفحہ ۲۲۲﴾ نیز آپ کے لباس مبارک کی برکت سے سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ نے سومنات کا مندر فتح فرمایا تھا۔

﴿ہفتاد اولیاء صفحہ ۲۲۴ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

(۲) سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ اس علاقے (خرقان) میں رہنے کے بعد استر آباد تشریف لے گئے اور شیخ ناصر الدّین استر آبادی علیہ الرحمہ کا فیض صحبت حاصل کیا، شیخ ناصر الدّین علیہ الرحمہ عظیم القدر مشائخ (میں سے) تھے، جن کی عمر مبارک اُس وقت ایک سو سات (۱۰۷) برس تھی اور جو دو تین واسطوں سے سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمہ سے نسبت رکھتے تھے۔ نیز اُنہوں نے سیّدی شیخ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ اور سیّدی شیخ ابوسعید ابوالخیر علیہ الرحمہ کی صحبت بھی پائی تھی۔ (۳) استر آباد سے خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ ہرات تشریف لے گئے اور کافی عرصہ اس علاقے میں رہ کر وہاں کے مشائخ کی زیارت کرتے تھے۔ آپ رات دِن شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر رہتے تھے اور اکثر عشاء کی نماز کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز ادا فرماتے تھے۔ (۴) جب ہرات میں آپ کی شہرت زیادہ ہوگئی اور خلقت کا ہجوم ہونے لگا، تو وہاں سے رخصت ہوکر آپ سبزوار تشریف لے گئے۔ ﴿مرأۃ الاسرار صفحہ ۵۹۶ مطبوعہ لاہور﴾

حاکم محمد یادگار کی توبہ

سبزوار کا حاکم محمد یادگار نامی ایک نہایت سخت مزاج، کج طبع اور فاسق و فاجر اور بدعقیدگی میں مشہور تھا۔ اُس نے ایک باغ کے اندر مکان بنا رکھا تھا، جس میں وہ اکثر شراب نوشی اور فسق و فجور میں مشغول رہتا تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ جب سبزوار پہنچے، تو پہلے ہی دِن آپ نے باغ کے اندر جا کر حوض پر غسل فرمایا اور دو رکعت نماز ادا کر کے تلاوتِ قرآنِ کریم میں مشغول ہوگئے۔ اتفاقاً حاکم محمد یادگار بھی اُسی وقت باغ میں آگیا۔ خادم نے سیّدی خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ امیرِ شہر باغ میں آرہا ہے۔ اُس کے فراش پہنچ گئے ہیں اور وہ

خود بھی پہنچنے والا ہے۔ خادم نے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ آپ باغ سے باہر تشریف لے چلیں کیونکہ وہ بہت بدتمیز آدمی ہے لیکن آپ نے قطعاً پرواہ نہ فرمائی اور خادم کو حکم دیا کہ فلاں سرو کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ جاؤ۔ فراشوں نے آ کر حوض کے گرد قالین بچھانے شروع کر دیئے لیکن اُن کے دِل میں خواجہ غریب نواز چشتی رضی اللہ عنہ کی اس قدر رہیبت پیدا ہوئی کہ کوئی بات منہ سے نہ نکال سکے۔ اتنے میں حاکم محمد یادگار بھی آ گیا اور حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ناراض ہوا لیکن آپ نے اُس کی بھی کوئی پرواہ نہ کی البتہ ایک نگاہِ لطف اُس پر فرمائی، جس سے اُس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اُس کا رنگ فق ہو گیا اور لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا۔ اُس کے خدّام پر بھی یہی کیفیت طاری تھی اور سب کے سب آپ کے قدموں پر گر رہے تھے۔ آپ نے خادم سے فرمایا کہ حوض سے تھوڑا سا پانی اِس کے منہ پر ڈال دے۔ پانی پڑتے ہی وہ ہوش میں آیا اور اُٹھ کر حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے قدموں میں گر گیا۔ آپ نے فرمایا "اب تو برے عقائد سے باز آئے ہو"۔ اس نے عرض کیا کہ واللہ میں اپنی تمام خواہشات دنیوی واخروی سے باز آیا۔ خدا معلوم آپ نے اُسے کیا دکھایا، جس سے وہ اپنی تمام عاداتِ بد چھوڑ کر آپ کے دستِ اقدس پر تائب ہوا اور شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اس کے بعد اُس نے اپنا سارا مال واسباب اور زر و جواہرات لا کر حضرت سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیئے۔ آپ نے فرمایا "جاؤ! اور خصموں (یعنی جن لوگوں کے حقوق تم نے دبا رکھے ہیں) کو راضی کرو تا کہ حق تعالیٰ تمہاری توبہ میں استقامت بخشے"۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی اور تمام غلاموں اور خادموں کو آزاد کر دیا، جو کچھ اُس کے پاس تھا، سب اُن کو بخش دیا۔ حاکم محمد یادگار کی دو بیویاں بھی تھیں، اُن کا حق مہر ادا کر کے دونوں کو طلاق دے دی اور اپنے آپ کو حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی محبت میں نثار کر دیا۔

سیّدی خواجہ غریب نوازؓ نے محمد یادگار کی اس طرح تربیت فرمائی کہ تھوڑے عرصے میں وہ عارف باللہ اور صاحبِ ارشاد ہوگیا (یعنی خلافت اور اجازت سے مشرف ہوگیا)۔ وہاں سے آپ حصار شادماں تشریف لے گئے اور محمد یادگار کو وہاں مقیم فرما کر سارا علاقہ اُن کے سپرد کردیا، چنانچہ خلقت اُن سے فیضیاب ہوئی۔ صاحب سیر العارفین نے لکھا ہے کہ میں نے حصارِ شادماں جا کر محمد یادگار علیہ الرحمہ کے مزارِ مبارک کی زیارت کی ہے۔ بڑی پرفضا جگہ ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ﴿مرأۃ الاسرار مترجم صفحہ ۵۹۷ مطبوعہ لاہور﴾

حکیم ضیاء الدّین کی توبہ

وہاں سے سیّدنا خواجۂ دین وملّت خواجہ غریب نوازؓ بلخ تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے ملنے کے بعد آپ نے فرجام کے مقام پر شیخ احمد خضرویہ قدس سرہٗ العزیز کی خانقاہ میں اُن سے روحانی صحبت کی بناء پر چند ماہ قیام فرمایا۔ وہاں مولانا ضیاء الدّین حکیم بلخی رہتے تھے، جو تصوّف میں ہرگز یقین نہیں رکھتے تھے بلکہ اہلِ تصوّف کے ساتھ شدّت سے پیش آتے تھے اور بالکل منکر تھے۔ ایک دِن سیّدنا خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز ؓ درخت کے نیچے نماز ادا فرما رہے تھے اور خادم کباب تیار کر رہا تھا۔ اتفاقاً حکیم ضیاء الدّین کا وہاں سے گزر ہوا۔ جب سیّدی خواجہ غریب نوازؓ نماز سے فارغ ہوئے تو حکیم ضیاء الدّین نے آکر سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ خادم نے کباب لاکر سامنے رکھ دیئے۔ آپ نے کچھ کباب حکیم ضیاء الدّین کے سامنے رکھے۔ کباب کھاتے ہی تمام اعتراضات اُن کے دِل سے صاف ہوگئے اور نورِ معرفت سے دِل چمکنے لگا۔ بے اختیار ہو کر حضرت خواجہ غریب نوازؓ کے قدموں میں گر گئے اور بیعت سے مشرف ہوئے دوسرے دِن اُنہوں نے اپنا تمام کتب خانہ پانی میں پھینک دیا اور اسبابِ دنیا سے الگ تھلگ ہو کر مجاہدات وسلوک

میں مشغول ہو گئے۔ حکیم صاحب کے تمام شاگرد بھی تائب ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ مولانا ضیاء الدّین علیہ الرحمہ کو خلافت عطا فرما کر آپ نے وہ علاقہ اُن کے سپرد کر دیا۔ ﴿مرأۃ الاسرار صفحہ ۵۹۷-۵۹۸ مطبوعہ لاہور الفیصل تاجران و ناشران﴾

سیّدی احمد بن خضرویہ بلخی علیہ الرحمہ

توجہ رہے سیّدی احمد بن خضرویہ علیہ الرحمہ خراسان کے بڑے مشائخ میں سے ہیں۔ آپ ابو تراب نخشبی کی صحبت میں رہے۔ آپ کے متعلق سیّدی ابو حفص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "میں نے احمد بن خضرویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر نہ کسی کو باہمت دیکھا اور نہ ہی سچے حال والا پایا"۔ سیّدی بایزید رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "احمد بن خضرویہ ہمارے استاد ہیں"۔

سیّدی احمد بن خضرویہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ " کوئی نیند غفلت سے بڑھ کر بھاری نہیں اور نہ خواہش نفس سے بڑھ کر کوئی اور غلامی انسان پر قابو رکھتی ہے۔ اگر غفلت کا بوجھ تم پر نہ ہو تو تمہاری خواہش تم پر کبھی غالب نہ آسکے" ﴿رسالہ قشیریہ صفحہ ٤٤ علمیہ بیروت﴾ اخلاقیات اور تصوف پر آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ ﴿کشف المحجوب مترجم صفحہ ١٩٤ ضیاء القرآن پبلی کیشنز﴾

خراسان سے ہندوستان تک کا طویل سفرنامہ

رئیس القلم والتحریر، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "۵۴۵ھ سے ۶۲۲ھ تک ستتر (۷۷) سال کا اکثر حصہ آپ نے اپنے سفر میں گزارا ہے۔ اس درمیان کہیں ہفتوں، کہیں مہینوں اور کہیں سالوں تک قیام بھی ثابت ہے۔ سفر کی پوری تاریخ چونکہ مرتب حالت میں نہیں ہے، اس لئے اجمالی طور پر صرف اِن مقامات کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے، جو دورانِ سفر میں سرکار کے قدموں تلے گزر گئے ہیں۔ (ا) خراسان

(۲) سمرقند (۳) بخارا (۴) عراق (۵) ہارون (۶) عرب (۷) بغداد (۸) کرمان (۹) ہمدان (۱۰) تبریز (۱۱) استر آباد (۱۲) خرقان (۱۳) میھند (۱۴) ہرات (۱۵) افغانستان (۱۶) غزنی (۱۷) رے (۱۸) فالوجہ (۱۹) مکہ معظّمہ (۲۰) مدینہ طیبہ (۲۱) بدخشان (۲۲) دمشق (۲۳) جیلان (۲۴) اصفہان (۲۵) چشت (۲۶) ہندوستان براہ ملتان، لاہور، سمانا، دہلی، اجمیر مقدس۔اس سفرنامے میں بیس (۲۰) سال کی وہ مدّت بھی شامل ہے جو حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کی ہم رکابی میں گزاری ہے۔اس سفر میں سرکارِ بغداد حضرت غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ سے بھی حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی کئی بار ملاقات ہوئی ہے۔ایک ملاقات میں سرکار خواجہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ بشارت بھی منقول ہے کہ یہ مرد مقتدائے عالمین سے ہوگا اور اس کے ذریعہ بے شمار طالبانِ حق منزلِ مقصود کو پہنچیں گے"۔﴿سوانح غوث و خواجہ از علامہ ارشد القادری صفحہ ۴۵-۴۶، اعجاز بک ڈپو کلکتہ﴾

سیّدی نجم الدّین کبریٰ کو خلافت

سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ قصبہ سنجان میں تشریف لائے۔اُس وقت شیخ نجم الدّین کبریٰ قدس سرہٗ العزیز بغداد شریف میں ابتدائی سلوک طے کر رہے تھے۔خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اُن کے حق میں دُعا فرمائی اور خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔اُن کے علاوہ سیّدی شیخ شہاب الدّین سہروردی علیہ الرحمہ نے بھی ابتدائے حال میں آپ سے فیض حاصل کیا ہے۔چنانچہ سیّدی خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے ملفوظات میں اکثر جگہ لکھا ہے کہ شیخ شہاب الدّین سہروردی علیہ الرحمہ اور شیخ اوحد کرمانی علیہ الرحمہ ڈھائی مہینے آپ کی خدمت میں

رہے۔﴿مرأۃ الاسرار صفحہ ۵۹۴ مترجم مطبوعہ لاہور الفیصل تاجران﴾

خواجہ حضور رضی اللہ عنہ بارگاہِ غوثیت رضی اللہ عنہ میں

وہاں سے سیّدی خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ قصبہ جیال تشریف لے گئے، جو بغداد شریف سے سات دِن کے راستہ پر "کوہِ جودی" کے دامن میں واقع ہے۔ سرکار غوثِ اعظم سیّدی شیخ محی الدّین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اُس وقت وہاں تشریف رکھتے تھے۔ آپ پانچ ماہ اور سات دِن اُن کی صحبت میں رہے اور دونوں حضرات کے درمیان راز و نیاز کی مجالس گرم رہیں۔ وہاں سے آپ بغداد شریف تشریف لے گئے اور شیخ ضیاء الدّین ابونجیب سہروردی علیہ الرحمہ کی صحبت میں رہے اور بہت محظوظ ہوئے۔ شیخ اوحد کرمانی علیہ الرحمۃ اُس وقت ابتدائے سلوک میں تھے۔ خواجہ حضور رضی اللہ عنہ نے اُن کے حق میں بھی توجہ فرمائی اور خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ پھر آپ بغداد شریف سے ہمدان پہنچے۔ وہاں شیخ یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ (جو اُس وقت کے بڑے بزرگ تھے) کی صحبت حاصل ہوئی، اُس کے بعد آپ تبریز تشریف لے گئے اور شیخ ابوسعید تبریزی علیہ الرحمہ جو بڑے عارف، کامل، مجرد اور متوکل تھے، کی صحبت حاصل کی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوسعید کے شیخ جلال الدّین تبریزی علیہ الرحمہ کی طرح ستر مرید تھے۔﴿مرأۃ الاسرار صفحہ ۵۹۴-۵۹۵ مطبوعہ لاہور﴾

توجہ رہے شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے نزدیک حضرت خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے جیسا کہ آپ نے ماہنامہ اشرفیہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز نمبر "میں تحریر فرمایا ہے

۔راقم نے گزشتہ سطور میں رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اور "مرأۃ الاسرار "مؤلفہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی علیہ الرحمۃ سے عبارتیں نقل کی ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ حضورؓ کی سرکار غوث پاکؓ سے ملاقات ہوئی ہے۔ واللہ ورسولہٗ اعلم بالصواب اس کے علاوہ "ھفتاد اولیاء "مؤلفہ شاہ مراد سہروردی میں بھی دونوں بزرگانِ دین کی ملاقات کا ذکر ہے، ملاحظہ ہو﴿ھفتاد اولیاء صفحہ ۲۵۸ مؤلفہ شاہ مراد سہروردی مشتاق بک کارنر لاہور﴾

حرمین طیبین کی حاضری

"انیس الارواح "میں خواجہ حضور غریب نوازؓ فرماتے ہیں کہ "حرم کعبہ کی پاک سرزمین پر ایک دِن پیر و مرشد نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حق تعالیٰ کے سپرد کردیا۔ اس کے بعد میزابِ رحمت کے نیچے کھڑے ہوکر دُعا گو کے حق میں نہایت دردانگیز مناجات کی۔ پردۂ غیب سے آواز آئی ہم نے معین الدّین کو قبول کرلیا"۔ فرماتے ہیں حرم مکہ کی معنوی برکتوں اور سرمدی نعمتوں سے جب ہم بہرہ یاب ہوچکے تو پیر و مرشد نے اس شہر محترم کا رُخ کیا، جو کائناتِ گیتی کا مرکز عشق ہے، طیبہ کی پرنور و شاداب آبادی پر جیسے ہی نظر پڑی، جذبۂ شوق کا عالم زیروزبر ہوگیا۔ اس محبوب سرزمین کی خاک کو آنکھوں سے لگایا، بوسہ دیا اور روحانی نشاط سے شادکام ہوئے۔

سلطانِ کونینﷺ کے دربار میں حاضری کا سما احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ جب مواجۂ اقدس میں پہنچے تو پیر و مرشد نے فرمایا "دو جہاں کے مالکﷺ کو سلام کر"۔ میں نے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ سلام عرض کیا۔ روضۂ انور سے آواز آئی "وعلیکم السلام یا قطب مشائخ بحر و بر"۔ یہ جواب سن کر پیر و مرشد نے سجدۂ شکر ادا کیا اور مجھ سے مخاطب ہوکر

فرمایا "اب تو درجۂ کمال کو پہنچ گیا"﴿سوانح غوث و خواجہ از علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ صفحہ ۴۸-۴۹ اعجاز بک ڈپو کلکتہ، ہشت بہشت میں سے انیس الارواح صفحہ ۸ شبیر برادرز اردو بازار لاہور﴾

خرقۂ خلافت اور تبرکات خواجگان چشت

دورانِ سفر بیس سال تک اپنے پیرو مرشد کی خدمت کرنے کے بعد حضرت خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ ۵۲ سال کی عمر میں اپنے پیرو مرشد سے رخصت ہوئے۔ دمِ رخصت پیرو مرشد نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا اور تبرکاتِ محمدی جو حضراتِ خواجگان چشت میں سلسلہ بسلسلہ چلے آرہے تھے، آپ کو عطا فرما کر اپنا جانشین اور صاحب سجادہ بنا دیا۔ خود حضرت خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اِن واقعات کی تفصیل اپنے قلم سے یوں بیان فرمائی ہے "آقائے نعمت حضرت پیرو مرشد نے ارشاد فرمایا: اے معین الدّین! میں نے یہ سب کام تیری تکمیل کے لئے کیا ہے، تجھ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے، فرزندِ خلف وہی ہے جو اپنے ہوش و گوش میں اپنے پیر کے ارشادات کو جگہ دے"۔ اس ارشاد کے بعد وہ عصائے مبارک جو مرشد کے سامنے رکھا تھا، دُعا گو کو عطا فرمایا، بعد ازاں خرقہ شریف، نعلین چوبیں اور مصلیٰ بھی عنایت فرما کر ارشاد فرمایا "یہ تبرکات ہمارے پیرانِ طریقت قدس اللہ اسرارھم کی یادگار ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچے ہیں اور ہم نے آپ کو دیئے ہیں، اِن کو اسی طرح اپنے پاس رکھنا، جس طرح ہم نے رکھا، جس کو مرد پانا، اُس کو ہماری یہ یادگار دینا"۔ یہ ارشاد فرما کر مجھے اپنی آغوش میں لے لیا، سر و چشم کو بوسہ دیا اور فرمایا "تجھ کو خدا کے سپرد کیا"۔ پھر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے، دُعا گو رخصت ہوا۔﴿سوانح غوث و خواجہ از علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ صفحہ ۴۹-۵۰ اعجاز بک ڈپو کلکتہ﴾

اٹھارہ ہزار مخلوقات خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی نظر میں

سیّدنا خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ نے خواجۂ خواجگان سیّدی خواجہ غریب نواز سیّد الاولیاء رضی اللہ عنہ سے مجاہدہ کروا کر فرمایا "اوپر کی طرف دیکھ" خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جونہی میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی تو آپ نے فرمایا تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟" میں نے عرض کی "عرشِ عظیم تک سب دکھائی دیتا ہے" (پیرومرشد نے) پھر فرمایا "زمین کی طرف دیکھ" جب میں نے زمین کی طرف دیکھا تو فرمایا" کہاں تک تجھے دکھائی دیتا ہے؟" میں نے عرض کیا کہ "حجاب عظمت تک"۔ فرمایا" آنکھ بند کر"۔ جب میں نے بند کی تو فرمایا" کھول" میں نے کھولی۔ مجھے دو اُنگلیاں دکھا کر فرمایا کہ "تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟" میں نے عرض کی کہ "اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات" جب میں نے عرض کیا تو آپ (سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا" جا! تیرا کام سنور گیا"۔ ایک اینٹ پاس پڑی تھی، آپ نے فرمایا کہ "اس کو الٹ (دو)"۔ جب میں نے اُلٹی تو اس کے نیچے ایک مٹھی سونے کے دینار تھے۔ آپ (یعنی پیرو مرشد) نے فرمایا" اسے لے جا کر فقیروں کو صدقہ دے"۔ جب میں نے صدقہ دیا تو فرمایا "چند روز تک ہماری خدمت میں رہو"۔ میں نے عرض کیا" بندہ فرمانبردار ہے"۔ ﴿ہشت بہشت میں سے انیس الارواح صفحہ ۷-۹ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور﴾

احباب! آپ نے توجہ فرمائی کہ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی نظر مبارک اٹھارہ ہزار مخلوقات کو ملاحظہ فرما رہی ہے تو آپ کے پیرومرشد کی نظر کا کیا عالم ہوگا؟ پھر یہ تو اولیاء کرام کی نظر ہے، انبیائے کرام پھر امام الانبیاء ﷺ کی نظر مبارک کا کیا عالم ہوگا؟ یقیناً انبیاء کرام علیہم السلام کی نگاہوں سے کائنات کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی پھر حضور نبی کریم امام الانبیاء ﷺ کی نظر مبارک نے تو رب تعالیٰ کا دیدار بھی حاصل کیا تو پھر آپ سے کون سی چیز مخفی رہ

سکتی ہے؟ آئیے اس عقیدہ کو اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ایک شعر سے سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا، تم پہ کروڑوں درود

ایامِ سفر کے عجائب و غرائب

۷۷ سال کی طویل مدتِ سفر میں علم وارشاد کے بڑے بڑے مشاہیر و نادرۂ روزگار اصحابِ کمال سے آپکی ملاقاتیں ہوئیں، دِلوں کی تسخیر، روحوں کا تزکیہ اور جہان آب و گل میں تصرفات کے ایسے ایسے حیرت انگیز واقعات آپ سے حضور میں آئے، جن پر آج تک عقل و دانش کو سکتہ ہے، عظمتِ خداداد کی ایک باوثوق شہادت کے طور پر چند واقعات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) پہلا واقعہ

فوائد السالکین میں حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفرِ حج میں تھا تو ایک دِن صبح کی نماز کے بعد روانہ ہو کر ہم لوگ ایک شہر میں پہنچے، یہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی، جو ایک غار میں مثل سوکھی لکڑی کے اپنی آنکھیں وا کیئے ہوئے عالم حیرت میں کھڑے تھے۔ ایک ماہ تک ہم اُن کے پاس رہے، اس عرصے میں صرف ایک بار عالم ہوش کی طرف واپس لوٹے تو ہم نے اُٹھ کر انہیں سلام کیا۔ اُنہوں نے جواب مرحمت فرمایا اور بتایا کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی کا فرزند ہوں۔ تیس (۳۰) سال سے عالم تحیر میں غرق ہوں۔ نہ مجھے دِن کی خبر ہے نہ رات کی۔ خدائے ذوالجلال صرف تمہاری وجہ سے مجھے آج عالم ہوش میں لایا ہے۔ اتنا کہہ کر وہ دوبارہ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔

سوانح غوث و خواجہ صفحہ ۵۰-۵۱

کلکتہ﴾ اس بزرگ نے اِن حضرات کو یہ وصیت فرمائی کہ "اے عزیزو! تم واپس چلے جاؤ! اللہ تعالیٰ تمہیں اس تکلیف کا اجر عطا فرمائے گا لیکن فقیر کی ایک بات یاد رکھنا کہ جب تم نے راہِ طریقت میں قدم رکھا ہے تو دنیا اور نفسانی خواہشات کی طرف مائل نہ ہونا اور خلقت سے کنارہ کشی کرنا اور جو تمہیں نذر و نیاز ملے، اُسے اپنے پاس جمع نہ کرنا۔ اگر ایسا کرو گے تو خطا کھاؤ گے"۔﴿ہشت بہشت سے فوائد السالکین صفحہ ۱۶ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور﴾

(۲) دوسرا واقعہ

سلطان الہند، نائبِ مصطفیٰ، خواجۂ خواجگان حضرت سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ ۵۸۳ھ میں مکہ معظّمہ پہنچے۔ ایک دن آپ حرم شریف میں مشغولِ عبادت تھے کہ پردۂ غیب سے آواز آئی "اے معین الدّین! ہم تجھ سے خوشنود ہوئے اور تجھے بخش دیا۔ اپنے تقرب کی بساط پر میں نے تجھے نہایت اعزاز کی جگہ مرحمت فرمائی۔ جو بھی تیری آرزو ہو، سوال کرتا کہ میں تجھے اپنی عطاؤں سے سرفراز کردوں"۔ آپ نے عرض کیا "خداوندا! ایک بندۂ حقیر کے لئے اس سے بڑی اور کیا مسرت ہوسکتی ہے کہ تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیا۔ اس کے بعد اگر کوئی آرزو ہے تو صرف یہ ہے کہ تو اپنے فضل سے میرے سلسلے کے مریدین کو بخش دے"۔ ارشاد ہوا "معین الدّین! تو میرا بندۂ خاص ہے، تیری آرزو مبارک ہو کہ قیامت تک جو بھی تیرے سلسلے میں منسلک ہوں گے، میں اُنہیں بخش دوں گا"﴿سوانح غوث و خواجہ از بانی دعوت اسلامی علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ صفحہ ۵۱-۵۲ اعجاز بک ڈپو کلکتہ﴾

(۳) تیسرا واقعہ

فوائد السالکین میں حضرت قطب الاقطاب سیّدی قطب الدّین بختیار کاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ شیخ اوحد الدّین کرمانی، شیخ شہاب الدّین سہروردی اور میرے پیر و مرشد خراسان کے ایک شہر میں بیٹھے تھے کہ اچانک سلطان شمس الدّین التمش سامنے سے گزرا، وہ اپنے ہاتھ میں ایک پیالہ لئے ہوئے تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے کہ جب اُس کی عمر بارہ (۱۲) سال کی تھی۔ جیسے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی نظر اُس پر پڑی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا جب تک یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ نہ ہولے گا، خدا اسے دنیا سے نہ اُٹھائے گا"۔

﴿ہشت بہشت میں سے فوائد السالکین صفحہ ۱۳ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور﴾

خواجہ دین وملّت کی زبانِ غیب ترجمان سے نکلا ہوا یہ جملہ تیر قضا کی طرح نشانے پر بیٹھا۔ تاریخِ ہند شاہد ہے کہ سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق ۶۰۷ھ میں شمس الدّین التمش نام کا ایک گمنام شخص طوفان کی طرح اُٹھا اور دیکھتے دیکھتے سارے ہندوستان پر چھا گیا اور سیّدی خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی ایک کھلی ہوئی کرامت بن کر بالآخر ایک دِن دہلی کے تخت پر اس نے قبضہ کرلیا۔﴿سوانح غوث و خواجہ صفحہ ۵۲ مطبوعہ اعجاز بک ڈپو کلکتہ از بانی دعوت اسلامی علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ﴾

اب حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پیش کی جاتی ہے تاکہ احباب اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زبانوں سے نکلنے والے ارشادات کی شان کا اندازہ کرسکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ربّ اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ "بہت سے پراگندہ بال دروازوں سے نکالے ہوئے (یعنی دنیا اُن کی حقیقت سے غافل ہے) اگر اللہ پر قسم کھالیں (مثلاً خدایا تجھے قسم ہے اپنی عزت

وجلال کی یہ کردے تو خدا اُس کی قسم پوری فرمادے یا مثلاً یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم تیرے ہاں بیٹا ہوگا تو اللہ اُن کی زبان سچی کردے گا) تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُنہیں بری فرمادے ﴿مشکوٰۃ بحوالہ مسلم باب فضل الفقراء فصلِ اوّل﴾

(۴) چوتھا واقعہ

بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں حضرت خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور عرصہ تک مسجدِ قبا میں مشغولِ عبادت رہے۔ اِن ایام میں ایک دِن آپ کو دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت ہوئی "اے معین الدّین! تو میرے دین کا معین ہے، میں نے تجھے ہندوستان کی ولایت عطا کی، وہاں کفر کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے۔ تو اجمیر جا! تیرے وجود کی برکت سے باطل کا اندھیرا چھٹ جائے گا اور چہار دانگِ عالم میں اسلام کی رونق پھیل جائے گی"۔ آپ اس بشارت سے بہت مسرور ہوئے، مگر حیران تھے کہ اجمیر کہاں واقع ہے؟ اسی فکر میں تھے کہ آنکھ لگ گئی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرما کر پلک جھپکنے میں اجمیر کا تمام شہر اور قلعہ و کوہستان آپ کو دکھلا دیا۔ آخر میں ایک بہشتی انار عطا فرما کر آپ کو رخصت فرمایا۔ ﴿سوانح غوث و خواجہ از علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ صفحہ ۵۳-۵۴ اعجاز بک ڈپو کلکتہ﴾

(۵) پانچواں واقعہ

نائب مصطفیٰ، سلطان الہند خواجۂ خواجگان حضور سیّدنا خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ملک کرمان میں شیخ اوحد الدّین کرمانی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر میں تھا۔ ایک عمر رسیدہ عابد شب زندہ دار کو دیکھا، میں نے اُن جیسا کوئی عابد و ذاکر نہیں دیکھا۔ میں نے اُنہیں سلام کیا تو معلوم ہوا کہ اُن کے بدن میں صرف روح ہی روح ہے، گوشت پوست

بالکل نہ تھا۔ہم نے اُن کی اس حالت کے بارے میں دریافت کرنے کا ارادہ کیا تو وہ اپنی روشن ضمیری سے ہمارے ارادہ سے باخبر ہوگئے اور ہمارے سوال کرنے سے قبل اپنا جواب دینا شروع کردیا۔ چنانچہ فرمایا" اے درویش! ایک روز ہم اپنے دوست کے ساتھ قبرستان پہنچے اور یہ دونفری قافلہ ایک قبر کے پاس ٹھہر گیا"۔ دوست سے ایسی کوئی حرکت سرزد ہوئی کہ میں قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔قبر سے آواز آئی "اے غافل! جس کو ایسا مقام درپیش ہو، اُس کا حریف ملک الموت ہو اور اُس کا غمخوار زیرِ خاک سانپوں اور بچھوؤں کے چنگل میں گرفتار ہو، اُسے ہنسنے ہنسانے سے کیا سروکار؟" میں نے یہ (عبرت ناک) بات سنی تو آہستہ سے اُٹھا، دوست کا ہاتھ چوم کر اُسے رخصت کیا، وہ اپنے گھر گیا اور میں بہ نیّت عبادت اس غار میں گوشہ نشین ہوگیا۔اُس دِن سے مجھ پر ایک ہیبت کا عالم طاری ہے اور خوف سے میری جان گھلتی جارہی ہے۔آج چالیس سال ہونے کو آئے، اِس دوران نہ میں ہنسا ہوں اور نہ ہی شرمندگی سے سر آسمان کی جانب اُٹھایا ہے کہ کل روزِ محشر کیا منہ دکھاؤں گا؟﴿سلطان الہند خواجہ غریب نواز نمبر ماہنامہ اشرفیہ صفحہ ۲۰ هشت بہشت میں سے دلیل العارفین مجلس چہارم صفحہ ۱۵ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور﴾

(۶) چھٹا واقعہ

خواجۂ خواجگان سیّدنا خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ایک روز ہم اپنے مرشد سیّدنا خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سیوستان کے سفر میں تھے۔ایک کٹیا میں پہنچے جہاں ایک درویش شیخ صدرالدّین محمد احمد سیوستانی رہتے تھے، وہ حد سے زیادہ یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے تھے۔میں کئی روز اُن کی خدمت میں رہا۔جو اُن کی جھونپڑی میں آتا، محروم نہ جاتا۔عالم غیب سے کچھ نہ کچھ ضرور عنایت کرتے، فرماتے میرے حق میں دُعائے خیر کرو کہ

میں اپنا ایمان قبر تک سلامت لے جاؤں، یہ میری بڑی کامیابی ہوگی۔ وہ بزرگ جب موت اور قبر کی ہیبت ناک باتیں سنتے تو بید کی طرح کانپنے لگتے اور روتے روتے اُن کی آنکھوں سے خون بہنے لگتا، جیسے کسی چشمے سے پانی بہہ رہا ہو۔ یہ گریہ (یعنی رونا) سات سات دِن تک بند نہ ہوتا۔ آسمان کی طرف دیکھ دیکھ کر روتے۔ اُن کے رونے سے رونا آتا۔ جب رونے سے فارغ ہوئے تو میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عزیز! جسے موت آنی ہے اور ملک الموت اُس کا حریف ہے اور قیامت اس کے سر سے گزرنی ہے، اُسے سونے، ہنسنے اور مطمئن اور خوش دِل رہنے سے کیا کام؟" اس کے بعد ارشاد فرمایا "اے عزیز! اگر تمہیں اُن لوگوں کا ذرا بھی حال معلوم ہو، جو زیر خاک قبر کی کوٹھری میں ہیں اور چیونٹیوں اور سانپوں کی گرفت میں ہیں تو کھڑے کھڑے نمک کی طرح پگھل کر پانی بن جاؤ جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے"۔ اس کے بعد فرمایا "اے عزیز! میں نے سیر بصرہ کے دوران ایک بزرگ کو دیکھا جو یادِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ میں اُن کے ساتھ قبرستان گیا، وہ صاحبِ کشف تھے۔ ایک قبر کے پاس ہم دونوں بیٹھ گئے۔ نظریں اُٹھائیں تو دیکھا کہ فرشتے اُس مردے کو سخت عذاب دے رہے ہیں۔ وہ بزرگ دیکھتے ہی نعرہ مار کر گر پڑے۔ نبض ٹٹولی تو معلوم ہوا کہ روح کا پرندہ قفس عنصری سے پرواز کر چکا ہے اور چند گھڑیوں میں اُن کا بدن نمک کی طرح پگھلا اور غائب ہوگیا۔ خوفِ الٰہی کی یہ کیفیت جو اُس بزرگ میں ہم نے دیکھی، آج تک کہیں نہ دیکھی نہ سُنی"۔ ﴿ماہنامہ اشرفیہ خواجہ غریب نواز نمبر صفحہ ۲۱ مبارکپور ھشت بہشت میں سے دلیل العارفین صفحہ ۱۶ مطبوعہ لاھور﴾

پھر فرمایا کہ "میں ایسا اپنے آپ میں محو ہوں کہ ہر روز اپنے آپ میں گھلتا ہوں۔ تیس (۳۰) سال بعد میں نے تم سے گفتگو کی ہے۔ پس اے عزیزو! جس قدر لوگ خلقت میں مشغول

رہتے ہیں، کیوں اپنے کام (اطاعتِ الٰہی) میں مشغول نہیں ہوتے؟ کیونکہ جس قدر خلقت میں مشغول ہوتے ہیں، اُسی قدر خالق سے دور جا پڑتے ہیں۔ پس جا کر توشے (آخرت کے سامان) کی تیاری کرو کیونکہ ہم سب کو ایک دِن پیش آنے والا ہے۔ ممکن ہے کہ ہم ایمان سلامت لے جائیں"۔ یہ کہہ کر دو کھجوریں جو اُس کے پاس تھیں، مجھے دیں اور خود اُٹھ کر رونے میں مشغول ہو گیا اور پھر عالم تحیر میں محو ہو گیا۔ اس کے بعد سیّدی خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ زار و زار روئے اور فرمایا"اے درویش! مجھے اُس خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس دِن سے لے کر آج تک ہر روز موت اور قبر کی ہیبت سے گھلا جاتا ہوں۔ میرے پاس نہ سواری ہے نہ توشہ، جس کی وجہ سے خوف سے بے کھٹکے ہو جاؤں"۔ ﴿ہشت بہشت میں سے دلیل العارفین صفحہ ۱۷ مطبوعہ لاہور شبیر برادرز﴾

(۷) ساتواں واقعہ

سلطان الہند، سیّد الاولیاء حضرت خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیام بغداد کے دوران ایک روز میں دجلہ کے کنارے ایک جھونپڑی میں گیا۔ اُس میں ایک بزرگ مقیم تھے، میں نے سلام کیا اُنہوں نے اشارے سے جواب دیا اور بیٹھ جانے کو کہا۔ تھوڑی دیر بعد میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا"پچاس سال ہوئے، دنیا سے کنارہ کش ہو کر گوشۂ تنہائی میں بیٹھا ہوں۔ میں بھی تمہاری طرح سفر کرتا پھرتا تھا۔ سفر کے دوران میرا گزر ایک شہر سے ہوا اور ایک دنیا دار شخص کو دیکھا جو بازار میں کھڑا ہوا لین دین کرتا اور خریداروں سے بڑی سختی سے پیش آتا۔ میں نے اُس مالدار شخص سے کچھ نہ کہا اور اپنی راہ لی۔ ندا آئی اگر تو اِس شخص کو مردار دنیا سے باز رکھتا اور کہہ دیتا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور خلق خدا پر ظلم نہ کر تو شاید وہ تیرا کہا مان جاتا لیکن تو اِس بات سے ڈر گیا کہ وہ دنیا دار شخص جو تجھ پر

مہربانی کرتا ہے، پھر شاید نہ کرے۔" جب سے میں شرمندہ ہوں اور خوفِ خدا سے اِس خانقاہ میں گوشہ نشین ہوں اور قدم باہر نہیں نکالا ہے۔ مجھے یہ خوف ہے کہ قیامت کے دِن جب مجھ سے اس معاملہ کے بارے میں پوچھا جائے گا تو میں کیا جواب دوں گا؟ اس کے بعد سے میں نے قسم کھالی ہے کہ قدم باہر نہیں نکالوں گا کہ کسی (غلط) چیز پر نظر نہ پڑے اور کہیں میں شہادت میں پکڑا نہ جاؤں"۔﴿ماہنامہ اشرفیہ خواجہ غریب نواز نمبر صفحہ ۲۱ مبارکپور دلیل العارفین صفحہ ۱۸ مطبوعہ لاہور﴾

عذاب و ہیبت قبر اور قیامت کا خوف

سیّدی قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ (یعنی سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ) نے ایک بزرگ کی حکایت سنائی جسے خواجہ عطائی سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اور جس نے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ جب سبب پوچھا گیا کہ کیوں اِس قدر روتا ہے؟ تو فرمایا" قبر کے ڈر اور قیامت کے خوف سے "۔ اس کے بعد اُن سے آسمان کی طرف نہ دیکھنے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ " مجھے شرم آتی ہے کیونکہ میں نے گناہ بکثرت کئے ہیں اور مجلسوں میں خندے اور قہقہے لگائے ہیں۔ اس واسطے میں اوپر کی طرف نہیں دیکھتا اور نہ ہی آسمان کی طرف دیکھتا ہوں"۔﴿دلیل العارفین صفحہ ۱۶ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور از ہشت بہشت﴾

ایک اور حکایت

اس کے بعد ایک اور حکایت بیان فرمائی کہ " خواجہ فتح موصلی جو بندۂ طریقت تھے، آٹھ سال تک روتے رہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رخساروں پر گوشت پوست نہ رہا۔ جب وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ فرمایا؟ کہا

بخش دیا لیکن جب اوپر لے گئے اور عرش کے نیچے پہنچے تو میں نے سجدہ کیا لیکن ڈرتا تھا اور کانپتا تھا۔ آواز آئی کہ فتح! تو اِس قدر کیوں روتا ہے؟ کیا میرا اغفار ہونا تجھے معلوم نہیں؟ میں نے سجدہ میں سر رکھ دیا اور مناجات کی کہ پروردِگار! مجھے معلوم تو تھا لیکن میں عذابِ قبر اور ہیبتِ قبر اور ملک الموت کی سختی سے ڈر کر روتا تھا کہ اس تنگ لحد میں میری کیا حالت ہوگی؟ اس کے بعد حکم ہوا چونکہ اِس سے تو ڈرتا تھا، واپس چلا جا میں نے تمہیں اس خوف سے رہائی دی اور تجھے بخش دیا"۔ ﴿دلیل العارفین صفحہ ١٦ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور از ھشت بہشت﴾

ھنسی اور کھیل کود میں مشغولیت کیوں؟

قطب الاقطاب سیّدی قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خواجۂ خواجگان سیّدنا خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے موقع کی مناسبت سے فرمایا کہ "میں نے ریاحین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آدمیوں کو ملاحظہ فرمایا جو ہنسی اور کھیل کود میں مشغول تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر کر سلام فرمایا تو سب احتراماً کھڑے ہو گئے اور سر زمین پر رکھ دیئے۔ پھر غلاموں کی طرح دست بستہ خدمتِ اقدس میں پیش ہو گئے۔ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا بھائیو! کیا تم موت سے بے خوف ہو؟ سب نے ایک زبان ہو کر عرض کی نہیں! فرمایا کیا تم اعمال کے خوف سے نجات پا چکے ہو؟ عرض کی نہیں! فرمایا پھر کیوں ہنسی اور کھیل کود میں مشغول ہو؟ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتِ مبارکہ نے اُن پر ایسا اثر کیا کہ اُس کے بعد اُن میں سے کسی کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا"۔ پھر خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "مشائخ طبقات اولیائے صفاتِ طریقت، امامانِ دین اور خواجگانِ معرفت دنیا و مافیہا سے بیزار ہیں کیونکہ اُنہیں ہیبت و حسرت کا عذاب

دکھائی دیتا ہے"﴿دلیل العارفین صفحہ ۱۷-۱۸ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور﴾

آپ رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک میرے سر اور آنکھوں پر ہے

عارف باللہ سیّدی شاہ ابوالحسین احمد نوری قادری رضی اللہ عنہ "سراج العوارف فی الوصایا والمعارف" میں فرماتے ہیں کہ "شریعت میں تقلید امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور طریقت میں اتباع حضور غوث الثقلین، غوث الاعظم سیّدنا الشیخ محی الدّین عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ التزام رکھیں۔ ترک تقلید کا انجام ہمیشہ الحاد اور بد مذہبی ہے۔ بیعتِ سلسلہ عالیہ قادریہ کبھی نہ چھوڑیں۔ یہ خاندانِ برکاتیہ سات پشتوں سے قادری ہے اور ہم سب غلامان موروثی اور نمک پروردۂ سرکار غوثیت رضی اللہ عنہ ہیں"۔

حضور غوثیت رضی اللہ عنہ کو سر حلقۂ جملہ اولیاء اللہ کا جانیں، جیسے حضور سرورِ کونین ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں، فرق یہ ہے کہ آپ (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ) خاتم ولایت نہیں ہیں، جس طرح حضور نبی کریم ﷺ پر رسالت و نبوت ختم و تمام ہوگئی۔ آپ (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ) پر ولایت ختم نہیں ہوگئی۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ جملہ اولیاء سے (آپ سے پہلے ہوں یا بعد والے ہوں، یا ہم عصر حاضر ہوں یا غائب) سب سے افضل ہیں۔ یہی مطلب حضور غوث اعظم کے ارشاد "قدمی ھٰذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کا ہے۔ ترجمہ: ہمارا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

یہ سچا دعویٰ حالت ہوشیاری میں باشارہ خداوندی آپ نے فرمایا۔ آپ مامور ہوئے کہ اس شانِ جلیل کا اعلان فرمائیں اور جو اِس کا انکار کرے، اُس کی ولایت سلب فرمائیں۔

ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا (یہ) مقولہ (یعنی ارشاد) حدِ تواتر تک پہنچا ہوا، تمام اولیاء اللہ کا مسلمہ خصوصاً خواجہ بزرگ سلطان الہند خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدّین چشتی

اجمیری رضی اللہ عنہ نے (کہ آپ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ) تمام اولیائے ہند کے سردار سب سے زیادہ بزرگ ہیں۔ جب یہ قول حضور شیخ غوث پاک رضی اللہ عنہ کا سنا، فوراً آپ پر ایک حال طاری ہوا اور ارشاد فرمایا "بل علیٰ رأسی و عینی "بلکہ آپ کا قدم مبارک میرے سر اور آنکھوں پر ہے۔ تمام اولیاء اللہ نے مشرق سے مغرب تک اس کو تسلیم کیا اور کسی نے انکار نہ فرمایا۔ اِس صورت میں افضلیت آپ کی مسلمہ، تمام اولیاء اللہ ہوگی۔ ان روایات کی تصریح کتاب "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر "مؤلفہ عبدالقادر ابن محی الدّین اربلی، اور "سیر العارفین "شیخ جمال الدّین (کی تالیف کردہ) اور "نکات الاسرار "سیّد آدم نقشبندی اور "لطائف قادریہ" شیخ حسن قطنی میں موجود ہیں۔

﴿سراج العوارف فی الوصایا والمعارف صفحہ ۱۴-۱۵ مطبوعہ کراچی ناشر: مرتضیٰ احمد قادری برکاتی نوری صدیقی محمدی بدایونی﴾

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد اور سیّدی گیسو دراز علیہ الرحمہ

توجہ رہے حضور سیّدی سیّد محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ کے سامنے سرکار غوث پاک کے ارشادِ مبارک "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ " کا ذکر ہوا، تو آپ کے دِل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ قول حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر اولیائے کرام کے حق میں ہوگا اور اولیائے متقدمین ومتاخرین اس سے مستثنٰی ہوں گے۔ اس خیال کے دِل میں آتے ہی اُن کی ولایت سلب ہوگئی اور سارا جسم شل ہوکر پتھر بن گیا۔ اپنے قصور کی معافی طلب کی۔ سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ننانوے اسمائے گرامی تصنیف کئے اور اُن کا دائمی ورد اختیار کیا۔ حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری اور حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عالم باطن میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سفارشی معروضہ پیش کیا تو پھر مقام رفتہ کی بحالی ہوئی اور مزید

نوازشات ہوئیں۔﴿افضلیت غوث اعظم دارالفیض گنج بخش لاہور ماخوذ از اقتباس الانوار مترجم صفحہ ۱۹۷-۱۹۸ مطبوعہ الفیصل ناشران لاہور﴾

منصب قطبیت کبریٰ

خیال رہے ہر زمانہ میں ایک غوث ہوتا ہے، جو تمام اولیاء اللہ کا سردار اور سب سے زیادہ صاحب مرتبہ ہوتا ہے۔اس کو قطب مدار بھی کہتے ہیں اس لئے کہ تمام کارخانہ عالم کا انتظام اس کے دست تصرف میں دیا جاتا ہے اور اس مقام پر اُس کا اصطلاحی نام عبداللہ ہوتا ہے۔ اس کے دو وزیر یمین و یسار (یعنی دائیں بائیں) ہوتے ہیں۔عبدالرّب وزیر یمین اور عبدالملک وزیر یسار کا نام ہوتا ہے۔جب غوث یعنی عبداللہ وفات پاتا ہے، عبدالملک وزیر یسار اُس کا قائم مقام اور عبدالرّب وزیر یسار ہو جاتا ہے اور اولیاء وقت میں سے عبدالرّب اور منتخب ہو جاتا ہے۔ قیامت تک یہ انتظام دائم و قائم ہے۔ زمانہ نبوت میں حضور نبی کریم ﷺ سید الجماعت غوث اور عبداللہ تھے،اور سیّدنا امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عبدالملک اور سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عبدالرّب وزیر یسار و یمین تھے۔ بعد وصال شریف رسول اللہ ﷺ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عبداللہ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ عبدالملک اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ عبدالرّب ہوئے۔ وصالِ صدیقی رضی اللہ عنہ پر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ عبداللہ، اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ عبدالملک اور سیّدنا مولی المسلمین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالی وجہہُ الکریم عبدالرّب قرار پائے۔اسی طرح شہادتِ فاروقی رضی اللہ عنہ پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عبداللہ اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ عبدالملک اور سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ عبدالرّب منتخب ہوئے۔شہادتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عبداللہ اور سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ عبدالملک اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ عبدالرّب ہوئے اور حضرت سیّدنا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ تک یہ سلسلہ ائمہ اہل بیت اطہار میں چلتا رہا۔اس کے بعد

حضور سیّدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غوث وسیّد الجماعت وعبداللہ مقرر ہوئے اور تاظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ یہ منصب قطبیت کبریٰ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو مفوض ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے نائب اس منصبِ رفیع سے سرفراز رہے لیکن قطبیت مستقلہ حضور غوثیت رضی اللہ عنہ کی رہی۔ یہی عبداللہ ہیں، جن کی ذات سے تمام عالم فیض پاتا ہے اور بے توسط اس کے کسی کو کچھ نہیں ملتا۔ فتوحاتِ مکیہ میں حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ نے ایسا ہی تحریر وتحقیق فرمایا ہے اور یہ سب مکاشفات اولیاء اللہ سے مروی اور ثابت ہے۔ ﴿سراج العوارف فی الوصایا والمعارف صفحہ ۵۳-۵۴ سیّد شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ مطبوعہ کراچی﴾

حدیث پاک

اب ایک حدیث پاک قدسی ملاحظہ فرمائیں جو کہ مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ بخاری شریف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "من عادلی ولیا فقد اذنته بالحرب "جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے، میں اُسے اعلانِ جنگ دیتا ہوں اور میرے کسی بندے کا بمقابلۂ فرائض عبادتوں کے دوسرے ذریعہ سے مجھ سے قریب ہونا مجھے زیادہ پسند نہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قریب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب اُس سے محبت کرتا ہوں "فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصربه ویده الذی یبطش بها ورجله التی یمشی بهاوان سألنی لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنّه "تو میں اُس کے کان ہوجاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس

کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اُسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اُسے پناہ دیتا ہوں ﴿مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللّٰہ عزوجل و التقرب الیہ الفصل الاوّل ترجمہ مرأۃ المناجیح ۳/۳۳۵ مکتبہ اسلامیہ لاھور﴾

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ ولی میں حلول کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ و بو کہ خدا تعالیٰ حلول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ کفر ہے، بلکہ اِس کے چند مطالب ہیں (۱) ایک یہ کہ ولی اللہ کے یہ اعضاء گناہ کے لائق نہیں رہتے، ہمیشہ اِن سے ٹھیک کام ہی سرزد ہوتے ہیں۔ اس پر عبادات آسان ہوتی ہیں گویا ساری عبادات اس سے میں کرا رہا ہوں (۲) یا یہ کہ پھر وہ بندہ اِن اعضاء کو دنیا کے لئے استعمال نہیں کرتا صرف میرے لئے استعمال کرتا ہے، ہر چیز میں مجھے دیکھتا ہے، ہر آواز میں میری آواز سنتا ہے۔ (۳) یا یہ کہ وہ بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے، جس سے خدائی طاقتیں اس کے اعضاء میں کام کرتی ہیں اور وہ ویسے کام کر لیتا ہے جو عقل سے وراء ہیں۔ حضرت سیّدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے چلی ہوئی قمیضِ یوسفی علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی، حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلے سے چیونٹی کی آواز سماعت فرمالی۔ حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ نے پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے تختِ بلقیس شام میں حاضر کر دیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نہاوند تک اپنی آواز پہنچا دی۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے واقعات بچشم انور ملاحظہ فرمالئے۔ یہ سب اسی طاقت کے کرشمے ہیں۔ آج ٹیکنالوجی کی طاقت سے ریڈیو، تار، وائرلیس، انٹرنیٹ، ٹیلی وژن وغیرہ عجیب کرشمے دکھا

رہے ہیں تو نور کی طاقت کا کیا پوچھنا؟ اِس حدیث مبارک سے وہ لوگ عبرت پکڑیں، جو طاقتِ اولیاء کے منکر ہیں۔ ﴿مرأۃ شرح مشکوٰۃ شریف ۳۳۵/۳ مکتبہ اسلامیہ لاہور﴾

سلطان الھند رضی اللہ عنہ ہر شب خانہ کعبہ جاتے

شیخ الاسلام خواجۂ قطب الاسلام سیّدی قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "خواجگان حضور سیّدی خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ ہر سال اجمیر شریف سے خانہ کعبہ جایا کرتے تھے لیکن جب اُن کا کام کمالیت کو پہنچ گیا تو جو حاجی صاحبان حج کے لئے جایا کرتے تھے، وہ آپ کو وہاں پاتے حالانکہ آپ گھر میں گوشہ نشین ہوا کرتے۔ آخر معلوم ہوا کہ حضور سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ ہر رات کو خانہ کعبہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور رات بسر کر کے صبح کی نماز اپنے گھر میں ادا فرماتے" ﴿فوائد السالکین صفحہ ۲۱ ہشت بہشت میں سے﴾

خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمہ کی شان

سیّدی قطب الاقطاب قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضور سیّدی خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے سنا ہے، جنہوں نے یہی حکایت سیّدی شیخ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے سنی تھی کہ آپ ایک روز سمرقند میں تھے کہ خواجہ مودود چشتی رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ جب کبھی آپ کو کعبہ کے دیدار کا اشتیاق ہوتا تو فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ طشت میں لا کر رکھو، اور خواجہ کو دکھاؤ! جب خواجہ حضور رضی اللہ عنہ طواف وغیرہ ساری رسومات ادا فرمالیتے تو فرشتے خانہ کعبہ کو اُس کے اصل مقام پر پہنچا دیتے"۔ ﴿فوائد السالکین صفحہ ۲۱ ہشت بہشت میں سے مطبوعہ شبیر برادرز لاہور﴾

کعبہ معظمہ نے حضرت سیّدہ رابعہ بصری کا استقبال کیا

شیخ المشائخ حضور سیّدنا نظام الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کعبہ نے حضرت سیّدہ رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا استقبال کیا تو آپ پکار اُٹھیں "من تقرب الی بشبرٍ یقرب اللّٰہ ذراعا " (توجہ رہے مشکوٰۃ بحوالہ مسلم حدیث پاک کے الفاظ یوں ہیں "من تقرب منی شبرا تقربت منہ ذراعا " جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس کے ایک گز نزدیک ہوجاتا ہوں۔﴿الحدیث مشکوٰۃ باب ذکر اللّٰہ عزوجل والتقرب الیہ فصل اوّل﴾ مطلب یہ ہے کہ تمہاری طلب سے ہماری رحمت سبقت لے گئی ہے۔ اگر ایسے اعمال کرو، جن سے بدیر ہم تک پہنچ سکو تو ہم تم کو اپنے کرم سے بہت جلد اپنے دامنِ رحمت میں لے لیں گے۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ)

"جو میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے، میں اُس کی طرف گز بھر بڑھتا ہوں" اور بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی کہ " مجھے کعبہ درکار نہیں، مجھے اِس کے دیدار سے خوشی نہیں، میں کعبہ کے مالک کا دیدار چاہتی ہوں"﴿راحۃ المحبین ملفوظات سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدّین اولیاء صفحہ ۷۴ مطبوعہ شبیر برادرز لاھور﴾

کعبہ میرے گرد گھومتا ھے

سلطان الھند، سیّدالاولیاء، نائب مصطفیٰ حضور سیّدنا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظاتِ مبارکہ میں جن کو قطب الاقطاب حضور سیّدی قطب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع فرمایا ہے، آپ سیّدی خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کے متعلق حکایت فرماتے ہیں (سیّدی بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ)مدّت ہوئی کہ میں خانہ کعبہ کے گرد پھرتا تھا، اب خانہ کعبہ میرے گرد پھرتا ہے۔﴿ھشت بہشت میں سے دلیل العارفین صفحہ ۳۵ مطبوعہ

شبیر برادرز لاہور﴾ توجہ رہے "سیر الاولیاء" کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ خواجہ حضور نے خود اپنے لئے ارشاد فرمائے۔﴿صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ لاهور﴾

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی شان

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ سرکار غوث پاک الشیخ عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس یوں بیان فرماتے ہیں کہ شعر۔

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا

کعبہ معظمہ کی عمارت اپنی جگہ سے منتقل ہوسکتی ہے

توجہ رہے ہم نے ماقبل ایک حدیث قدسی ذکر کی، اس حدیث پاک پر جس کا ایمان ہوگا، وہ ہرگز ذکر کردہ اولیاء کرام کی شان اور کرامات کا انکار نہیں کرے گا۔ مزید تسلی کیلئے فقہ کی روشنی میں ہم اس بات کو ثابت کر دیتے ہیں کہ خانہ کعبہ کی عمارت اپنی جگہ سے دوسری جگہ اولیاء کرام کے استقبال کے لئے منتقل ہوسکتی ہے۔ چنانچہ "فتاویٰ شامی" میں ہے "لو نقل البناء الی موضع آخر وصلی الیه لم یجز بل تجب الصلاۃ الی ارضها کما فی الفتاویٰ الصوفیة عن الجامع الصغیر "یعنی کعبہ معظّمہ کی عمارت اگر کسی اور جگہ کی طرف منتقل ہوجائے اور اس نقل شدہ عمارت کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی گئی تو جائز نہ ہوگا بلکہ واجب ہوگا کہ کعبہ معظّمہ کی زمین کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھے (یعنی اُس بقعہ شریف کی طرف نماز پڑھے جو ساتوں زمینوں کے نیچے سے عرش تک ہے نہ کہ اُس عمارت کی طرف جو کہ منتقل ہوکر دوسری جگہ چلی گئی ہو) جیسا کہ "فتاویٰ صوفیه" میں ہے از جامع صغیر۔ نیز بحر میں "عدۃ الفتاوی" سے نقل کردہ یہ عبارت ہے کہ "الکعبه اذا رفعت عن

مکانها لزیارۃ اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالۃ جازت الصلاۃ الی ارضھا "یعنی کعبہ معظّمہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے، اصحاب کرامت (اولیاء کرام) میں سے کسی کی زیارت کے لئے تو اِس حالت میں کعبہ معظّمہ کی زمین کی طرف (جہاں سے عمارت ہٹ گئی) رُخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہوگا۔ ذکر کردہ عبارتوں سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ کعبہ معظّمہ کی عمارت اپنی جگہ سے منتقل ہوسکتی ہے اور اولیاء کرام کی زیارت کے لئے اپنی اصل جگہ سے دوسری جگہ جاسکتی ہے۔ فللّٰہ الحمد

اب ہم حصولِ برکت کے لئے درمختار شرح تنویر الابصار اور فتاویٰ شامی کی عبارت نقل کردیتے ہیں تاکہ اہل ذوق محظوظ ہوں ملاحظہ ہو درمختار شرح تنویر الابصار کی عبارت "(والمعتبر) فی القبلۃ (العرصۃ لا البناء) فھی من الارض السابعۃ الی العرش" فتاویٰ شامی کی عبارت "(قولہ والمعتبر فی القبلۃ الخ) ای ان الذی یجب استقبالہ او استقبال جھتہ ھو العرصۃ وھی لغۃ کل بقعۃ بین الدور واسعۃ لابناء فیھا کما فی الصحاح وغیرہ والمراد بھا ھنا تلک البقعۃ الشریفۃ (قولہ لا البناء) ای لیس المراد بالقبلۃ الکعبۃ التی ھی البناء المرتفع علی الارض ولذا لو نقل البناء الی موضع آخر وصلی الیہ لم یجز بل تجب الصلاۃ الی ارضھا کما فی الفتاویٰ الصوفیۃ عن الجامع الصغیر"

نیز فتاویٰ شامی میں بحر کتاب الصلوٰۃ سے ہے کہ "الکعبۃ اذا رفعت عن مکانھا لزیارۃ اصحاب الکرامۃ ففی تلک الحالۃ جازت الصلاۃ الی ارضھا" ﴿فتاویٰ شامی باب شروط الصلاۃ مبحث فی استقبال القبلۃ جزء اوّل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی اور دارالثقافہ دمشق سوریہ صفحہ ۱۱۰، الجزء الثالث﴾

خواجہ حضور غریب نواز ﷺ بدخشاں میں

خواجۂ خواجگان سیّدی خواجہ غریب نواز ﷺ فرماتے ہیں کہ "ہم بدخشاں میں آئے تو وہاں ایک خانقاہ میں ایک بزرگ کو دیکھا جو کہ حضرت سیّدنا جنید بغدادی ﷺ کے پیش کاروں میں سے تھا، اُن کی عمر مبارک سو سال تھی۔ وہ بزرگ از حد خدا کی یاد میں مشغول تھا لیکن اُس کا ایک پاؤں نہ تھا۔ اس بارے میں جب اُس سے پوچھا گیا تو اُس بزرگ نے فرمایا کہ ایک دفعہ نفسانی خواہش کی خاطر میں جھونپڑی سے باہر قدم رکھنا ہی چاہتا تھا کہ آواز آئی اے مدّعی! عہد ایں بود کہ فراموش کردی۔ اے مدّعی! یہی تیرا اقرار تھا، جو تو نے فراموش کر دیا۔ چھری پاس پڑی تھی، میں نے اُٹھا کر اپنا پاؤں کاٹ ڈالا اور باہر پھینک دیا۔ آج چالیس (۴۰) سال کا عرصہ گزر رہا ہے کہ میں نے اپنے پاؤں کو کاٹا اور حیرانی کے عالم میں مبتلا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ کل درویشوں میں یہ منہ کس طرح دکھاؤں گا"۔ ﴿ہشت بہشت میں سے انیس الارواح صفحہ ۸ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور﴾

سیّدی خواجہ عثمان ہارونی ﷺ کی خواجہ حضور ﷺ کو نصیحت

"خزینۃ الاصفیاء" میں ہے کہ جب مرشد گرامی نے خواجہ حضور غریب نواز ﷺ کو خلافت عطا فرماتے وقت سر مبارک پر چہار ترکی ٹوپی رکھی تو یہ انتہائی فکر انگیز اور نصیحت آمیز کلمات ارشاد فرمائے، ملاحظہ ہوں:

ترجمہ: چار ترکی ٹوپی کا مقصد چار چیزوں کا ترک کرنا ہے (۱) پہلی چیز دنیا کا ترک (۲) دوسری چیز آخرت کا ترک یعنی ذاتِ رب کے سوا کوئی دوسرا مقصد نہ ہو (۳) تیسری چیز کھانے اور سونے کا ترک مگر اتنا کہ زندگی بچ سکے جو ضروری ہے اور (۴) چوتھی چیز نفسانی خواہشات کا ترک کرنا یعنی وہ جس کی جانب اُبھارے، اُس کے خلاف کرے۔ جو اِن چار

چیزوں کوترک کرسکے، وہ اِس چارتر کی ٹوپی کو پہننے کا اہل ہے۔﴿خزینۃ الاصفیاء جلد ۱ صفحہ ۲۵، غلام سرور لاہوری ماہنامہ اشرفیہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز نمبر صفحہ ۱۷ مبارک پور انڈیا﴾

خواجہ حضور رضی اللہ عنہ غزنی میں

غزنی کا بھی خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے سفر اختیار فرمایا۔ اُس وقت شمس العارفین شیخ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ نظام الدّین ابوالموید علیہ الرحمہ کے مرشد تھے اور جن کا ذکر خواجگانِ چشت کے ملفوظات میں اکثر آتا ہے، غزنی میں رہتے تھے۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی اُن سے بھی ملاقات ہوئی۔﴿مرأۃ الاسرار صفحہ ۵۹۸ مطبوعہ لاہور﴾

خواجہ حضور رضی اللہ عنہ لاہور میں

غزنی سے آپ لاہور پہنچے اور حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے فیض یاب ہوئے۔﴿مرأۃ الاسرار مترجم اُردو صفحہ ۵۹۸ مطبوعہ لاہور﴾

آپ شہر لاہور میں بحکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دو ماہ تک حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک پر رہے۔ اُس کے بعد جب دہلی پہنچے تو چالیس اشخاص آپ کے ہمراہ تھے۔﴿ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۶۰ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

سیّدنا داتا گنج بخش علی ھجویری رضی اللہ عنہ

آپ کا شجرۂ نسب امام حسن بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے۔ آپ اولیائے متقدمین میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی، عابد و زاہد، متقی، مظہر خوارق و کرامت اور حنفی المذہب تھے۔ آپ نے اپنے مرشد شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی جنیدی علیہ الرحمہ کے سوا بڑے بڑے مشائخ مثل شیخ ابوالقاسم گورگانی و ابوسعید ابوالخیر اور ابوالقاسم قشیری محدث رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے صحبت کر کے فوائدِ کثیرہ حاصل کیئے۔ اخیر کو اپنے مرشد کے اشارت سے غزنی سے ہندوستان میں آکر لاہور میں فضیلت و مشیخت کا ہنگامہ گرم کیا۔ دن کو تدریس و تعلیم اور رات کو تلقین میں مصروف رہ کر ہزار ہا جہلاء کو عالم فاضل اور صدہا گم کردگانِ راہ حق کو راہِ راست بتائی اور دُور دُور سے علماء و فضلاء نے آپ کی خدمت سعادتِ دارین حاصل کی۔

داتا حضور رضی اللہ عنہ نے لاہور کی سرزمین پر کعبہ دکھادیا

"سفینۃ الاولیاء" میں لکھا ہے کہ جب آپ نے لاہور میں قیام فرمایا تو آپ نے رہنے کا مکان اور مسجد تعمیر فرمائی، لیکن اُس وقت محرابِ مسجد کا بہ نسبت دیگر مساجد کے کچھ تھوڑا سا ٹیڑھا مائل بہ سمت جنوب معلوم ہوتا تھا۔ علماءِ وقت نے اِس پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ آپ خاموش رہے۔ جب مسجد تیار ہوگئی تو آپ نے کل علماء و فضلائے شہر کی دعوت کی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی۔ بعد نماز سب کو رُو بقبلہ استادہ (یعنی کھڑا) کر کے فرمایا کہ دیکھو! قبلہ کس طرف ہے؟ یہ کہنا ہی تھا کہ خدا کے حکم سے فوراً تمام حجاب اُٹھ گئے اور کعبہ سامنے سے نمودار ہوا، اور سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا نیز اپنے اعتراض سے نہایت نادم ہوئے۔

داتا حضور رضی اللہ عنہ کی تصنیفات

آپ کی تصنیفات تو بہت ہیں لیکن اس میں "کشف المحجوب" نہایت مشہور و مقبولِ عالم ہے، جس میں آپ نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے کہ "میں ایک دفعہ ملک شام میں مؤذنِ رسول حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی قبر اقدس کے سرہانے سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو مکہ معظّمہ میں دیکھا۔ اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو مثل اطفال (چھوٹے بچوں) کے گود

میں لیا ہوا ہے اور نہایت شفقت و محبت اُس پر فرما رہے ہیں۔ میں نے سلام کر کے آپ ﷺ کے پائے اقدس پر بوسہ دیا اور تعجب سے اپنے دِل میں خیال کیا کہ آیا یہ پیر روشن بخت کون ہے جس پر حضرت رسول اللہ ﷺ اس قدر مہربانی مبذول فرما رہے ہیں؟ حضور نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ نے معجزے سے میرے رازِ دِل کو معلوم کر کے فرمایا کہ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو مسلمانانِ اہل سنّت کے امام ہیں۔ انتھی ......"وفات آپ کی (یعنی داتا حضور کی) ۴۶۵ھ میں ہوئی۔ لاہور میں جس قدر آپ کے مزار پر اہل حاجت وغیرہ کا رجوع ہے، اِس قدر اور کہیں نہیں ہے۔ ﴿حدائق حنفیہ صفحہ ۲۲۳-۲۲۴ مکتبہ ربیعہ سلام مارکیٹ، کراچی از مولوی فقیر محمد جہلمی﴾

داتا حضور رضی اللہ عنہ کے قدمین شریفین میں حجرۂ اعتکاف

رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت خواجہ بزرگ غریب نواز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وہ سمرقند پہنچے تو وہاں ابولیث سمرقندی علیہ الرحمہ (عظیم فقیہ امّت) کے مکان کے قریب ایک مسجد تھی۔ اس کے محراب کے قبلہ رُخ ہونے کے متعلق کچھ لوگوں کو شبہ تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے توجہ فرمائی تو نگاہوں کے سارے حجابات اُٹھ گئے اور سامنے خانۂ کعبہ نظر آنے لگا"۔

براہِ افغانستان ملتان ہوتے ہوئے جب حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ لاہور پہنچے تو کئی مہینے تک حضرت سیّدنا شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزارِ اقدس پر معتکف رہے۔ آپ کا حجرۂ اعتکاف اب تک اندرونِ احاطۂ مزار پر موجود ہے۔ رخصت ہوتے وقت زبان سے یہ شعر ادا فرمایا، جو عالمگیر شہرت کا حامل ہے اور آج تک درگاہ شریف کی لوحِ پیشانی پر کندہ ہے، وہ شعر یہ ہے ۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راھنما

﴿سوانح غوث و خواجہ صفحہ ۵۵ اعجاز بک ڈپو کلکتہ﴾

حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا مسلک

آج مزاراتِ اولیاء سے روحانی استفادہ کے متعلق جو لوگ زبانِ طعن دراز کرتے ہیں، وہ ذرا ہوش کے ناخن لیں (اور اپنی آخرت کو برباد نہ کریں)۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے اِس عمل سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مزاراتِ اولیاء سے روحانی استفادہ اور اُن کی حیاتِ معنوی اور تصرفاتِ روحانی کا اعتقاد جملہ اہل حق اور تمام خاصانِ خدا کا مسلک و مشرب ہے اور اُن کا مذہبی شعار رہا ہے۔ جو لوگ اِن امور کا انکار کرتے ہیں، وہ گروہ اصفیاء اور مشاہیر امت کی عام رہگزر کے خلاف ایک نئی اور باطل راہ کھولتے ہیں۔

﴿سوانح غوث و خواجہ صفحہ ۵۶ مطبوعہ اعجاز بک ڈپو کلکتہ﴾

خواجہ حضور رضی اللہ عنہ حنفی المذھب تھے اور آج تک آپ کا فیض جاری ھے

مولوی فقیر محمد جہلمی لکھتا ہے کہ "خواجہ معین الحق والدّین حسن حسینی سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے قطب الاقطاب، امام طریقت، صاحب ریاضت و مجاہدہ، حنفی المذہب شیخ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ ہندوستان میں دین اسلام آپ ہی کے طفیل سے مشہور و منتشر ہوا۔ شیخ نجم الدّین کبریٰ اور حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ شہاب الدّین سہروردی قدس اسرارھم کے معاصر و مصاحب رہے۔ چند مرتبہ دہلی میں تشریف لائے مگر اقامت دار الخیر اجمیر میں اختیار فرمائی۔ ہزار ہا کفار آپ کی برکت سے مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہند میں آج تک آپ کا سلسلہ اور فیض جاری و ساری ہے۔ آپ کے خاندان میں بڑے بڑے

اولیائے کرام ومشائخ کبار مثل خواجہ قطب الدّین بختیار اوشی اور شیخ فرید الدّین گنج شکر وشیخ نظام الدّین اولیاء وخواجہ نصیر الدّین چراغ دہلوی ومولانا فخر الدّین رحمہم اللہ تعالیٰ، جن کی کرامات وریاضات اظہر من الشّمس وابین من الامس ہیں، ہوئے ہیں وفات آپ کی ۶۳۳ھ یا ۶۳۱ھ میں ہوئی اور اجمیر شریف میں دفن فرمائے گئے۔ مزار شریف آپ کا زیارت گاہ اہل جہاں ہے" ﴿حقائق حنفیه صفحه ۲۷۷-۲۷۸، مکتبه ربیعه سلام ملرکیٹ، کراچی﴾

توجہ رہے، گزشتہ اوراق میں ہم نے "مرأۃ الاسرار" کے حوالے سے نقل کیا کہ "سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے سیّدی نجم الدّین کبریٰ علیہ الرحمۃ کے حق میں دُعا فرمائی اور خرقۂ خلافت عطاء فرمایا نیز سیّدی شیخ شہاب الدّین سہروردی علیہ الرحمۃ نے بھی ابتدائے حال میں آپ سے فیض حاصل کیا ہے الخ......" ﴿ملاحظه ہو صفحه ۵۹٤ مترجم اُردو مطبوعه لاھور الفیصل تاجران﴾

جبکہ "ھفتاد اولیاء" مؤلفہ علامہ شاہ مراد سہروردی میں ہے کہ "یہاں (یعنی بارگاہِ مرشد گرامی) سے تکمیل کمال کے بعد ڈھائی ماہ شیخ نجم الدّین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بسر کئے، کوہِ جودی ہوتے ہوئے بغداد شریف میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ عرصہ رہے اور اُن ہی کے ہمراہ کئی سفر بھی کئے۔ بغداد شریف ہی میں شیخ الشیوخ شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی رہے" ﴿ھفتاد اولیاء صفحه ۳۵۸ مؤلفه شاہ مراد سہروردی مطبوعه مشتاق بک کارنر لاھور﴾

اب اتنی بات تو طے ہوگئی کہ حضور سیّدی خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی سیّدی نجم الدّین کبریٰ اور شیخ شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے ملاقات ومصاحبت رہی اور باقی رہی یہ بات کہ کون کس سے مستفیض ہوا تو ظاہر ہے کہ "مرأۃ الاسرار" بہ نسبت "ھفتاد اولیاء

"قدیم ہے، لہٰذا اسی کو ترجیح ہوگی نیز یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ تینوں کتابوں کی عبارات منصوصہ ملاحظہ ہوں (۱) خواجہ بزرگ قصبہ جیال تشریف لے گئے جو بغداد شریف سے سات دِن کے راستہ پر کوہ جودی کے دامن میں واقع ہے۔ حضرت شیخ محی الدّین عبد القادر جیلی قدس سرہٗ اُس وقت وہاں تشریف رکھتے تھے۔ آپ پانچ ماہ اور سات دِن اُن کی صحبت میں رہے اور دونوں حضرات کے درمیان راز و نیاز کی مجالس گرم رہیں۔ ﴿مرأۃ الاسرار صفحہ ۵۹۴ مطبوعہ لاہور﴾ توجہ رہے "مرأۃ الاسرار" شیخ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہٗ ۱۰۰۵ھ۔ ۱۰۹۴ھ کی تالیف کردہ ہے۔ حضرت مؤلف چشتی صابری، عباسی علوی ہیں۔ آپ شیخ حمید قدس سرہٗ کے خلیفہ مجاز تھے۔ "مرأۃ الاسرار" کو آپ نے حضرت خواجہ خواجگان معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے باطنی اشارہ پر ۱۰۴۵ھ میں شروع کیا اور یہ کام تقریباً بیس سال میں مکمل ہوا۔ پھر اس پر ترجمہ اور تحقیق کا کام سات سال میں مکمل ہوا۔ ملاحظہ ہو

﴿مرأۃ الاسرار صفحہ ۵-۶ مطبوعہ لاہور﴾

اب پروفیسر ضیاء الدّین شمسی طہرانی صاحب، حافظ سیّد ٹونکی (علیگ) بھارت اس تصریح کے بعد قادریوں پر غلو کا اتہام نہ کریں۔ البتہ جس طرح آپ نے "سیر العارفین" پر کلام کیا، وہی کلام "مرأۃ الاسرار" پر بھی کریں تو آپ کی مرضی، ہاں مگر اتنا ضرور پیش نظر رہے جہاں خواجہ خواجگان سلطان الہند سیّدنا غریب نواز رضی اللہ عنہ کی شان بہت عظیم ہے، وہاں سرکار غوثِ اعظم قطب ربانی، محبوبِ سبحانی، قندیل نورانی الشیخ سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا مقام بھی بہت اونچا ہے۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء (آیت ۲۱، پارہ ۲۷، سورہ حدید) ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (کنز الایمان) اعلیٰ حضرت امام

اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

(۲) کوہِ جودی ہوتے ہوئے بغداد شریف میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں کچھ عرصہ رہے اور انہی کے ہمراہ کئی سفر بھی کئے۔ ﴿ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۵۸ مطبوعہ لاہور﴾

(۳) شیخ نجم الدّین کبریٰ، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ اور شیخ شہاب الدّین سہروردی قدس اسرارھم کے معاصر و مصاحب رہے۔ ﴿حدائق حنفیہ صفحہ ۲۷۷ مکتبہ ربیعہ سلام مارکیٹ کراچی﴾

توجہ رہے مولوی فقیر محمد جہلمی مؤلف حدائق حنفیہ نے جہاں بزرگانِ اہلسنت کا تذکرہ کیا ہے، مثلاً داتا حضور، خواجہ حضور اور محبوب الٰہی وغیرھم، وہاں کتاب کے آخر میں قطب الدّین نواب دہلوی صاحب مظاہر حق اور "قاسم نانوتوی تحذیر الناس والا" کا بھی تذکرہ تعریفی کلمات میں کیا ہے۔ پتہ نہیں کہ اِن مولویوں کا ذکر الحاقی ہے یا پھر خود مولوی فقیر محمد جہلمی کا ہے۔ اہل علم حضرات کے پاس اصل نسخہ موجود ہو تو اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور یہ کسی سے پوشیدہ نہیں کہ قاسم نانوتوی اُن پانچ گستاخوں میں سے ایک ہے، جن پر نہ صرف پاک و ہند بلکہ علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ جاری فرمایا۔ ملاحظہ ہو (۱) حسام الحرمین اور (۲)

توجہ رہے "سیر الاقطاب" اور "سیر العارفین" میں بھی خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا ذکر ہے۔ پروفیسر ضیاء الدّین شمسی طہرانی سیّد صاحب ٹونکی (علیگ) کو اپنی ذکر کردہ تحقیق کے مطابق اگر دونوں ہستیوں کی ملاقات تسلیم نہیں تو (۱) مجھے اتنا ضرور بتائیں کہ ملاقات نہ ہونے کی صورت میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان وجلالت میں کیا فرق آیا؟ (۲) سرکار خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کو جو فیوض و برکات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں یا ہونے تھے، اُن کا کیا بنے گا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ پروفیسر موصوف ان دونوں ہستیوں کی بارگاہ میں بے ادبی کے مرتکب ہو گئے ہوں؟

سلطان الھند رضی اللہ عنہ کا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے استفاضہ کرنا

سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے مرکز ومرجع حضور سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ غوثیت سے استفاضہ کرنا ثابت ومحقق ہے چنانچہ حضرت شیخ جمالی سہروردی چشتی علیہ الرحمہ المتوفی ۹۴۲ھ (۱) سیر العارفین میں خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی شیخ نجم الدّین کبریٰ علیہ الرحمہ سے ملاقات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "واز آں جا در قصبہ جیل آمد و در آں جا حضرت معین الدّین قدس سرہٗ مر حضرت سلطان المشائخ محبوب سبحانی شیخ محی الدّین عبد القادر قدس سرہٗ العزیز را دریافتند پنج ماہ و ہفت روز در صحبت ایشاں مے بودند وانواع فیض و جمعیت باطن از معیت ایشاں می ربودند چنانچہ الان ہم حجرہ متبرک کہ حضرت خواجہ معین الدّین قدس سرہٗ در آں مقام فرخندہ فرجام ہست" ﴿سیر العارفین ۵-۶ مطبع رضوی دھلی﴾

یعنی اس کے بعد آپ قصبہ جیل میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ خواجہ حضور

ؓ پانچ ماہ سات دِن آپ کی صحبت میں رہے اور جمعیت باطن اور کئی قسم کے فیوض و برکات آپ کی معیت سے حاصل فرمائے۔ آپ کا حجرہ متبرکہ اس وقت بھی وہاں موجود ہے۔ اس فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔ وہاں دو رکعت نفل پڑھے۔ توجہ رہے شیخ محقق سیّدی عبدالحق محدث دہلوی ؓ نے "اخبار الاخیار" میں مولانا جمالی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ اور مولانا جلال الدّین دوانی علیہ الرحمہ کے ہم مجلس ہیں اور مولانا سماء الدّین علیہ الرحمہ سے خلافت حاصل کی ہے۔ آپ کا مزار شریف حضور خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے مقبرہ مبارکہ کے ساتھ ہے۔ وصال شریف ۹۴۲ھ میں ہوا۔ ملاحظہ ہو ﴿اخبار الاخیار صفحہ ۵۵۰-۵۵۱ مترجم لاہور شبیر برادرز﴾

(۲) "سیر الاقطاب" مشائخ چشت کے حالات پر بہت ہی مشہور کتاب ہے جس کے مؤلف شیخ الھدیہ بن عبدالرحیم چشتی علیہ الرحمہ ہیں۔ مشائخ چشت کے حالات پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، سب میں اس کے حوالے موجود ہیں۔ یہ کتاب عہد شاہجہاں میں تالیف کردہ ہے، اس کتاب میں ہے "وقدوۃ العارفین خواجہ معین الدّین چشتی و عمدہ الاولیاء شیخ الشیوخ شہاب الدّین سہروردی قدس اللہ اسرارھما بملازمت آنحضرت رسیدہ فیض باطن حاصل نمودہ اند" ﴿سیر الاقطاب صفحہ ۱۱۶-۱۱۷ مطبع نول کشور﴾ یعنی قدوۃ العارفین خواجہ معین الدّین چشتی اور شیخ الشیوخ شہاب الدّین سہروردی رضی اللہ عنہما حضور غوث پاک ؓ کی بارگاہ میں پہنچے اور باطنی فیض حاصل کیا۔

(۳) مشہور مورخ مفتی غلام سرور چشتی لاہوری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ "در آں جان مشرف بشرف خدمت حضرت غوث اعظم محی الدّین

عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ السامی شد و چندے بہ فیض صحبت آنحضرت مستفیض ماند و نیز بغداد بشرف صحبت شیخ ضیاء الدین پیر روشن ضمیر شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی مشرف گشت" ﴿خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ ہوت پریس فارسی﴾

یعنی حضرت خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ، جیلان میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے شرف خدمت سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ آپ کی فیض صحبت سے مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد بغداد معلیٰ میں شیخ شہاب الدّین سہروردی علیہ الرحمہ کے پیر و مرشد سیّدی ضیاء الدّین ابوالنجیب سہروردی علیہ الرحمہ کی صحبت سے مشرف ہوئے۔

توجہ رہے ذکر کردہ تینوں کتابوں کے جا بجا حوالے پروفیسر ضیاء الدّین شمسی صاحب نے اپنی تالیف کردہ کتاب میں دیئے ہیں۔

(۴-۵) خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی سیرت پاک پر دو مشہور تذکرے (۱) معین الارواح (۲) معین العارفین محترم جناب محمد خادم حسن زبیری معینی مقیم اجمیر شریف نے تحریر فرمائے ہیں۔ ان تذکروں میں خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پانچ ماہ سات روز رہنے اور فیوض و برکات حاصل کرنے کا بھی بیان ہے۔ ملاحظہ ہو ﴿معین الارواح صفحہ ۵۶-۶۲ مطبوعہ آگرہ اور معین العارفین صفحہ ۱۳-۲۸﴾

قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ

(۱) حضرت شیخ خلیفہ رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ وہ بزرگ ہیں کہ جن کو

کثرت سے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوا کرتی تھی۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے قدمی هٰذہٖ علیٰ رقبة کل ولی اللہ فرمایا ہے۔ اس پر حضور نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا "صدق الشیخ عبدالقادر و کیف لا وھو القطب وانا ارعاہ " شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے اور وہ کیوں نہ کہے حالانکہ وہ قطب ہیں اور میں اُن کی حفاظت کرتا ہوں ﴿بہجة الاسرار صفحه ۲۷ علمیه بیروت﴾

(۲) مولانا عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ عنہ نے "نفحات الانس "میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مامور من اللہ ہو کر اعلان "قدمی هٰذہٖ علیٰ رقبة کل ولی اللہ "فرمانے کے بارے میں لکھا ہے کہ "حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ جوان تھے اور حضرت شیخ حماد رضی اللہ عنہ کی صحبت میں ہوتے تھے۔ ایک دِن جب آپ اُن کی مجلس سے نہایت ادب واحترام کے ساتھ بیٹھ کر اُٹھے اور باہر تشریف لے گئے تو حضرت شیخ حماد رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے فرمایا ایں عجمی را قدمے است کہ در وقت وے بر گردن همه اولیاء خواهد بود و ہر آئینه مامور شود به آنکه بگوید قدمی هٰذہٖ علیٰ رقبة کل ولی اللہ و ہر آئینه آنرا به گوید و همه اولیاء گردن نهند "۔ اس عجمی نوجوان کا قدم اِن کے دور میں تمام اولیائے کرام کی گردن پر ہوگا اور وہ اس اعلان کرنے پر یقیناً مامور ہوں گے کہ یہ کہیں میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اور وہ یقیناً اس طرح فرمائیں گے، جس پر تمام اولیاء اپنی گردنیں جھکا دیں گے۔ ﴿نفحات الانس فارسی صفحه ۳۵۳ مطبع اسلامیه اسٹیم پریس لاهور مترجم اردو﴾

(۳) یہی بات شارح مشکوٰۃ وشمائل ومصنف کتب کثیرہ محدث وفقیہ نامور حنفی عالم نے اپنی کتاب "نزهة الخاطر الفاتر فی ترجمة سیّدی عبدالقادر "میں لکھی ہے۔

اس کے بعد محدث علی قاری علیہ الرحمہ نے ایک شخص کے انکار کرنے پر اُس کی ولایت سلب کر دیئے جانے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو﴿ نزھة الخاطر الفاتر فی مناقب سیّدنا شیخ عبدالقادر صفحہ ٤٩ قادری رضوی کتب خانہ لاھور فتاویٰ رضویہ جدید ۳۹۳/۲۸﴾

(۴) سیّدی شیخ عبدالحق محقق و محدث دہلوی رضی اللہ عنہ کے نام مبارک اور اُن کی تحقیق و تدقیق اور خدمات حدیث سے کون واقف نہیں؟ آپ نے اپنی مبارک کتاب "زبدۃ الاسرار" میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادِ گرامی "قدمی ھذہٖ علیٰ رقبة کل ولی اللّٰہ" کے بارے میں تفصیلی بحث فرمائی جو کہ قریباً ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں آپ نے مشائخ اُمت اور علمائے کاملین کی مستند روایات سے اس ارشادِ مبارک کے بارے میں اکابر مشائخ کی پیشگوئی فرمان میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مامور بامر الٰہی ہونا اس ارشادِ مبارک کا عالم صحو و تمکین میں ہونا، اس کا متقدمین، معاصرین اور متاخرین کے لئے شامل ہونا، عرف و محاورہ میں لفظ ولی سے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا مستثنیٰ ہونا، لفظ وقت اور زمان کا عموم ازمنہ و اوقات کے منافی نہ ہونا، ارشادِ پاک کا سکر کے شائبہ سے پاک ہونا، تمام اولیائے اولین و آخرین پر آپ کی فضیلت و فوقیت، شانِ محبوبیت میں آپ کی انفرادی عظمت و جلالت، بارگاہِ غوثیت میں اکابر علماء و مشائخ کی عقیدت و نیاز آپ کے کمالات اور کرامات کا نقل متواتر سے ثابت ہونا اور کائنات کے گوشے گوشے میں آپ کی محبوبیت اور مقبولیت اور شہرت کا پہنچنا۔ یہ سب عنوانات علمی و تحقیقی انداز میں دلائل معقولہ و روایاتِ منقولہ اور محاکمہ و ترجیح بین الروایات علی طریق المحدثین سے روزِ روشن کی طرح واضح فرمائے ہیں۔﴿قدم الشیخ علیٰ رقاب اولیاء الاکابر صفحہ ٤٥ مطبوعہ ملتان از علامہ ممتاز چشتی جامعہ انوار العلوم ملتان﴾

(۵) مفتی غلام سرور لاہوری علیہ الرحمہ نے حضرت سیّد آدم بنوری، خلیفہ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کی کتاب "نکات الاسرار" کے حوالے سے لکھا ہے کہ "سلطان الزاھدین حضرت فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں اعلان کے وقت ہوتا تو سب سے پہلے آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھتا، جس طرح کہ ہمارے شیخ معین الدّین چشتی غریب نواز رضی اللہ عنہ نے کیا"۔ ﴿گلدستہ کرامت صفحہ ٦٥ واخذت من قدم الشیخ علیٰ رقاب اولیاء الاکابر صفحہ ١٨٢ تفریح الخاطر مترجم صفحہ ٧٤، قادری رضوی کتب خانہ، لاھور﴾

(٦) سیّدی خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "پانچویں ماہ رجب ۵۱۴ھ کو اس درویش نحیف قطب الدّین بختیار اوشی کو جو ملک المشائخ سلطان التارکین حضرت خواجہ معین الدّین حسن چشتی سنجری رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے ہے، جب اس شاہ فلک دستگاہ کی قدم بوسی کی دولت بغداد میں امام ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں حاصل ہوئی تو اُسی وقت شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور چہارترکی کلاہ میرے سر پر رکھی"۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک ﴿ھشت بہشت میں سے دلیل العارفین صفحہ ٥ مطبوعہ لاھور﴾

توجہ رہے "دلیل العارفین" کے بعد "فوائد الفواد" اگرچہ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے زمانۂ مبارک سے قدرے قریب ہے، مگر اس میں آپ کے حالات دستیاب نہیں البتہ "سیر الاولیاء" تصنیف حضرت سیّد محمد بن مبارک کرمانی المتوفی ۷۷۰ھ المعروف امیر خورد علیہ الرحمہ میں حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات درج ہیں۔ مشائخ چشت خصوصاً حضرت سلطان الزاھدین فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدّین اولیاء رضی اللہ عنہ کے حالات پر مشتمل یہ کتاب "دلیل

العارفین " کے بعد حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے حالات وکمالات کی جھلک پیش کرتی ہے۔اس مستند کتاب کی روایت کے مطابق آپ ۵۲۲ھ میں مسندِ ارشاد پر جلوہ فگن نظر آتے ہیں ملاحظہ ہو حضرت امیر خورد لکھتے ہیں" آپ (یعنی حضرت سیّدی قطب الدّین بختیار کاکیؒ) رجب المرجب کے مہینے ۵۲۲ھ میں شہر بغداد شریف امام ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں شیخ شہاب الدّین سہروردی، شیخ اوحد کرمانی، شیخ برہان الدّین چشتی اور شیخ محمد اصفہانی کے سامنے شیخ الاسلام شیخ معین الدّین سنجریؒ کی بیعت کے شرف سے ممتاز ہوئے اور آپ کے اعتقاد وارادت کا حلقہ اطاعت کے کان میں ڈالا"۔

﴿سیر الاولیاء مترجم صفحہ ۱۰۵ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

دلیل العارفین اور سیر الاولیاء کی روایتوں کا نتیجہ

سلسلۂ چشتیہ کی دو مشہور و مستند کتابوں کی درج کردہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہندؒ ۵۱۴ھ یا ۵۲۲ھ میں مسندِ ارشاد پر فائز تھے۔ان روایات کے تناظر میں ارشادِ غوثیہ کے وقت حضرت خواجہ غریب نوازؒ کا گردن جھکا کر "بل علیٰ رأسی و عینی " کہنا کسی بھی طرح بعید نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر اولیاء کرام میں آپ یقیناً ولایت کے درجاتِ عالیہ پر فائز تھے۔

"دلیل العارفین " اور "سیر الاولیاء " کی روایات کے ثبوت یا عدم ثبوت اُن کی صحت یا سقم،اُن پر مرتب ہونے والے نتائج اور بعد میں لکھی جانے والی کتابوں کی روایات کے ساتھ اُن کے تناقض سے قطع نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سلسلۂ چشتیہ کی اتنی مشہور و مستند کتابیں ہمارے مؤقف کی مؤید ہیں۔البتہ ہم اِن روایات میں درج کردہ سنین کی ذمہ داری قبول نہیں کرسکتے نہ ہم پر یہ عائد ہوتی ہے اور نہ ہی ہم اس کے جوابدہ ہیں۔ہم نے

حوالہ جات درج کر دیئے ہیں، جو نقل بمطابق اصل ہیں۔ ﴿قدم الشیخ علیٰ رقاب اولیاء الاکابر صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ ملتان از علامہ ممتاز چشتی مدرس انوار العلوم ملتان﴾

اب پروفیسر سیّد ضیاء الدّین شمسی طہرانی صاحب ہی بتائیں کہ ہم پر غلو کا الزام کس حد تک درست ہے؟ توجہ رہے سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مشہورِ زمانہ فرمان "قدمی هٰذہٖ علیٰ رقبة کل ولی اللّٰہ" کے متعلق "بھجة لاسرار" کی سند روایت سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ اس فرمانِ مبارکہ کا اعلان ۵۵۶ھ میں ہوا۔ ﴿بھجة الاسرار صفحہ ۹ طبع مصر﴾

توجہ رہے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کا سنہ ولادت ۵۳۴ھ یا پھر ۵۳۶ھ ہونے کی صورت میں سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اعلان کے وقت خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۱۸ سال یا پھر ۲۰ سال ہوتی ہے اور یہ ہمیں کوئی مضر نہیں کیونکہ ۱۸ یا ۲۰ سال کی عمر میں بھی خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کا جہاں کہیں ہوں، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی آوازِ مبارک سن کر "بل علیٰ رأسی و عینی" کہنا کرامت ہے، جس طرح حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی آوازِ مبارک پہنچنا کرامت ہے، اسی طرح خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کا آواز سن لینا کرامت ہے اور کراماتِ اولیاء ثابت ہیں۔ چاہے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ ابتدائی سلوک طے کر رہے ہوں یا پھر مسندِ ارشاد پر فائز ہوں۔

خانوادۂ برکاتیہ اور خواجہ حضور رضی اللہ عنہ

سیّد پروفیسر ضیاء الدّین علیگ بھارت اپنی کتاب بارگاہِ خواجہ غریب نواز کے صفحہ ۳۱۶ پر نقل کرتے ہیں کہ "خانوادۂ برکاتیہ کے صوفیاء و مشائخ ہمیشہ اپنی اس قدیم نسبتِ چشتیت پر فخر کرتے رہے ہیں اور خانوادے سے جاری ہونے والی اجازتوں اور خلافتوں کے ذریعہ

فیضان چشت کو عام کرتے ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ خیر و برکت جاری ہے"۔﴿اہلسنت کی آواز صفحہ ۵۵۰﴾

سیّد العلماء شاہ آل مصطفیٰ علیہ الرحمۃ سابق سجادہ نشین خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ نے بھی بارگاہِ خواجہ رضی اللہ عنہ میں منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ مطلع یہ ہے:

تیرے پائے کا کوئی ہم نے نہ پایا خواجہ
زمین والوں پہ اللہ کا سایہ خواجہ

﴿سیرت خواجہ غریب نواز از عبد الرحیم قادری مکتبہ رحیمیہ طلاق محل کانپور ۲۰۰۹ء﴾

راقم عرض کرتا ہے کہ واقعۃً ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے نقل فرمایا، لیکن خانوادۂ مارہرہ کا مسلک وہی ہے جو ہم نے "سراج العوارف" کے حوالے سے نقل کر دیا ہے نیز آپ کی نقل کردہ عبارت سے تو یہی ثابت ہوا کہ خانقاہ مارہرہ شریف سے فیض چشتیہ کا بھی دریا جاری و ساری ہے جیسا کہ فیض قادریت کا سمندر تو وہاں سے بہہ ہی رہا ہے، اب پروفیسر موصوف ہی اس بات کو ٹھنڈے دِل سے سوچیں کہ جب فیضانِ قادریہ و چشتیہ دونوں خانقاہ مارہرہ شریف سے جاری ہے تو پھر آپ کو "سماع" (مروجہ قوالی سے بچنے) کی وجہ سے سجادہ نشین مارہرہ کو کوسنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری سرکار سلطان الهند رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں

پروفیسر ضیاء الدّین شمسی ٹھرانی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۶ پر لکھتے ہیں "فاضل بریلوی جب بیت اللہ سے واپس ہوئے تو مولانا برہان الحق جبل پوری نے اُن سے بمبئی میں شرف ملاقات حاصل کیا اور جبل پور تشریف لے چلنے کے لئے فاضل بریلوی سے عرض کیا۔ فاضل

بریلوی نے کہا کہ فی الحال میرا قصدا جمیر شریف جانے کا ہے"۔

یہ واقعہ کتاب "حیات اعلیٰ حضرت "میں ملک العلماء مولانا ظفرالدّین بہاری نے لکھا ہے، جس سے فاضل بریلوی کا غریب نواز سے جوش عقیدت اور جذبۂ آستاں بوسی کا اظہار ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی اپنے ملفوظ میں فرماتے ہیں "حضرت خواجہ غریب نوازرضی اللہ عنہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں"۔

اس سلسلے میں اُنہوں نے اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ کے شاگرد مولانا برکات احمد بریلوی کے حوالے سے دو چشم دید واقعات بھی بیان کئے ہیں، جن سے خواجہ غریب نوازرضی اللہ عنہ کے غیر معمولی فیوض و برکات پر روشنی پڑتی ہے۔﴿الملفوظ حصہ سوم صفحہ ٤٤ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی اور مطبوعہ لاھورکا صفحہ ۳۲۹ مشتاق بک کارنر﴾

فاضل بریلوی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے "حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ضرور دستگیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدّین رضی اللہ عنہ ضرور غریب نواز"﴿فتاویٰ رضویہ صفحہ ٤۳ جلد یازدھم مبطوعہ رضا اکیڈمی ممبئی﴾"جہاں دُعائیں قبول ہوتی ہیں، اِن مقامات میں سے حضرت خواجہ غریب نوازرضی اللہ عنہ کے مرقد مبارک کو ایک اہم مقام بتایا ہے"۔﴿احسن الوعامع شرحہ ذیل المدعاص ٥٩ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی﴾

فاضل بریلوی حضرت نظام الدّین اولیاءرضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر بھی حاضر ہوئے اور حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے﴿حوالہ سابق صفحہ ٦٠-٦١﴾

راقم عرض گزار ہے کہ واقعہ ایسا ہے جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا۔ اس سب کے باوجود اعلیٰ

حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کے سماع بالمزامیر کے فتویٰ سے آپ نالاں کیوں ہیں؟ آگے چل کر ہم انشاءاللہ حکیم الامّت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ کا آپ کی ذوق طبع کے لئے فتویٰ نقل کر دیں گے۔ یہاں ہم سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر افضلیت کے بارے میں تحقیق نقل کریں گے۔ اتنا یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت کی جلالت شان علم علماء عرب وعجم کے ہاں مسلّم ہے۔

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی کی تحقیق

آپ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ "وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور یہ شہادت اولیاء وشہادت سیّدنا خضر علیہ السلام وبمرویات اکابر ائمہ کرام سے ثابت ہے، یہ ہی ہے کہ باستثناء اُن کے جن کی افضلیت منصوص ہے، جیسے جملہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان وبعض اکابر تابعین عظام کہ والذین اتبعوھم باحسان ("اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے"۔ القرآن ۹/ ۱۰۰) ہیں اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولھذا اولیاء، صوفیہ و مشائخ ان الفاظ سے اُن کی طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سرداران اولیاء ہیں۔ وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوں جیسے سائر اولیاء عشرہ کہ احیائے موتی فرماتے تھے خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے معروف کرخی و بایزید بسطامی و سیّد الطائفہ جنید وابوبکر شبلی وابوسعید خراز اگرچہ وہ خود (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ) کے مشائخ ہیں اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند، حضرت شیخ الشیوخ سیّدنا شہاب الدّین سہروردی، حضرت سیّدنا بہاء الملّۃ والدّین نقشبند اور ان اکابر کے خلفاء ومشائخ وغیرھم قدس اللہ اسرارھم وافاض علینا برکاتھم وانوارھم (اللہ تعالیٰ اِن کے اسرار کو مقدس بنائے اور اِن کی برکات وانوار ہمیں عطا فرمائے) حضور سرکار غوثیت مدار بلا

استثناء ان سب سے اعلیٰ واکمل وافضل ہیں اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تازمانہ سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے، کسی سلسلے کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث، قطب، امامین، اوتاد اربعہ، بدلائے سبعہ، ابدال سبعین، نقباء، نجباء، ہر دور کے عظماء، کبراء سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل و مکمل ہیں"۔

نیز اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ "یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من وتو، زید وعمر کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، چاہنا اُس کا ہے، جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے۔ غلبۂ شوق اور چیز ہے اور ثبوت دلائل اور۔ ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے، اجلہ اعاظم کا جس پر اعتماد ہے" ﴿فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ ۱۲٤ مطبوعہ کراچی و جدید ۲۸/ ۳٦۲-۳٦۳ رضا فاؤنڈیشن﴾

شارح بخاری نے سلف کی ترجمانی کی ہے

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ "جیسا سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ "تو حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا "بل علیٰ رأسی و عینی "بلکہ میرے سر اور میری آنکھ پر لیکن یہ بغداد شریف میں موجود ہوتے ہوئے نہیں فرمایا تھا، جہاں کہیں بھی تھے وہیں سے سنا اور یہ عرض کیا"۔ ﴿ماہنامہ اشرفیہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز نمبر صفحہ ۳٦﴾

اس کے متعلق پروفیسر سیّد ضیاء الدّین شمسی صاحب لکھتے ہیں کہ "لیکن قدمی ھٰذہ...... الخ کا تعلق خواجہ غریب نواز سے بلا کسی حوالہ کے بتا کر تسامح کا شکار ہو گئے۔ اگر مرحوم (یعنی مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ) اس گوشہ پر بھی دادِ تحقیق دیتے تو صحیح نتیجے پر پہنچ جاتے

کہ اس قول مبارک قدمی ھٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کا تعلق غریب نواز سے بتانا بھی ایک فرضی افسانہ ہے"۔ ﴿کتاب بارگاہ غریب نواز اور مشائخ چشت صفحہ ۱۸۱-۱۸۲ مطبوعہ لاہور﴾

راقم عرض کرتا ہے کہ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے سلف کی ترجمانی فرمائی ہے نیز سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے قول مبارک کا تعلق حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ سے ہونا "فرضی افسانہ" نہیں بلکہ حقیقت ثابتہ ہے۔ اگر آپ کو تسلی و تشفی مقصود ہو تو پاکستان سے "قدم الشیخ عبد القادر علیٰ رقاب اولیاء الاکابر رضی اللہ عنہم" منگوا کر مطالعہ فرمالیجئے۔ نیز جب آپ کو سیّدی شیخ عبدالحق محقق و محدث دہلوی رضی اللہ عنہ کی تحقیق پر اعتماد نہیں تو پھر شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ سے کون سی تحقیق کا مطالبہ فرما رہے ہیں؟ جبکہ شیخ محقق کا خاص اس عنوان پر ایک رسالہ بھی موجود ہے، جس کا آپ جناب پروفیسر ضیاالدین شمسی نے خود بھی ذکر فرمایا ہے "تنبیہ العارف بما وقع فی العوارف"

شیخ محقق اور اعلیٰ حضرت کی تحقیق

توجہ رہے (۱) حضرت شیخ محقق سیّدی عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے "زبدۃ الاسرار" کے نام سے فرمان غوثیہ کے بامر الٰہی عالم صحو و تمکین میں صادر ہونے اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولیائے کرام پر فضیلت کے بارے میں ایک سو اکتیس (۱۳۱) صفحات پر مشتمل پوری کتاب لکھی ہے اور "زبدۃ الآثار" کے نام سے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ (۲) اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے بیس صفحات پر مشتمل پورا رسالہ لکھا ہے، جس میں فرمانِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بامر الٰہی عالم صحو و تمکین میں صادر ہونے اور اولیائے کرام پر آپ کی فضیلت کے بارے میں تفصیلی بحث کی ہے۔ ملاحظہ ہو ﴿فتاویٰ

رضویہ قدیم جلد نہم صفحہ ۱۳۰ تا ۱۵۱ و جدید ۲۸/۳۶۸-۸۰۲-
رضا فاؤنڈیشن لاہور﴾

اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے اپنے دو رسالوں (۱) "الزمزمة القمرية فی الذب عن الخمرية" اور (۲) "مجیر معظم شرح قصیدہ مدحیہ اکسیر اعظم" میں بھی فرمانِ غوثیہ کے بامر الٰہی عالم صحو و تمکین میں صادر ہونے پر محققانہ بحث فرمائی ہے۔ نیز برآں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولیائے کرام پر فضیلت کے بارے باقاعدہ فتویٰ بھی جاری فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو ﴿فتاویٰ رضویہ قدیم جلد نہم صفحہ ۱۲۴-۱۲۵﴾ اہلسنّت و جماعت کے ان دو عظیم محقق بزرگوں نے اکابر علماء و مشائخ کے مستند ارشادات نقل فرمائے ہیں جو فرمانِ غوثیہ کے بامر الٰہی عالم صحو و تمکین میں صدور پر شاہد ہیں اور اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح واضح کرتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمان سکر و مستی میں نہیں بلکہ کمال صحو و تمکین میں صادر ہوا۔

﴿قدم الشیخ عبدالقادر علیٰ رقاب اولیاء الاکابر صفحہ ۴۸۱ مطبوعہ ملتان﴾

کیا ہندوستان میں لکھی جانے والی کتابیں غیر مستند ہیں؟

(۱) پروفیسر ضیاء الدّین شمسی طہرانی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۳ پر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب پر لکھی جانے والی آٹھ کتابوں کا نام ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "مذکورہ بالا عربی کتب میں غوث پاک رضی اللہ عنہ اور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا ذکر نہیں۔ سب سے پہلے یہ شوشہ ہندوستان میں لکھی گئی کتابوں میں چھوڑا گیا ہے، جو کسی طرح مستند نہیں۔ افسوس ہے کہ غلط بیانی کا یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے"۔ ﴿کتاب بارگاہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۷۳ مطبوعہ لاہور﴾

اس پر عرض ہے کہ جب آپ کے قول کے مطابق ہندوستانی کتب کسی طرح بھی مستند نہیں تو پھر آپ نے اپنی تحریر کردہ کتاب میں ہندوستانی کتب کو ماخذ کیوں بنایا؟ نیز مشائخ قادریہ کی کتابیں غیر مستند ہیں یا مشائخ چشتیہ کی؟ یا پھر دونوں کی؟ نیز کیا خواجہ حضور غریب نوازؒ نے ہندوستان کے شہر اجمیر شریف کو اپنی جائے سکونت نہیں بنایا؟ نیز خود آپ پروفیسر صاحب کی کتاب جو ہندوستان میں تحریر کی گئی ہے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ ذرا ٹھنڈے دِل سے سوچیں اگر فقط ہندوستانی ہونے کی وجہ سے کتابوں کو غیر مستند قرار دیا جائے تو پھر یہی کلیہ کہاں کہاں لاگو ہوگا؟ پروفیسر ضیاء الدین شمسی طہرانی صاحب نے اپنی کتاب کے ساتویں باب "خواجہ غریب نوازؒ کی حیات پاک" کے تحت آب کوثر مطبوعہ ادبی دنیا دہلی ۱۹۸ کے حوالے سے شیخ محمد اکرام کی "فوائد الفواد"، "سیر الاولیاء" اور "سیر العارفین" کے متعلق رائے نقل کی، جس میں یہ لکھا ہے کہ "جمالی کو اکثر حالات بلاد عجم کے سفر میں دستیاب ہوئے لیکن ظاہر ہے کہ جو حالات اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد سنے گئے ہوں، اُن پر پوری طرح بھروسہ نہیں کیا جاسکتا"۔ ﴿بارگاہِ خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۶۳﴾

(۲) اسکے بعد پروفیسر صاحب نے خواجہ عابد نظامی کی عبارت نقل کی کہ وہ اپنی کتاب اولیاء اللہ میں لکھتے ہیں کہ "سیر الاولیاء" حضرت خواجہؒ کے وصال سے ۱۲۵ برس بعد (سالِ تصنیف ۷۶۱ھ اور ۷۷۰ھ کے درمیان) لکھی گئی اور تقریباً دوسو برس بعد مرتب ہوئی۔ ﴿اولیاء اللہ مطبوعہ الفیصل صفحہ ۱۳۸ لاہور﴾

اسکے بعد پروفیسر ضیاء الدین صاحب لکھتے ہیں کہ "شیخ اکرام سیر العارفین کو خواجہ بزرگ کے وصال کے تین سو سال بعد کی اور خواجہ عابد نظامی دوسو برس بعد کی تصنیف بتارہے ہیں"۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی کو بھی مواد کی کمی کی شکایت ہے۔ وہ لکھتے ہیں "ہمارے پاس شیخ

اجمیری رضی اللہ عنہ کے مستند حالات مرتب کرنے کے لئے مواد کی بہت کمی ہے۔ بعد کے تذکرے تاریخی اعتبار سے ناقص ہیں، اس لئے اجمیر میں اُن کے اثرات کا صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں"۔﴿تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۱٤٦ مطبوعہ دہلی﴾

اگلے صفحے پر پروفیسر ضیاء الدّین صاحب لکھتے ہیں کہ "پروفیسر نظامی مرحوم، پروفیسر محمد حبیب مرحوم کے شاگردِ رشید ہیں۔ پروفیسر حبیب نے "انیس الارواح"، "دلیل العارفین"، "فوائد السالکین"، "اسرار الاولیاء"، "راحۃ القلوب"، "افضل الفوائد" اور "مفتاح العاشقین" (یعنی سات کتابوں) کو جعلی کتابیں بتایا ہے، البتہ "فوائد الفواد"، "خیر المجالس"، "سیر الاولیاء"، "سیر العارفین"، اور "اخبار الاخیار" کو مستند قرار دیا ہے"۔﴿پروفیسر ضیاء الدّین شمسی صاحب کی کتاب بارگاہِ خواجہ غریب نواز صفحہ ١٦٤ مطبوعہ لاہور﴾

اس کے بعد پروفیسر ضیاء الدّین صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۳ پر وہ بات کہی جس کو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں، دوبارہ ملاحظہ ہو۔

"مذکورہ بالا عربی کتب میں غوث پاک رضی اللہ عنہ اور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا ذکر نہیں۔ سب سے پہلے یہ شوشہ ہندوستان میں لکھی گئی کتابوں میں چھوڑا گیا ہے، جو کسی طرح مستند نہیں۔ افسوس ہے کہ غلط بیانی کا یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے"۔ ﴿بارگاہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۷۳ مطبوعہ لاہور﴾

پروفیسر ضیاء الدّین شمسی طہرانی (علیگ) بھارت سے میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس معمہ کو اب آپ ہی حل فرمائیں کہ (ا) خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ سے متعلق کس کتاب پر بھروسہ کیا

جائے؟(۲) آپ نے "سیر العارفین" میں ذکر کردہ حالات خواجہ غریب نواز ﷛ پر اپنی کتاب میں کیسے بھروسہ کرلیا جبکہ آب کوثر والا تو یہ کہہ رہا ہے کہ ان پر پوری طرح بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔(۳)"سیر العارفین "خواجہ حضور غریب نواز ﷛ کے وصال سے تین صدیاں بعد کی ہے یا پھر دو؟اس کو بھی آپ ہی حل فرمائیں۔ نیز سرکار غوث اعظم ﷛ کے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں، اس دوران خواجہ حضور غریب نواز ﷛ پر کیوں نہ لکھی گئیں؟ (۴) پروفیسر خلیق احمد نظامی کی شکایت مشائخ قادریہ سے ہے یا پھر صوفیہ چشتیہ سے یا کسی اور سے؟ (۵) پروفیسر خلیق نظامی کے استاد پروفیسر محمد حبیب جو کہ پروفیسر ضیاء الدّین صاحب کے دادا استاد ہیں، اُنہوں نے تو سات کتابوں کو جعلی جبکہ "سیر الاولیاء "اور" سیر العارفین " کو مستند قرار دیا، لیکن پروفیسر ضیاء الدّین صاحب نے ہندوستانی کتابوں کو غیر مستند قرار دیا ہے۔ اب کس کی بات مانی جائے اور کس کی بات کو ترجیح دی جائے؟ توجہ رہے مشائخ چشت میں بہت بڑے بڑے علماء گزرے ہیں، جن کا علم وفضل وتقویٰ، طہارت ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے مثلاً (۱) بہت بڑے عظیم الشان محدّث ومفسر حضور سیّدی سیّد احمد کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ (۲) بہت ہی پارسا اور جلیل القدر ہستی عظیم محدّث ومناظر محدّث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد خان علیہ الرحمہ، یہ دونوں بزرگ اہلسنّت کے ہاں نہایت ہی مسلّم ہیں اور یہ مقدس نفوس چشتی سلسلہ سے منسلک تھے۔ ان بزرگوں سے تو آج تک کوئی نص ہم تک نہ پہنچی کہ ان حضرات نے ذکر کردہ کتابوں کو جعلی قرار دیا ہو۔ اگر ہے تو اس کو منصۂ شہود پر لایا جائے۔ ان بزرگوں کے شاگردوں میں آج بھی بڑے بڑے علماء کرام موجود ہیں۔ یہ اُن کی ذمہ داری ہے کہ اس بات کو واضح فرمائیں کہ آیا واقعۂ ذکر کردہ کتابیں جعلی ہیں یا پھر فقط پروفیسر محمد حبیب کی اتنی بڑی جسارت ہے جس میں وہ تنہا ہیں؟ پروفیسر ضیاء الدّین صاحب کی توجہ کے لئے عرض ہے کہ

ڈاکٹر سیّد لیاقت حسین معینی (علی گڑھ) نے لکھا ہے کہ "شومیِ قسمت سے موجودہ دور کے کچھ کمیونزم زدہ نام نہاد تنقیدی محققان نے اکثر کو جعلی وفرضی مانا جس کے پیچھے کوئی سازش نظر آتی ہے......الخ"۔ ملاحظہ ہو﴿اہلسنّت کی آواز گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ٦٣ مارہرہ شریف سنہ ۲۰۰۸ء﴾

خانقاہ غوثیہ کی بے ادبی کا وبال

حضور سیّدنا شیخ المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدّین اولیاء رضی اللہ عنہ کے ملفوظاتِ مبارکہ میں ہے کہ "ایک شخص حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہٗ العزیز کی خانقاہِ مبارکہ پر آیا تو دروازے پر ایک شخص کو پڑے ہوئے پایا جو خستہ حال اور ٹوٹے ہوئے پاؤں والا تھا۔ اس شخص نے شیخ صاحب کی خدمت میں عرض کی اور دُعا کی درخواست کی (سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے) فرمایا اس نے بے ادبی کی ہے۔ پوچھا کون سی بے ادبی؟ (حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے) فرمایا کہ وہ ابدال میں سے ہے۔ فرمایا کل ایک یہ اور دو اس کے ہمراہی ہوا میں اُڑتے ہوئے جا رہے تھے، جب ہماری خانقاہ کے برابر آئے تو اس کا ایک یار خانقاہ سے منحرف ہوگیا اور ادب کی وجہ سے بائیں طرف ہو کر گزر گیا، دوسرا یار دائیں جانب سے مگر یہ بے ادبی کرتے ہوئے اوپر سے گزرا جس کی وجہ سے یہ وہیں گر پڑا"۔ ملاحظہ ہو﴿ہشت بہشت میں فوائد الفواد صفحہ ١٤ مترجم مطبوعہ لاہور﴾

توجہ رہے یہ واقعہ پروفیسر ضیاءالدّین صاحب نے بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۰ پر نقل کیا۔ اس کے بعد یہ لکھا کہ "اللہ اکبر! حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خانقاہِ اقدس کی ادنیٰ سی بے ادبی سے ایک ابدالِ وقت معرضِ عتاب میں آگیا"﴿بارگاہِ خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ لاہور﴾

خواجہ حضور رضی اللہ عنہ، داتا حضور رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار سے فیض یاب ہوئے

پروفیسر ضیاء الدّین صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۹۳ پر "سیر العارفین" سے نقل کرتے ہیں کہ "غزنی سے روانہ ہو کر حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ لاہور تشریف لائے۔ لاہور سے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ براہ سامانہ (پٹیالہ) دہلی اور پھر اجمیر تشریف لائے"۔

خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ جب لاہور پہنچے تو داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک سے فیض یاب ہوئے۔ لاہور میں حضرت شیخ حسین زنجانی علیہ الرحمۃ اور آپ کے درمیان بے حد محبت ہوگئی۔﴿سیر العارفین فارسی صفحہ ۱۲ مطبع دہلی﴾

پروفیسر نظامی نے بعض مشائخ کی طرف "کشف المحجوب" سے متعلق حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کا یہ قول منسوب کیا ہے۔ کتاب درر نظامی فارسی میں حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے "کشف المحجوب از تصنیف علی ہجویری است قدس سرہ العزیز اگر کسے را پیرے نباشد چوں ایں را مطالعہ کند اورا پیدا شود من ایں کتاب را بہ تمام مطالعہ کردہ ام" ﴿درر نظامی از شیخ علی محمود جہانداد﴾

یعنی "کشف المحجوب "حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔ اگر کسی کو پیرو مرشد میسر نہ ہو اور وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اُس کے لئے پیر پیدا ہو جائے گا۔ میں نے اس کتاب کا پورا مطالعہ کیا ہے۔﴿بارگاہِ خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ لاہور﴾

اب میری پروفیسر ضیاء الدّین طہرانی صاحب سے مؤدبانہ عرض ہے کہ جب آپ کو خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کا سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے مستفیض ہونا بھی "سیر العارفین" کے حوالے سے تسلیم ہے اور وہ اور ساری دنیا جانتی ہے کہ خواجہ حضور غریب

نوازؒ، داتا حضور گنج بخشؒ کے قدمین شریفین میں اعتکاف بیٹھے رہے، تو کیا وجہ ہے کہ آپ کو فرمانِ غوثیہؒ پر خواجہ حضور غریب نوازؒ کا سر جھکا کر "بل علیٰ رأسی و عینی" کہنا تسلیم نہیں حالانکہ داتا حضور گنج بخش فیضِ عالمؒ کے قدموں میں بیٹھ کر فیض یاب ہونے کا آپ کو اعتراف ہے، نیز جب آپ "سیر العارفین" کے حوالے سے جس کو آپ نے ہندوستانی کتاب کہہ کر غیر مستند بھی قرار دیا ہے خواجہ حضور کا داتا حضور سے مستفیض ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ فرمانِ غوثیہؒ کے سامنے خواجہ حضور غریب نوازؒ کا سر مبارک جھکانا آپ کو تسلیم نہیں؟ حالانکہ اس کو جہاں قادری مشائخ نے نقل فرمایا، وہاں چشتی بزرگوں نے بھی نقل فرمایا ہے، جس کی وضاحت درکار ہو تو "قدم الشیخ عبدالقادر علیٰ رقاب اولیاء الاکابر از ممتاز احمد چشتی مدرس انوار العلوم ملتان" ملاحظہ فرمالیں۔ اس کے علاوہ خانقاہ غوثیہ کی بے ادبی والی حکایت جو سیّدی محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ نے بیان فرمائی، اُس کو بھی ملحوظِ خاطر رکھیں۔

ایک گزارش اور ہے کہ آپ نے "سیر العارفین" کے حوالے سے خواجہ حضورؒ کی بارگاہ داتا حضورؒ میں حضوری کو تسلیم کیا ہے تو اسی "سیر العارفین" میں نیز "سیر الاقطاب" میں بھی خواجہ حضورؒ اور حضور غوث اعظمؒ کی ملاقات کا ذکر ہے۔ اب انصاف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اس کو تسلیم فرمالیں ورنہ آپ کی مرضی۔

مشائخ چشت کی کتاب

پروفیسر ضیاء الدّین صاحب کی توجہ کے لئے عرض ہے کہ "سیر الاقطاب" کے مصنف شیخ الھدیہ بن عبدالرحیم چشتی علیہ الرحمۃ نے حضور غوث پاکؒ کے فرمان کو اولیائے متقدمین اور متاخرین سب کے لئے شامل قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں "دسول

اللہ ﷺ و ملائکہ مقربین و اولیائے متقدمین و متاخرین کہ در آں جا حاضر بودند احیاء با جساد خود و اموات بارواح خود خلعت دروے پوشانیدند "﴿سیر الاقطاب مطبع نول کشور صفحہ ۱۱۵﴾

یعنی جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے "قدمی ھٰذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ" فرمایا تو رسول اللہ ﷺ اور ملائکہ مقربین نے اولیائے متقدمین و متاخرین کی موجودگی میں آپ کو خلعت پہنائی۔ جو اولیائے کرام حیاتِ ظاہری سے موجود تھے، وہ اپنے اجسام کے ساتھ اور جو وصال فرما چکے تھے، وہ اپنی ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔

مشائخ چشت کی کتاب اقتباس الانوار

"اقتباس الانوار" کے مصنف شیخ محمد اکرم صابری چشتی علیہ الرحمہ نے حضرت بندہ نواز سیّد محمد گیسو دراز علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ نصیر الدّین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ارشادِ غوثیہ کے متقدمین و متاخرین اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے عموم و شمول کو ثابت کیا ہے۔ ﴿ملاحظہ ہو اقتباس الانوار صفحہ ۸۱-۸۲ مطبع اسلامیہ لاہور﴾

توجہ رہے سیّدی گیسو دراز بندہ نواز علیہ الرحمہ کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے خاص عقیدت تھی۔

تفریح الخاطر کا حوالہ

جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بحکم الٰہی فرمایا "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ "تو تمام اولیائے کرام نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اُس وقت حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ خراسان کے ایک پہاڑی غار میں مجاہدہ فرما رہے تھے۔ آپ نے اس امر کی

اطلاع پاتے ہی تمام اولیاء سے پہلے اپنے سر کو اتنا جھکا دیا کہ سر زمین پر لگ گیا اور عرض کی "بل علیٰ رأسی (و عینی)" بلکہ آپ کا قدم شریف میرے سر پر (اور میری آنکھوں پر) ہے۔﴿تفریح الخاطر صفحہ ۷۳ قادری رضوی کتب خانہ لاھور﴾

توجہ رہے علامہ سیّدی عبد القادر اربلی علیہ الرحمہ کوئی عام شخص نہیں بلکہ بہت بڑی علمی شخصیت ہیں اور آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپکی درج ذیل کتب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) آداب المریدین و نجاۃ المسترشدین

(۲) شرح الصلوٰۃ المختصرۃ للشیخ الاکبر ابن عربی

(۳) الدر المکنون فی معرفۃ السر المصونِ

(۴) شرح اللمعات للشیخ فخر الدّین العراقی

(۵) القواعد الجمیعہ فی طریق الرفاعیہ

(۶) مرأۃ الشھود فی وحدۃ الوجود

(۷) الالھامات الرحمانیہ فی مراتبِ الحقیقۃ الانسانیۃ

(۸) حدیقۃ الازھار فی الحکمۃ والاسرار

(۹) حجۃ الذاکرین ورد المنکرین

(۱۰) الطریقۃ الرحمانیۃ فی الرُّجوع والوصول الی الحضرۃ العلیۃ

(۱۱) النفس الرحمانیۃ فی معرفۃ الحقیقۃ الانسانیۃ

(۱۲) تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر

ملاحظہ ہو﴿ھدیۃ العارفین صفحہ ۶۰۵ ذیل کشف الظنون صفحہ ۳۰۱، اسماعیل پاشا البغدادی طبع بیروت جلد اوّل معجم المؤلفین

عمر رضا کحالہ الجزء الخامس صفحہ ۳۰۴ ، فتاویٰ رضویہ شریف ۲۸/ ۴۰۶﴾

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

شعر

بر بدایت خواجۂ ہند آں شہ کیواں جناب

بل علیٰ عینی ورأسی گوید آں خاقاں توئی

﴿حدائق بخشش حصہ دوم صفحہ ۶۷ مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور﴾

چند اصولی باتیں

(۱) اہلسنّت کا اعتقاد ہے کہ سوائے انبیائے علیہم السلام کے کوئی صحابی، اہل بیت، امام یا ولی، قطب، غوث، ابدال معصوم نہیں، ہاں یہ حضرات محفوظ کہے جا سکتے ہیں۔ عصمت اصطلاحی کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کا حفظ ضرور اِن کے شامل حال ہو کہ خدا تعالیٰ کی حمایت سے کوئی گناہ ان سے ممکن نہ رہے اور اس کے خلاف عقل میں نہ آسکے۔ ایسا حفظ سوائے گروہِ انبیاء و ملائکہ کے کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ جو اس کے سوا کسی دوسرے کے حق میں اس کا دعویٰ کرے، وہ ملحد ہے۔﴿سراج العوارف صفحہ ۲۱ مطبوعہ کراچی﴾

(۲) کوئی ولی، قطب، غوث، اُبدال، صدیق، شہید مرتبۂ نبوت کو نہ پہنچا، نہ پہنچے نہ ہی پہنچ سکتا ہے۔﴿المرجع السابق صفحہ ۲۲﴾

(۳) خرقِ عادت کسی کام کا خلافِ معمول ظاہر کرنا ہے۔ مثلاً عادت ہے کہ جب کوئی انسان چھت پر چڑھنا چاہے تو اُس کو ضرورت زینہ (سیڑھی) وغیرہ اسباب کی ہوگی۔ اگر کوئی ان اسباب کے بغیر چھت پر پہنچ جائے تو یہ خرقِ عادت ہے جبکہ مومن سے صادر ہو۔

مومن نبی ہوگا، ولی یا پھر عاصی۔ اگر نبی ہے اور بزمانۂ نبوت وہ فعل اُس کے ہاتھ پر صادر ہوا، معجزہ کہلائے گا، اگر قبل (اعلان) نبوت ہوا تو اِس کو ارہاص کہا جائے گا۔ اگر کسی ولی سے صادر ہو تو اُس کو کرامت کہیں گے اور اگر کسی عام مسلمان سے ہو تو معونت۔ جبکہ اگر کافر سے صادر ہو تو جب اس کے موافق مراد کوئی بات ہو تو استدراج ہے اور اگر مخالف ہو تو اہانت۔﴿سراج العوارف فی الوصایا والمعارف صفحه ۲۶ مطبوعه کراچی﴾

(۴) بے شک ولی کی ہر کرامت اس کے نبی برحق کا معجزہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیم کے اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سب کرامات رسولِ معظم ومکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہیں، جو آپ ﷺ کے صدق اور آپ کے دین کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔﴿جامع کرامات اولیاء از عارف باللہ علامه یوسف بن اسماعیل نبهانی صفحه ٦ طبع بیروت﴾

(۵) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور یہ بات کچھ بعید نہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے معجزاتِ مبارکہ کبھی اُن کی اُمّت کے اولیائے کرام سے کرامت کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

"وقد نقل مثله عن ولی الله العارف به الشیخ عبد القادر الجیلانی ولا بعدفیه لان معجزات الانبیاء قد تکون کرامة اولیاء امته "﴿نسیم الریاض شرح شفا جلد ۳ صفحه ۲۸۲﴾

(۶) جس نبی کے کسی اُمّتی ولی سے کوئی کرامت ظاہر ہوتی ہے تو وہ اس نبی کا معجزہ شمار ہوتی ہے۔ چنانچہ "رسالہ قشیریہ" میں ہے "کل نبی ظهرت کرامته علیٰ واحد من اُمّته فهی معدودة من جملة معجزاته"﴿رساله قشیریه علمیه بیروت صفحه ۳۸۰﴾

(۷) پروفیسر ضیاء الدّین طہرانی جیسے حضرات کی توجہ کے لئے اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعان حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ دریائے علم وعرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات و خوارق اُن سے بکثرت سرزد ہوتے تھے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان "قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللّٰہ" روحانی طور پر اُنہوں نے بھی سنا مگر آں جناب رضی اللہ عنہ کا مرتبہ کمال پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے میں متامل ہوئے، جس پر اُسی وقت اُن کی بصیرت وولایت وکرامات سلب کر لی گئیں اور تہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخر اُن کے ایک ارادت مند کی عاجزی وخدمت گزاری کے باعث جناب حضور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے توجہ فرما کر اُنہیں کفر سے بچالیا اور توبہ کرنے پر منصب بحال ہوا۔ ملاحظہ ہو﴿مہر منیر مطبوعہ نظریۂ پاکستان اسلام آباد صفحہ ۴۱، تفصیل واقعہ کے لئے ملاحظہ ہو اقتباس الانوار صفحہ ۱۹۵-۱۹۷ مترجم الفیصل ناشران لاہور﴾

"سیر الاقطاب" میں ہے کہ ایک عجمی شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے فرمان پر تواضع نہ کی یعنی گردن نہ جھکائی تو اُس کا حال سلب ہو گیا۔﴿سیر الاقطاب صفحہ ۱۱۵﴾ نیز فرمایا کہ کوئی ولی اس مقام پر نہ پہنچا﴿سیر الاقطاب صفحہ ۱۱۵ نول کشور﴾

حضور سیّد شاہ آل رسول مارہروی رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت کے ایک مریدِ خاص جن کا تعلق بدایوں سے تھا، وہ سوچنے لگے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف چند لمحوں میں کس طرح ہو گئی؟ حضرت سیّد شاہ آلِ رسول مارہروی رضی اللہ عنہ وضو فرمارہے تھے۔ آپ نے فرمایا "میاں! ذرا اندر سے تولیہ اُٹھا لاؤ"۔ وہ اندر گئے تو ایک کھڑکی نظر آئی، دیکھا پر فضا باغ ہے۔ اُتر گئے، سیر کرتے کرتے ایک عظیم الشان شہر میں پہنچ گئے۔ کاروبار

شروع کر دیا، شادی کی، اولاد ہوئی۔ غرضیکہ اسی طرح بیس سال بیت گئے۔ یک بیک حضرت سیّد شاہ آلِ رسول کی آواز سنی، گھبرا کر کھڑکی میں آئے۔ تولیہ لئے ہوئے دوڑے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ابھی پانی کے قطرے چہرۂ مبارک پر موجود ہیں۔ حضرت وہیں تشریف فرما ہیں۔ ہاتھ مبارک تر ہیں۔ ششدر اور انتہائی ششدر تھے۔ حضرت نے مسکرا کر فرمایا "میاں! وہاں بیس برس رہے، شادی بھی کی اور یہاں ابھی وضو تک خشک نہیں ہوا۔ اب تو معراج شریف کی حقیقت کو سمجھ گئے ناں؟" ﴿ہفتاد اولیاء صفحہ ۵۳۸ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

توجہ رہے سیّد العلماء حضرت مفتی شاہ آلِ مصطفےٰ سیّد میاں مارہروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "سرکار رحمۃ للعالمین ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور زمین سے آسمان کو جاتے ہیں تو اُن کے آنے اور جانے سے آسمانوں کے جو دروازے کھلتے ہیں، تو اِن دروازوں کی چرچراہٹ کو میں مسجد میں بیٹھ کر سنتا ہوں۔ حالانکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے جسم اقدس واطہر سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے رہنے کی جگہ چودہ ہزار سال کا راستہ ہے۔ ایک تیز رفتار گھوڑا اگر دوڑایا جائے اور وہ چوبیس گھنٹے اگر بغیر رُکے رات و دِن چلا کرے تو چودہ ہزار برس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے گا لیکن حضرات علماء فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام وہاں سے چلنے کا ارادہ کرتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اور حضور سیّد الانبیاء والمرسلین ﷺ کو جبریلِ امین علیہ السلام کی خوشبو آجاتی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام چل دیئے ہیں سدرہ سے، اب ہمارے پاس آنے ہی والے ہیں"، ملاحظہ ہو ﴿سیرت خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۷ مطبوعہ انجمن ضیاء طیبہ، کراچی﴾

سبحان اللہ! معراج کی شب سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ سب مسافتیں طے فرما کر مقام "قاب قوسین او ادنیٰ" پر فائز ہوئے۔ حالتِ بیداری میں اللہ جل شانہٗ کا دیدار فرمایا، دوزخ کا

مشاہدہ فرمایا، جنّت کی سیر فرمائی، انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی، نمازوں کا تحفہ قبول فرما کر بتدریج ۴۵ کی تخفیف کروائی۔ علاوہ ازیں جو آپ رضی اللہ عنہ نے مشاہدہ فرمایا سو فرمایا، ان تمام امور کے باوجود اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ "سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ...... الخ"

ترجمہ: "پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی" (کنزالایمان)۔ اس معجزۂ عظیم کو سمجھانے کے لئے حضرت سیّد شاہ آلِ رسول مارہروی رضی اللہ عنہ نے اس کرامتِ عظیمہ کا اظہار فرمایا، جس کو نقل کیا گیا۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ شعر۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ   تیر جستہ باز گردانند ز راہ

یعنی اولیاء کرام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ کمان میں تیر چھوڑ دیا جائے اور تیر ہوا میں جارہا ہو اور اللہ کا ولی تیر کو یہ کہے کہ واپس آجا تو وہ واپس آجائے گا۔

خواجہ حضور رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم الشان کرامت

سیّد العلماء علامہ مفتی شاہ آلِ مصطفیٰ سیّد میاں مارہروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے ایران کے ایک علاقے میں ملاحظہ فرمایا کہ مجوسیوں کی ایک بہت بڑی اگیاری ہے۔ حضرت کا خیمہ وہیں لگا تھا۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فقیر سے کہا جاؤ اور تھوڑی سی آگ وہاں سے مانگ لاؤ۔ مانگنے گئے تو جواب ملا کہ یہ ہماری پوتر اگنی ہے (یعنی یہ ہماری پاک اور مذہبی آگ ہے)۔ اس میں سے مسلمانوں کو نہیں دی جاتی۔ اُنہوں (یعنی درویش) نے جا کر کہا حضور! وہ آگ کی پوجا کرتے ہیں، آگ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ فرمایا اچھا! چلو ہم چلتے ہیں۔ حضور تشریف لائے، فرمایا تم آگ نہیں دیتے؟ بولے نہیں صاحب! یہ تو ہماری پوجا کی

آگ ہے، پاک آگ ہے، یہ کسی مسلمان کو نہیں دی جاسکتی۔ خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کب سے پوج رہے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ ایک ہزار سال سے پوج رہے ہیں۔ ہمارے باپ دادا نے کبھی ان اگیاروں کو بجھنے نہیں دیا، ہماری اگیاری کبھی بجھا نہیں کرتی، ہماری اگیاریوں میں ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار برس کی آگ پڑی ہوئی ہے۔ خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا! ڈیڑھ ہزار برس سے تمہارے باپ دادا پوجتے آرہے ہیں، یہ (آگ) تو خوب پہچانتی ہوگی تمہیں؟ حالانکہ یہ (آگ) تمہیں پہچان نہیں رہی ہے، یہ اپنے پجاریوں کو پھر بھی جلادے گی۔ یہ کہہ کر وہاں پر ایک فارسی مجوسن کھڑی تھی۔ اُس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا۔ آپ نے فرمایا مائی! ذرا اس بچہ کو دینا، گود میں لے کر فرمایا دیکھو "بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم یا نار کونی برداً و سلٰماً علیٰ ابراھیم" ﴿القرآن پ ۱۶ سورۂ طٰہٰ﴾ اور یہ آیتِ کریمہ پڑھ کر بسم اللہ پڑھ کر آگ میں اپنا مبارک قدم ڈال دیا۔ وہ مجوسن عورت چلائی ارے تم تو جانتے ہی ہو (کہ آگ جلادیتی ہے اس کے باوجود) میرے بچے کو آگ میں لے جاتے ہو۔ جبکہ بچہ وہاں کہنے لگا ماں! یہاں آگ تو نہیں بلکہ باغ کھلا ہوا ہے، پھول کھلے ہوئے ہیں، خوشبو ہی خوشبو ہے۔ یہاں ایسا آرام ہے کہ جی میں آتا ہے کہ بڑے میاں (خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ) کے مبارک کاندھے پر سر لگا کر سو جاؤں۔ بس خواجہ حضور کی یہ کرامت باسعادت دیکھ کر وہ سارے مجوسی مع اپنے سردار کے خواجہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر ایمان لے آئے"۔ ﴿سیرت خواجہ غریب نواز صفحہ ۲۹، انجمن ضیاء طیبہ، کراچی﴾

اجمیر شریف کی وجۂ تسمیہ

برکت الہند حضور سیّدی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مشہور ہے کہ "اجمیر" کی وجۂ تسمیہ یہ ہے کہ ایک ہندو راجہ کا نام جس کی حکومت حد غزنیں تک تھی،

"آجا" ہندی میں آفتاب کو بھی کہتے ہیں اور "میر" ہندی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ ہندوؤں کی تاریخ میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں پہاڑوں پر تعمیر ہونے والی دیواروں میں سب سے پہلے یہی دیوار تعمیر ہوئی، جو اجمیر شریف کے پہاڑ کے اوپر ہے۔ اسی طرح سرزمین ہند میں جو سب سے پہلا حوض بنایا گیا وہ "پھکر" کا حوض ہے، جو اجمیر شریف سے آٹھ میل دور ہے اور ہندو اس کی پوجا کرتے ہیں اور ہر سال چھ روز کے لئے "تحویل عقرب" کے وقت وہاں جمع ہو کر غسل کرتے ہیں، اپنی عمر عزیز اور اولاد کو ایک باطل مذہب کی بدولت برباد کرتے ہیں، ان میں سے جو قیامت کے قائل ہیں، اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت بھی اسی حوض سے شروع ہوگی اور "آجا" نام جو اس ملک میں ہندو تھے، پہلے سے رکھتے تھے، "پتھورا" سب سے آخری راجہ ہے، جس سے مسلمانوں نے ملک ہند حاصل کیا "۔ ملاحظہ ہو (اخبار الاخیار مترجم صفحہ ۷۱ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

سیدنا خواجہ حضور ﷺ اجمیر میں

سیّد العلماء شاہ آلِ مصطفیٰ سیّد میاں مارہروی علیہ الرحمۃ ذوق میں فرماتے ہیں کہ "لاہور میں مخدوم علی ہجویری ﷺ کی درگاہ شریف میں حضرت خواجہ ﷺ کا چلّہ ابھی تک مشہور ہے۔

اب وہاں حضرت مخدوم داتا علی ہجویری ﷺ سے فیض لے کر لاہور سے چل کر دِلّی تشریف لائے اور دِلّی آنے کے بعد آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ اب ہم آپ کو دِلّی دارالسلطنت نہیں دیں گے بلکہ آپ کو ایسی سلطنت دیں گے، جس طرح آپ کے نانا جان ﷺ کو ہم نے مکہ دیا تھا۔ آپ نائب رسول ﷺ ہیں تو اب آپ کو دارالسلطنت ایسا دینا چاہیئے، جو مکہ کا نائب ہے"۔

(سیرت خواجہ غریب نواز صفحہ ۳۰ مطبوعہ کراچی انجمن ضیاء طیبہ)

غلام معین الدّین اور اجمیر شریف

نہ لکھنے والے کے خلاف اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

"غلام معین الدّین" اور "اجمیر شریف" نہ لکھنے والوں کے خلاف اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی رضی اللہ عنہ کا یہ مبارک فتویٰ کتنا پر جلال، وہابیت کش، روح پرور اور عقیدت افروز ہے۔ احباب کے ذوق کیلئے فتویٰ مبارک مع استفتاء پیش خدمت ہے، ملاحظہ ہو:

مسئلہ: از سرکار اجمیر مقدس، لنگر گلی، مسئولہ حکیم غلام علی صاحب، ۶ شوال المکرّم ۱۳۳۹ھ

اگر کوئی مولوی اپنے مدرسہ کے دروازے پر اور خلافت کے بورڈ پر اور خلافتی ٹوپی پر اور خلافتی رسید پر فقط اجمیر لکھے، کیا اجمیر کے ساتھ لفظ شریف نہ لکھنا اور اصلی نام غلام معین الدّین پر غلام معین الدّین نہ لکھنا خلاف عقیدہ اہلسنّت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اجمیر شریف کے نام پاک کے ساتھ لفظ "شریف" نہ لکھنا اور ان تمام مواقع میں اس کا التزام نہ کرنا اگر اس بناء پر ہے کہ حضور سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی جلوہ افروزی حیات ظاہری و مزار پر انوار کو (جس کے سبب مسلمان اجمیر شریف لکھتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدوّ اللہ (یعنی اللہ عزوجل کا دشمن) ہے، صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتا ہے "من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب" اور اگر یہ ناپاک التزام بر بنائے کسل و کوتاہ قلمی ہے تو سخت بے برکتی و فضل عظیم و خیر جسیم سے محرومی ہے۔ کما افادہ الامام المحقق محی الدّین ابوزکریا قدس سرہٗ فی الترضی اور اگر اس کا مبنیٰ وہابیت ہے تو وہابیت کفر ہے، اس کے بعد ایسی باتوں کی کیا شکایت؟ ما علی مثله بعد الخطاء اپنے نام سے غلام کا حذف اگر اس بناء پر ہے کہ حضور خواجۂ خواجگان رضی اللہ عنہ کا غلام بننے سے انکار و استکبار رکھتا ہے تو بدستور گمراہ اور بحکم حدیث مذکور "عدوّ اللہ" (یعنی اللہ تعالیٰ

کا دشمن) ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے قال اللہ تعالیٰ الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین ﴿القرآن﴾ ترجمہ: کیا مغرور کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں (کنز الایمان) اور اگر بر بنائے وہابیت ہے کہ غلام اولیائے کرام بننے والوں کو مشرک اور غلام محی الدّین اور غلام معین الدّین کو شرک جانتا ہے تو وہابیہ خود زندیق، بے دین، کفار و مرتدین ہیں وللکٰفرین عذاب مھین، واللہ تعالیٰ اعلم ﴿فتاویٰ رضویہ شریف جلد ششم، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی﴾

مزار پر انوار خواجہ حضور سے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں

سلطان الہند، نائب مصطفیٰ سیّدنا معین الملّۃ والدّین خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار کے فیوض و برکات کا ذکر فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (۱) "حضرت سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے مزار سے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ مولانا برکات احمد صاحب مرحوم جو میرے پیر بھائی اور میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، اُنہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک ہندو جس کے سر سے پیر تک پھوڑے تھے، اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس قدر تھے، ٹھیک دوپہر کو آتا اور درگاہ شریف کے سامنے گرم کنکروں اور پتھروں پر لوٹتا اور کہتا "خواجہ اگن لگی ہے" تیسرے روز میں نے دیکھا کہ بالکل اچھا ہے"۔ (۲) "بھاگل پور سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی۔ اس نے کہا میاں! ہر سال کہاں جایا کرتے ہو؟ بے کار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا کہ چلو اور انصاف کی آنکھ سے دیکھو، پھر تم کو اختیار ہے۔ خیر، ایک سال وہ ساتھ آیا۔ دیکھا کہ ایک فقیر سونٹا لئے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے "خواجہ رضی اللہ عنہ!

پانچ روپے لوں گا، ایک گھنٹے کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا"۔ جب اُس وہابی کو خیال ہوا کہ اب بہت وقت گزر گیا ہے۔ ایک گھنٹہ گزر گیا ہوگا اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا۔ جیب سے پانچ روپے نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھے اور کہا لو میاں، تم خواجہ رضی اللہ عنہ سے مانگ رہے ہو، خواجہ رضی اللہ عنہ بھلا کیا دیں گے؟ یہ لو ہم دیتے ہیں۔ فقیر نے وہ روپے جیب میں رکھے اور ایک چکر لگا کر زور سے کہا۔ خواجہ تورے بل ہاری جاؤں، دلوائے بھی تو کس خبیث منکر سے!!!!"۔ ﴿الملفوظ حصّہ سوم صفحہ ۳۲۹ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ شیخ المشائخ میں حاضری

توجہ رہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ پر قادری رنگ کا غلبہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب بارگاہِ محبوب الٰہی، شیخ المشائخ حضور سیّدی نظام الدّین اولیاء رضی اللہ عنہ کے آستانہ مبارک پر مدد کے لئے لب وا کرتے تو بجائے محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے حضور سیّدی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا نام مبارک ہی آتا ہے۔ خیال رہے حضور سیّدی محبوب الٰہی خواجہ نظام الدّین اولیاء خلیفہ ہیں حضور شیخ الاسلام والمسلمین بابا فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے اور وہ خلیفہ ہیں حضور قطب الاقطاب سیّدی قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کے، اور آپ خلیفہ ہیں سلطان الہند حضور سیّدی خواجہ غریب نواز معین الحق والدّین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ حصولِ برکت کے لئے اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ سے کی گئی عرض اور آپ کا جواب ارشاد نقل کیا جارہا ہے، ملاحظہ ہو۔

عرض: حضرت سیّدی احمد زروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے "جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے "یا زَرُوق" کہہ کر ندا کرے، میں فوراً اس کی مدد کروں گا"۔

ارشاد: مگر میں نے کبھی اس قسم کی مدد طلب نہ کی (باوجود اس کے کہ سیّدی زروق رضی اللہ عنہ کا فرمان برحق ہے اور اُن سے مدد طلب کرنا بلاشبہ جائز ہے کیونکہ وہ اللہ کے ولی ہیں اور اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔راقم) جب کبھی میں نے استعانت کی "یا غوث رضی اللہ عنہ" ہی کہا۔ یک در گیر محکم گیر۔ میری (یعنی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی) عمر کا تیسواں سال تھا کہ حضرت محبوب الٰہی (خواجہ نظام الدّین اولیاء چشتی دہلوی رضی اللہ عنہ) کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا تھا، طبیعت منتشر ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔ اس شور وشغب سے مجھے نجات ملے۔ جیسے ہی پہلا قدم روضۂ مبارک میں رکھا ہے کہ معلوم ہوا سب ایک دَم خاموش ہو گئے۔ میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ خاموش ہو گئے ہیں۔ قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا تو پھر وہی شور وغل تھا۔ پھر اندر قدم رکھا پھر وہی خاموشی...... معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے۔ یہ بیّن کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی۔ بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے نام مبارک کے "یا غوثاہ رضی اللہ عنہ" زبان سے نکلا۔ وہیں میں نے "اکسیر اعظم قصیدہ شریف" بھی تصنیف کیا، ملاحظہ ہو۔﴿الملفوظ حصہ سوم صفحہ ۵۵ رضا اکیڈمی، بمبئی اور مطبوعہ لاھور صفحہ ۳۴۳ مشتاق بک کارنر﴾

خواجہ حضور رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے کی ناکام کوشش

توجہ رہے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ لاہور سے پنجاب کے علاقے سمانا پہنچے۔ سمانا میں راجہ پرتھوی راج کے آدمیوں نے آپ کو مکر وحیلہ سے گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ دراصل پرتھوی راج اپنی ماں کی اس پیشن گوئی کی وجہ سے بڑا متفکر تھا، جو اُس نے بارہ سال پہلے کی تھی کہ "اب اس سرزمین پر اسلام کا دور دورہ ہوگا اور تیرا راج ختم ہو جائے گا۔ یہاں

ایک مردِ کامل درویش آئے گا، جس کی بدولت تیری سلطنت زوال پذیر ہو جائے گی۔ بہتر یہی ہے کہ تو اُن سے مت اُلجھنا"۔ سمانا میں راجہ کے مخبروں نے خواجہ حضور ﷺ کو مار ڈالنے کی یہ صورت نکالی کہ آپ سے میٹھی میٹھی باتیں بنانے لگے اور قیام کرنے کے لئے جگہ کی بھی پیشکش کی۔ خواجہ حضور غریب نواز ؓ نے مراقبہ فرمایا۔ مراقبہ میں سرکار دو عالم ﷺ کا دیدار کیا تو حضور سیّد الانبیاء والمرسلین ﷺ نے فرمایا "اے معین الدّین! یہ لوگ تمہیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، اِن کی باتوں میں مت آنا"۔ چنانچہ خواجہ حضور غریب نواز ؓ اِن غداروں کی منّت وسماجت کو کسی کھاتے میں نہ لائے اور اجمیر شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ ﴿مونس الارواح مؤلفہ جہاں آراء بیگم دختر اختر شاہ جہاں بادشاہ﴾

خواجہ حضور ؓ دھلی میں راج محل کے قریب

مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی صاحب لکھتے ہیں کہ سمانا سے آپ دہلی پہنچے، راج محل کے قریب قیام فرمایا اور یہی قیام بہت سے مشرکین کے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کا سبب بنا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ راج محل کے پاس ایک بڑا بت خانہ تھا۔ اس کے پجاریوں نے جب آپ کو اور آپ کے ہمراہی درویشوں کو دیکھا تو دہلی کے حکمرانوں سے اُنہیں نکال باہر کرنے کی درخواست کی اور وجہ یہ بتائی کہ دیوتا ناراض ہو رہے ہیں۔ اِن درویشوں کو جلد از جلد شہر بدر نہ کیا گیا تو دیوتاؤں کی ناراضگی کے سبب پورا شہر برباد ہو جائے گا اور تختِ سلطنت پلٹ جائے گا۔ حکمرانوں نے پجاریوں کی بات سن کر خواجہ حضور ؓ کے پاس اپنے کارندے بھیجے۔ کارندوں نے خواجہ حضور غریب نواز ؓ کے پاس پہنچ کر ابھی اُن کو شہر چھوڑنے کی بات کہی بھی نہ تھی کہ حضرت خواجہ غریب نواز ؓ کی زبانِ مبارک سے چند دعوتی جملے اور ارشاد و ہدایت کی بات سن کر سب کے سب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، جس کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے راجپوت بھی مشرف بہ اسلام

ہوگئے۔﴿اہلسنّت کی آواز خصوصی شمارہ گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۵۹ بحوالہ مونس الارواح صفحہ ۲۱ جہاں آراء بیگم﴾

مشائخ چشت اہل بہشت زیادہ تر امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں

یہاں یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ جتنے بھی اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین گزرے ہیں، وہ سب کے سب اہلسنّت تھے۔ کوئی اُن میں وہابی یا دیوبندی نہ تھا اور یہ اہلسنّت کے برحق ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ نیز کثیر تعداد میں اولیائے کرام علیہم الرضوان نے مسائل فقہیہ میں امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تقلید کی ہے، جیسے:

(۱) حضرت سیّدی ابراہیم بن ادھم بن منصور بلخی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) سیّدی شقیق بلخی بن ابراہیم شاگرد قاضی امام ابو یوسف و حضرت ابراہیم بن ادھم رحمھم اللہ تعالیٰ (وصال ۱۹۴ھ)

(۳) سیّدی معروف کرخی بن فیروز استاذ سیّدی سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۲۰۰ھ)

(۴) سیّدی ابویزید بسطامی شیخ المشائخ (اصل نام طیفور بن عیسیٰ) رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۲۶۱ھ)

(۵) سیّدی فضیل بن عیاض خراسانی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۸۷ھ)

(۶) سیّدی داؤد طائی بن نصر بن نصیر بن سلیمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۶۰ھ)

(۷) سیّدی ابوحامد لفاف احمد بن خضرویہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۲۴۰ھ)

(۸) سیّدی خلف بن ایوب شاگرد حضرت امام ابو یوسف و سیّدی ابراہیم بن ادھم رحمھم اللہ تعالیٰ (وصال ۲۱۵ھ)

(۹) سیّدی عبداللہ بن مبارک شاگرد امام اعظم و استاذ امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ تعالیٰ (وصال ۱۸۱ھ)

(۱۰) سیّدی وکیع بن جراح بن ملیح کوفی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۹۸ھ)

(۱۱) سیّدی ابوبکر ورّاق محمد بن عمرو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) سیّدی حاتم اصم شاگرد حضرت سیّدی شقیق بلخی رحمہما اللہ تعالی

(۱۳) سیّدی قطب الوجود ختم دائرہ الولایۃ محمد شاذلی بکری رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۸۴۷ھ)

(۱۴) سیّدی علی ھجویری المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور (وصال ۴۶۵ھ)

(۱۵) سیّدی خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۶۱۷ھ)

(۱۶) سیّدی معین الملّۃ والدّین خواجہ حسن سنجری غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۶۳۳ھ)

(۱۷) حضرت سیّدی بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) حضرت سیّدی خواجہ نظام الدّین اولیاء دہلوی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۷۲۵ھ)

(۱۹) سیّدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی محقق علی الاطلاق رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۱۰۵۲ھ)

(۲۰) اکثر اولیائے چشت اہل بہشت اور دوسرے بے شمار اولیائے کرام علیہم الرحمہ والرضوان مشہور حنفی فقیہ علامہ علاء الدّین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ شروع کے گیارہ اولیاء اللہ کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلدین میں شمار کر کے فرماتے ہیں "وغیرھم ممن لا یحصیٰ لبعدہ عن ان یستقصی" "اور ان کے سوا بے شمار اولیائے کرام جن کا احاطہ دشوار ہے، ملاحظہ ہو ﴿در مختار صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۶، الجزء الاوّل المقدمہ دار الثقافہ والتراث دمشق سوریہ﴾

"کشف المحجوب شریف" میں ہے۔ "آپ (امام اعظم رضی اللہ عنہ) بکثرت مشائخ متقدمین کے استاذ ہیں۔ چنانچہ (۱) حضرت ابراھیم بن ادھم (۲) حضرت فضیل بن عیاض (۳) حضرت داؤد طائی (۴) حضرت بشر حافی وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ نے آپ سے اکتساب فیض حاصل کیا ہے"۔ ملاحظہ ہو ﴿کشف المحجوب شریف صفحہ ۲۱۴ مترجم ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ مکتبہ شمس و قمر

لاہور، اہلسنّت کی آوازگوشہ غریب نواز صفحہ ۱۴۱-۱۴۲ مارہرہ شریف یوپی مضمون نگار مفتی نظام الدّین رضوی صاحب﴾

خواجہ حضورصکا چھرۂ مبارک دیکہ کر لوگ مسلمان ھوجاتے

کچھ لوگوں کو اللہ جل شانہٗ اپنے محبوب حضور سیّد عالم ﷺ کے صدقے بڑی انوکھی شانیں عطا فرمادیتا ہے، مثلاً امام محمد علیہ الرحمہ جو کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے نوسوننانوے (۹۹۹) تصنیفات دینی علوم میں کیں اور دس لاکھ ستر ہزار جبکہ ایک روایت میں دس لاکھ ستر ہزار ایک سو مسئلے استخراج فرمائے۔ ایک مرتبہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس رات بسر کی اور صبح تک نماز میں کھڑے رہے جبکہ امام ممدوح بستر پر لیٹ گئے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ چنانچہ جب فجر ہوئی تو امام محمد علیہ الرحمہ اُٹھے اور بغیر جدید وضو کئے نماز ادا فرمائی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ معلوم کی تو امام محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم نے اپنے نفس کے لئے عمل کر کے صبح کردی اور میں نے اُمّتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے عمل کر کے ایک ہزار سے زائد مسائل استنباط کئے"۔﴿حدائق حنفیه صفحه ۵۳ مطبوعه نول کشور﴾

ایک نصرانی عالم نے بہت سے علمائے اسلام سے ملاقات کی تھی، اس کے باوجود مسلمان نہ ہوا۔ جب امام محمد علیہ الرحمہ نے مبارک کتاب جامع کبیر کو لکھا تو وہ عیسائی عالم اس کتاب کا مطالعہ کرتے ہی مسلمان ہوگیا اور اُس نے کہا کہ اگر امام محمد علیہ الرحمہ پیغمبری کا دعویٰ کرتے اور معجزہ کے طور پر اس کتاب کو پیش کرتے تو آپ کا کوئی مقابلہ نہ کرسکتا اور سب پر ایمان لانا لازم ہوتا۔ پس کجا وہ (عظیم الشان ہستی) شخص کہ جس کی اُمّت میں سے یہ ایک شخص ہے۔

﴿المرجع السابق صفحه ۱۵۵﴾

(۱) خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ بمع دیگر درویشوں کے جب اجمیر مقدس کے سفر میں تھے تو

آپ حضرات کے جب راستے میں جوتے ٹوٹ گئے تو اُنہوں نے پیروں پر ٹاٹ کے ٹکڑے باندھ لئے۔ اِن حضراتِ گرامی کے پاؤں مبارک زخمی ہو گئے حتیٰ کہ پیدل چلنے کی وجہ سے پیروں کے ناخن جھڑ گئے۔ نہ تو اُن کے پاس ناشتہ تھا، نہ کوئی کھانا لیکن ایک لگن تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین کو ہم بے دینوں تک پہنچائیں گے۔ ملاحظہ ہو ﴿سیرت خواجہ غریب نواز صفحہ ۳۲ مطبوعہ کراچی انجمن ضیاء طیبہ﴾

(۲) قدرت نے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارکہ پر وہ زیبائی اور بشاشت عطا فرمائی تھی کہ بہت سے کفار و مشرکین محض آپ کے چہرۂ انور کی زیبائی سے حقانیت کا اُجالا دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ﴿گوشۂ خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۶۰ مارہرہ شریف، مضمون نگار مفتی آلِ مصباحی﴾

(۳) خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ جب دہلی سے اجمیر شریف جا رہے تھے تو راستے میں سات سو ہندوؤں کو مسلمان فرما دیا۔ ﴿گوشۂ غریب نواز صفحہ ۳۴۲ مارہرہ شریف﴾

(۴) مفتی غلام سرور لاہوری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ "ہزاروں ہزار چھوٹے بڑے لوگ اس محبوب کردگار کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام کے شرف اور آپ کی ارادت سے مشرف ہوئے۔ یہاں تک کہ اسلام کا چراغ ہندوستان میں اسی بلند مرتبہ خانوادہ کی وجہ سے روشن ہوا"۔ ﴿خزینۃ الاصفیاء فارسی جلد ۱ صفحہ ۲۵۹﴾

(۵) "سیر العارفین" میں ہے کہ "اس دیار کے اکثر نامور کفار اس "زبدۃ الاسرار" ذات کی برکتوں سے ایمان واسلام سے مشرف ہوئے اور بہت سے ایسے کفار جو اسلام نہ لا سکے، بے حد و بے حساب نذرانے اور فتوحات (عقیدت کے ساتھ) حضرت کی بارگاہ میں بھیجتے ہیں اور اب تک یہ کفار اسی طریقہ پر عقیدت رکھتے ہیں۔ ہر سال مزار پر انوار پر حاضری دیتے ہیں اور

اس عظیم المرتبت ہستی اور اس آسمانِ مشیخت کے ماہِ کامل کے آستانے کی خاک سر پر رکھتے ہیں اور بہت سی نقد رقم روضۂ پاک کے مجاوروں کو پیش کرتے ہیں اور خدمت بجالاتے ہیں"۔ ﴿سیر العارفین فارسی صفحہ ۱۳، گوشۂ غریب نواز صفحہ ۳۴۴ مارہرہ شریف﴾

ہاتھ خشک ہوگیا

ایک مرتبہ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کہیں تشریف لے جارہے تھے۔ خادم شیخ علی ہمراہ تھا۔ کسی نے خادم کا دامن پکڑ کر سخت وسست کہنا شروع کر دیا۔ حضرت پیر و مرشد رضی اللہ عنہ نے فرمایا" کیا بات ہے، تو نے دامن کیوں پکڑا اور کیوں برا بھلا کہا؟" اس شخص نے عرض کیا" حضرت! یہ میرا مقروض ہے۔ قرض ادا نہیں کرتا"۔ آپ نے فرمایا" اسے چھوڑ دو، تمہارا قرض ادا کر دے گا"۔ مگر وہ نہ مانا۔ اس پر حضرت پیر و مرشد کو شدید غصہ آگیا۔ فوراً اپنی چادرِ مبارک زمین پر ڈال دی اور فرمایا" اس چادر کے نیچے سے جتنا تیرا قرض ہے، لے لے، اور خبردار! زیادہ لینے کی کوشش نہ کرنا"۔ اُس آدمی نے قرض سے زیادہ روپیہ اُٹھالیا تو اُسی وقت اُس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ ﴿گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۳۴۴ مارہرہ شریف بحوالہ معین الارواح صفحہ ۱۱۴، اسرار الاولیاء مترجم صفحہ ۱۱۶﴾

اونٹ اپنی جگہ بیٹھے رہ گئے

جب خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کا قافلہ اجمیر پہنچا تو آپ نے شہر سے باہر ایک سایہ دار مقام پر قیام پذیر ہونے کا ارادہ فرمایا۔ راجہ کے ملازمین نے روکتے ہوئے کہا" آپ یہاں قیام نہیں کر سکتے، اس لئے کہ یہاں ہمارے راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں"۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار گزری۔ فرمایا" میں یہاں سے جاتا ہوں، مگر تمہارے اونٹ بیٹھے ہی رہ جائیں گے"۔ یہ فرما کر آپ کھڑے ہوگئے اور اناساگر کے پاس تشریف لائے جہاں اُس

وقت بت خانوں کی کثرت تھی۔ آپ نے ایک بلند مقام پر (جو اِس وقت حضرت خواجہ غریب نوازؓ کی چِلّہ گاہ کے نام سے موسوم ہے) قیام فرمایا۔ جب شام ہوئی تو راجہ کے اونٹ حسبِ معمول اپنی جگہ پر آئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق ایسے بیٹھے کہ بیٹھے ہی رہ گئے، اُٹھانے پر بھی نہ اُٹھتے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اُن کے سینے زمین سے چپک گئے ہیں۔ صبح کے وقت جب شتر بانوں نے اونٹوں کو اُٹھانا چاہا تو وہ اُٹھ نہ سکے۔ اس واقعہ نے اُنہیں سخت حیرانی و پریشانی میں مبتلا کر دیا۔ اُنہوں نے مشورہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ کل ہم نے جس فقیر کو یہاں ٹھہرنے نہ دیا تھا، یقیناً یہ سب اُنہی کی بددعا کا اثر ہے۔ چنانچہ وہ تمام خواجہ حضور غریب نوازؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سخت نادم ہوئے۔ خواجہ حضور ؓ نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا" جاؤ! بارگاہِ الٰہی سے تمہارے اونٹوں کے اُٹھنے کا حکم ہو چکا ہے"۔ جب یہ شتر بان اونٹوں کے گلہ میں پہنچے تو یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ تمام اونٹ جو کل اُٹھنے کا نام نہیں لے رہے تھے، آج از خود کھڑے ہو گئے ہیں۔ ﴿خزینۃ الاصفیاء جلد ۱، صفحہ ۲۶۸، گوشہ خواجہ غریب نواز مارہرہ شریف صفحہ ۳۴۶ مضمون نگار مولانا نفیس احمد مصباحی﴾

گفتہ او گفتہ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یعنی اولیائے کرام جو کہتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کا کہا ہوا ہوتا ہے اگرچہ تمہاری آنکھوں کے سامنے وہ ایک بندے کے حلق سے نکل رہا ہوتا ہے لیکن درحقیقت وہ قول مولیٰ تبارک وتعالیٰ کا ہے۔

ہندوستان میں ایک قبر بادشاہت کررہی ہے

توجہ رہے ہندوستان کے ایک انگریز حکمران میں ایک مشہور وائسرائے لارڈ کرزن نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا منظر بیان کیا ہے کہ:

"ہندوستان میں ایک قبر بادشاہت کر رہی ہے"۔

﴿گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۲۳۱ مارہرہ شریف مضمون نگار سیّد مغیث احمد قادری چشتی، اجمیر شریف﴾

(اس بیان کو دیو بندیوں کے اشرفعلی تھانوی نے بھی قلمبند کیا ہے۔)

انا ساگر کا واقعہ

سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ اور دیگر ہمراہی درویش انا ساگر سے وضو اور غسل فرمایا کرتے تھے اور چونکہ تالاب کے ہر گھاٹ پر مندروں کی عمارتیں تھیں، اس لئے مندر کے پجاری اور برہمن ہمیشہ روکتے تھے۔ آخر ایک دِن سب کے سب آمادۂ فساد ہوگئے۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے تو اُن کو کچھ نہ کہا البتہ پہاڑی پر سے آکر اپنے ایک جاں نثار (جبکہ سبع سنابل شریف صفحہ ۳۱۹ کے مطابق "پتھر کے بت") کو حکم دیا کہ جاؤ! اور ہمارے لوٹے میں تالاب سے پانی لے آؤ۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ اس پر ایک انوکھی کرامت دیکھی کہ تالاب کا سارا پانی ایک لوٹے میں سما گیا۔ (پروفیسر ضیاء الدّین شمسی کی کتاب "بارگاہِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ" صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ لاہور) جہاں آراء بیگم شہزادی شاہ جہاں بادشاہ علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ "خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے خود تشریف لاکر انا ساگر اور مسیل (دونوں تالاب تھے) کا پانی ایک لوٹے میں بھر لیا۔ اس پر دونوں تالاب خشک ہوگئے اور جہاں کہیں شہر اور اس کے گرد و نواح میں پانی اور چشمے تھے، وہ سب کے سب خشک ہوگئے۔ یہاں تک کہ دودھ پینے والے بچوں کی ماؤں اور چوپایوں کے پستان (تھن) بھی سوکھ گئے"۔ ﴿مونس الارواح فارسی صفحہ ۳۲﴾

یہ ماجرا آنکھوں سے دیکھ کر پجاریوں کے ہوش اُڑ گئے۔ آخر تنگ و عاجز ہو کر کچھ لوگ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ منّت سماجت کرکے معافی کے طلب گار

ہوئے۔ آپ نے لوٹے کا پانی واپس تالاب میں ڈلوادیا۔ پانی ڈالتے ہی انا ساگر میں موجوں کا تلاطم برپا ہوگیا۔ یہ واقعات معمولی نہ تھے کہ لوگ دیکھ کر چپ ہو جاتے۔ ایک دِن مندروں کے رہنے والوں نے آپس میں یہ تجویز منظور کی کہ ان لوگوں کو کسی نہ کسی طرح اجمیر سے نکالا جائے ورنہ یہ یہاں پر رفتہ رفتہ اپنا اثر ورسوخ جمالیں گے اور ہمارا اقتدار ختم ہو جائے گا۔ ملاحظہ ہو پروفیسر ضیاء الدّین شمسی کی کتاب ﴿بارگاہِ خواجہ غریب نواز صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ لاہور﴾

رام دیو کا قبولِ اسلام

ایک دِن جب راجہ اور اہلِ شہر کی کثیر تعداد مندروں میں پوجا پاٹ کے لئے آئی۔ مہنتوں کا سردار رام دیو مہنت ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ حضرت کی بارگاہ میں آیا۔ خواجہ حضور رضی اللہ عنہ کے جمال جہاں آراء پر نظر پڑتے ہی اُن لوگوں پر لرزہ طاری ہوگیا اور بید کی طرح کانپنے لگے۔ خواجہ حضور رضی اللہ عنہ کی نگاہِ کیمیا تاثیر نے مہنت کے دِل کی کیفیت بدل دی۔ وہ بصد خلوص و عقیدت آگے بڑھا اور دستِ حق پرست پر اسلام قبول کرلیا۔ ﴿گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۶۷ مارہرہ شریف﴾ "سیر الاقطاب" میں ہے کہ شادی دیو اور اُس کے چیلے جب خواجہ حضور رضی اللہ عنہ کے قریب آئے، اُس وقت آپ نماز میں مشغول تھے۔ شادی دیو اور اُس کے چیلے اس حالت کا شکار ہو گئے کہ اُن کے پاؤں سے چلنے پھرنے کی طاقت سلب ہو کر رہ گئی۔ جہاں تھے، وہیں بے حس وحرکت کھڑے ہو گئے۔ نماز سے فراغت کے بعد جب خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اُن کی طرف نظر فرمائی تو شادی دیو بید کی طرح کانپنے لگا اور "رام رام" کے بجائے "رحیم رحیم" پکارنے لگا۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے دشمن دہشت زدہ ہو کر دیو پر لعن طعن کرنے لگے۔ اس پر شادی دیو برہم ہوا اور لکڑی پتھر جو بھی ہاتھ لگا، اُس سے ان لوگوں کو مارنے لگا اور بہت سے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالا۔ جو بچ گئے، وہ

بھاگ نکلے۔ خواجہ حضور رضی اللہ عنہ خاموشی سے یہ سب ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس کے بعد اپنے خادم کے ہاتھ ایک پیالہ پانی کا اُس کو بھیجا۔ شادی دیو نے وہ پانی پیا۔ پانی پیتے ہی کفر کی تاریکی اُس کے دِل سے دُور ہوگئی اور وہ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے قدموں میں گر گیا، ایمان لے آیا اور کہنے لگا" یا حضرت از دیدن جمال حضرت بغایت شادماں شدم "حضور! آپ کا جمالِ مبارک دیکھ کر میں حد درجہ شادماں ہوا ہوں۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فرمایا" مانیز نام ترا شادی دیو نہادیم "ہم نے بھی تمہارا نام شادی دیو رکھ دیا ہے۔ ﴿سیر الاقطاب فارسی صفحہ ۱۲۶-۱۲۷ مطبع نول کشور﴾

جے پال کا قبولِ اسلام

حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی تبلیغی اور اصلاحی مہم کو سرد کرنے کے لئے پرتھوی راج چوہان نے جوگی جے پال کا سہارا لیا۔ اُس وقت اُس کے جادو کا ڈنکا بج رہا تھا۔ ﴿گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۱۶۷ مارہرہ شریف﴾ اس کے سینکڑوں شاگرد تھے، جو جادو کے فن میں مہارت رکھتے تھے۔ راجہ نے پورے شہر میں منادی کرادی کہ جے پال جوگی خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرے گا۔ چنانچہ اُس کے چلّے کی پہاڑیوں کے چاروں اطراف خلق خدا تماشہ دیکھنے کے لئے امڈ پڑی۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے مسکرانا شروع کردیا۔ آپ کی مسکراہٹ سے تمام ساتھی بے خوف اور بے فکر ہوگئے ﴿الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (القرآن)﴾ ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم (کنزالایمان) خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے سب کو حلقہ میں لے لیا۔ جے پال جوگی جب آپ کی جانب بڑھا تو آپ نے اُٹھ کر اپنی انگشت

مبارک سے زمین پر ایک حلقہ کا نشان بنایا اور کچھ پڑھ کر چاروں طرف دَم کر دیا اور درویشوں کو حکم دیا کہ کوئی اس حلقے سے باہر نہ نکلے۔ بہت کوشش کے باوجود بھی جے پال حلقے کے اندر داخل نہ ہوسکا۔ ﴿سیر الاقطاب فارسی صفحہ ۱۲۸ نول کشور﴾

جے پال اور اُس کے چیلوں نے جادو کا اثر دکھایا اور پہاڑ کی بڑی بڑی چٹانیں آسمان میں اُڑنے لگیں اور خود بخود شق ہو کر زمین پر گرنے لگیں۔ جے پال نے پہاڑیوں سے ہزاروں لاکھوں سانپ پیدا کر دیئے، جو خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی جانب بڑھنے لگے مگر حصار کیے ہوئے حلقے کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ پھر اجے پال اور اُس کے چیلوں نے آگ برسانا شروع کر دی۔ لیکن آگ کی ایک چنگاری بھی خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے حلقے کے اندر داخل نہ ہوئی بلکہ وہ جے پال اور اُس کے چیلوں کی طرف لوٹ جاتی۔ یہاں تک کہ جے پال اور اُس کے چیلے عاجز آ گئے۔ بظاہر جے پال عاجز ہو گیا مگر اُس کا غم و غصہ بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ اُس نے پھر خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کو چیلنج کیا کہ خیر اسی میں ہے کہ آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں ورنہ میں پہاڑ کو اُلٹ دوں گا اور تم سب کا سرمہ بن جائے گا۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اُس کی خرافات کا کوئی جواب نہ دیا۔ جے پال غصہ میں بہت سے سانپوں کو اپنے جسم پر لپیٹ کر اور ہرن کی کھال پر بیٹھ کر آسمان کی طرف اُڑنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے نظر سے غائب ہو گیا۔ اُسی وقت خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اپنی نعلین پاک کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اوپر جا کر اس دشمن کو اتنا مارو کہ وہ نیچے اُتر آئے۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ فرمایا کہ نعلین مبارک کو آسمان کی طرف اُڑا دیں۔ نعلین پاک کا اُڑنا تھا کہ وہ ہوا میں بلند ہو کر سیدھی جے پال کے سر اور چہرے پر برسنے لگیں۔ جب اُس پر لگاتار نعلین مبارک کی مار پڑنے لگی تو وہ بوکھلا کر نیچے آ گیا اور شرمسار ہو کر خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے

قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگنے لگا۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے پیالہ میں تھوڑا پانی دیا اور اُس کو معاف فرما دیا۔ جے پال نے جیسے ہی اس پیالے کا پانی پیا، کفر و شرک کی ضلالت و گمراہی اُس کے سینے سے دُور ہو گئی اور وہ اُسی وقت کلمہ پڑھ کر صدقِ دِل سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے ازراہِ شفقت اُس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اگر تیری کوئی آرزو ہو تو بیان کرو۔ اُس نے دست بستہ حمد و ثناء کے بعد عرض کیا کہ اللہ والے اپنی ریاضت سے جو مقام حاصل کرتے ہیں، مجھے اُس مقام تک پہنچا دیجئے۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آں مقام وقتے معلوم شود کہ صحبت فقراء اختیار سازی و مجاہدہ پیش گیری"۔ وہ مقام فقراء کی صحبت میں رہنے کے بعد تمہیں حاصل ہو جائے گا۔ جے پال نے پھر عرض کیا حضور! آپ کا فرمانا بجا ہے لیکن میری تمنا ہے کہ اس مقام سے تھوڑا سا حصہ اس وقت مشاہدہ کر لوں۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے مراقبہ فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد آنکھ کھول کر جے پال کو دیکھا۔ اُس پر نظر ڈالنا تھا کہ وہ عالم ظاہر سے دور عالم باطن میں حضرت کے پاس پہنچ گیا اور دیکھا کہ حضرت آسمان کی طرف اُڑے چلے جا رہے ہیں اور وہ خود بھی اُن کے پیچھے پیچھے اُڑ رہا ہے اور دونوں ایک طبق آسمان سے دوسرے آسمان، دوسرے آسمان سے تیسرے آسمان پر جا رہے ہیں۔ کسی آسمان پر آگے بڑھنے سے فرشتے روکتے ہیں تو وہ حضرت سے فریاد کرنے لگتا ہے کہ حضرت! فرشتے میرا دامن نہیں چھوڑتے۔ حضرت مڑ کر دیکھتے ہیں تو غیب سے آواز آتی ہے "اے فرشتگان! جے پال را نیز بدوستی معین الدین بگزارید" "اے فرشتو! معین الدین کی دوستی کی وجہ سے جے پال کو بھی چھوڑ دو۔ یہاں تک کہ دونوں ایک خاص مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں پر فرشتوں کی جماعت جوق در جوق حاضر

ہو کر تعظیم بجالانے لگی کہ حق جلّ وعلا کے دوست معین الدّین تشریف لائے ہیں۔ پھر خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے جے پال! اس سے آگے تم نہیں جاسکتے۔ تم میں ابھی اتنی صلاحیت پیدا نہیں ہوئی ہے۔ بہتر ہے اس جگہ سے لوٹ جاؤ"۔ جے پال نے کہا "حضرت کا جیسا حکم"۔ اس کے بعد خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اُس کو آنکھ بند کرنے کا حکم دیا۔ آنکھ بند کرنے کے بعد جب اُس نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُسی مقام پر کھڑا دیکھا۔ خواجہ حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جے پال! تمہاری دِلی خواہش پوری ہوگئی؟" عرض کیا "حضور! جو چاہتا تھا، اُس سے بھی زیادہ دیکھا"۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فرمایا "دیگر چہ میخواہی؟ "اور کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا "می خواہم کہ دائم زندہ باشم "حضور! مجھے دائمی زندگی حاصل ہوجائے۔ اس پر خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے تامّل فرمایا، پھر مراقبہ فرمایا۔ غیب سے آواز آئی "اے معین الدّین! در حق او ہر آنچہ می خواہی بخواہ تا دعایت مستجاب گردانم "اے معین الدّین! تم جے پال کے لئے جو دُعا مانگو گے، میں قبول فرماؤں گا۔ پھر خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے نمازِ دوگانہ ادا فرمائی اور اُس کی ابدی زندگی کے لئے دُعا فرمائی۔ اس کے بعد جے پال کو بلا کر اُس کے سر پر دست شفقت پھیرا اور قیامت تک زندہ رہنے کی خوشخبری دی۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ تم لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہو گے اور یہی ہوا۔ چنانچہ لوگ کہتے ہیں کہ اجمیر شریف کی پہاڑیوں پر اکثر جے پال سے لوگوں کی ملاقات مختلف شکلوں میں ہوجاتی ہے اور ہر شب جمعہ کو وہ اب تک حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

پس جے پال را پیش طلبید دست مبارک بر سرِ درویش فرود

آورد و مژدۂ حیات تاقیامت بداد لیکن از نظر مردمان غائب باشی و آں همچناں شد چنانچه میگویند که درهمان کوهہائے اجمیر می باشد وبالبعض مردم ملاقات نموده است و هر شب جمعه تاکنوں گویند که بزیارت روضه منوره حضرت خواجه می آید ۔ملاحظہ ہو﴿سیر الاقطاب فارسی صفحه ۱۲۹-۱۳۱ نول کشور ترجمه صفحه ۱۴۵-۱۴۸ فرید بک ڈپو دہلی اور پروفیسر ضیاء الدّین کی کتاب بارگاہِ خواجه غریب نواز صفحه ۲۱۱-۲۱۳ مطبوعه لاهور﴾

توجہ رہے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے جے پال کا اسلامی نام "عبداللہ" رکھا۔ چنانچہ اب بھی یہ عبداللہ بیابانی کے نام سے مشہور ہیں۔

پتھورا کو زندہ گرفتار کیا

شیخ محقق سیّدی عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ پتھورا رائے کے دورِ حکومت میں اجمیر تشریف لائے اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ پتھورا رائے اس زمانے میں اجمیر میں ہی مقیم تھا۔ ایک روز اُس نے آپ کے ایک مسلمان عقیدت مند کو کسی وجہ سے ستایا۔ وہ بیچارہ آپ کے پاس فریاد لے کر پہنچا۔ آپ نے اُس کی سفارش میں پتھورا رائے کے پاس ایک پیغام بھیجا لیکن اُس نے آپ کی سفارش قبول نہ کی اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آ کر بیٹھ گیا ہے اور غیب کی باتیں کرتا ہے۔ جب خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے پتھورا رائے کو زندہ گرفتار کر کے (مسلمانوں کے) حوالے کر دیا"۔﴿اخبار الاخیار مترجم صفحه ٦٧ مطبوعه شبیر برادرز، لاهور﴾

سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ کا حملہ

خواجہ حضور غریب نوازؓ کی پیشن گوئی (پتھورا را زندہ مسلمانان دادیم)
حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ نے پتھورا کے خلاف
۵۸۸ھ میں جنگ کی تو وہ مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھوں گرفتار ہو کر مارا گیا۔ واقعہ یوں ہے
کہ سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ خراسان میں تھے، ایک رات اُنہوں نے خواب
میں دیکھا کہ حضرت خواجہ غریب نوازؓ کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ "خدائے
ذوالجلال تم کو ہندوستان کی بادشاہت عطا فرمانے والا ہے، لہٰذا تم اس ملک کی طرف توجہ
کرو"۔ اس خواب کے بعد اُنہوں نے ہندوستان کی طرف فوج کشی کی۔ خیال رہے
سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ نے ہندوستان پر دو حملے کئے۔ پہلے حملے میں اُنہیں
پسپائی ہوئی اور دوسرے حملے میں خواجہ حضور غریب نوازؓ کی بشارت اور آپ کی روحانی
تائید و نصرت سے اُن کو فتح مبین حاصل ہوئی۔ ﴿ماہنامہ اشرفیہ خواجہ غریب
نواز نمبر صفحہ ۹۱ مضمون نگار نفیس احمد مصباحی﴾
اسی تاریخ سے اس ملک میں اسلام پھیلا اور کفر کی جڑیں کٹ گئیں۔ ﴿اخبار الاخیار
صفحہ ٦٧ مترجم مطبوعہ شبیر برادرز لاہور﴾
اس واقعہ کے بعد سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ نے اپنے غلام قطب الدّین ایبک
علیہ الرحمہ کو دہلی کے تخت پر بٹھا کر ہندوستان کا بادشاہ بنا دیا۔ توجہ رہے سلطان قطب الدّین
ایبک علیہ الرحمہ کا مزار لاہور انار کلی بازار میں واقع ہے۔ راقم نے ۲۴ رجب المرجب
۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۵ جون ۲۰۱۲ء احباب کے ساتھ آپ کے مزار پر حاضری دی۔ خیال
رہے خواجہ حضور غریب نوازؓ کی سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ کو بشارت دینے

سے متعلق "سیر الاقطاب" مترجم صفحہ ۱۲۸ کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

سلطان شہاب الدّین غوری خواجہ حضورؒ کے قدموں پر

سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ فتح کے بعد سب سے پہلے اجمیر شریف آئے اور خواجہ حضور غریب نوازؒ کی خدمت میں باریاب ہو کر قدم مبارک چومے۔ نمازِ جمعہ ادا کی اور تین روز قیام کر کے رخصت ہو گئے۔ ﴿ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ لاہور﴾

توجہ رہے رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ ذکر کردہ جنگ میں شرکاء کی تعداد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس جنگ میں پرتھوی راج کے ساتھ ڈیڑھ سو راجگانِ ہند کی تین لاکھ افواج شامل ہو گئی تھیں جبکہ سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ کے ہمراہ کل ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ دِن بھر گھمسان کی جنگ ہوئی اور شام ہوتے ہوتے سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ نے یہ عظیم معرکہ سر کر لیا۔ پرتھوی راج ایک دریا کے کنارے بھاگتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ ﴿سوانح غوث و خواجہ صفحہ ٦٠ کلکتہ، اعجاز بک ڈپو﴾

توجہ رہے بظاہر تو ہندوستان میں سلطنت کے بانی و موسس سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ اور اُن کا لائق و شجاع جنرل اور نائب السلطنت قطب الدّین ایبک علیہ الرحمہ مشہور ہیں مگر بباطن یہ بنیادیں حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیریؒ ہی کی قائم کردہ و استوار کی ہوئی ہیں۔ ﴿ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۵۷ مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ کی فتح کے بعد مسلمانوں کے سیاسی اقتدار اور خواجہ حضور غریب نوازؒ کے فیوض و برکات سے ہندوستان اسلام کے نور سے روشن و منور ہو گیا۔ اسی لئے خواجہ حضور غریب نوازؒ کا لقب "وارث النبی ﷺ فی الھند" ہے۔ ﴿بزم صوفیہ صفحہ ٤٤ سیّد مصباح الدّین عبد الرحمٰن، ابو البرکات اکیڈمی لاہور﴾

ایک دوسرا واقعہ

شہزادی جہاں آراء بیگم نے ایک دوسرا واقعہ بیان کیا ہے۔ ترجمہ: حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک مسلمان رائے پتھورا کے پاس سے حضرت خواجہ معین الدّین چشتی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہونے کی غرض سے آیا۔ حضرت نے اُسے مرید نہ فرمایا، وہ شخص واپس چلا گیا اور رائے پتھورا سے حضرت کی شکایت کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے پاس رائے پتھورا نے ایک شخص کو بھیج کر یہ دریافت کیا کہ آپ نے اس آدمی کو اپنی مریدی میں کیوں قبول نہ کیا؟ حضرت نے فرمایا "میں نے اسے مرید اس لئے نہیں کیا کہ تین چیزیں اس کے اندر ایسی ہیں، جو اس سے کبھی جدا نہ ہوں گی۔ (اوّل) یہ بہت بڑا گناہگار رہے۔ (دوم) یہ کہ میرے متبعین سے نہیں ہے اور ہم ایسوں کو اپنی ارادت میں نہیں لیتے جو غیروں کے سامنے سر جھکاتا ہے۔ (سوم) یہ کہ میں نے لوحِ محفوظ میں لکھا دیکھا کہ وہ اس دنیا سے بے ایمان جائے گا"۔ جب یہ جواب پتھورا کو بتایا گیا تو اُس نے کہا کہ "شیخ غیب کی باتیں بتاتے ہیں، اِن سے کہہ دو کہ ہمارے شہر سے نکل جائیں"۔ جب حضرت کو یہ بات معلوم ہوئی تو مسکرا کر فرمایا "اس سے کہہ دو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان صرف تین دِن کی مہلت ہے، اس شہر سے تم جاؤ گے یا ہم"۔ اس دوران سلطان محمد شاہ کے لشکر نے اجمیر پر حملہ کیا اور پتھورا کو زندہ گرفتار کرلیا اور وہ شخص جو حضرت سے مرید ہونے آیا تھا، اُس نے پانی میں ڈوب کر خودکشی کرلی۔ ﴿گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ١٦٦ مارہرہ شریف، نیز ہشت بہشت میں سے اسرار الاولیاء مترجم صفحہ ٨٤ مطبوعہ شبیر برادرز لاهور﴾

توجہ رہے رائے جے ہندوالی قنوج جو کہ رائے پتھورا پرتھوی راج کا خالہ زاد بھائی تھا اور اُن

دونوں کی آپس میں دشمنی تھی۔ چنانچہ جے ہند سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ کا طرفدار تھا۔ یہ عین معرکہ میں سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ کو دھوکہ دیتا ہے اور اپنی فوج لے کر قنوج واپس ہو جاتا ہے اور پورے میدانِ جنگ کے اندر مسلمانوں کو راجپوتوں میں گھرا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔ بالکل صحیح ہے کہ غداروں کو غداری کے سوا کچھ بن نہیں پڑتا۔ (اس وقت) سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ پر قریب ہے کہ شکست وارد ہو جائے، جو پہلے ہوگئی تھی۔ اس سے زیادہ وارد ہو کہ یکا یک ایک مرد نقاب پوش وارد ہوتے ہیں اور وہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے سیدھے پتھورا کے پاس جاتے ہیں۔ پتھورا جھنڈا لئے کھڑا ہے۔ (بزرگ) جاتے ہیں اور اُس کے بعد اس پر ایک کمند پھینکتے ہیں۔ اسے گرفتار کر کے لاتے ہیں اور لا کر سلطان شہاب الدّین علیہ الرحمہ کے سپرد کر دیتے ہیں "یہ پتھورا ہے"۔ سلطان شہاب الدّین کہتے ہیں کہ "ذرا اپنے چہرے سے نقاب اُٹھائیے، میں آپ کو دیکھوں کہ آپ کون ہیں؟" چہرے سے نقاب اُٹھا لیتے ہیں۔ کہا "پہچانا! غزنی کے خواب میں آنے والے تو آپ ہی تھے۔ غزنی سے یہاں بھیجے تو آپ ہی تھے"۔ فرماتے ہیں "خاموش!" سامنے سے چلے جاتے ہیں۔ پتھورا گرفتار ہو جاتا ہے اور تختِ دہلی پر سلطان شہاب الدّین غوری علیہ الرحمہ کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ ﴿سیرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ صفحہ ۴۰-۴۱ مطبوعہ انجمن ضیاء طیبہ، کراچی﴾

کچھ سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ کے بارے میں

جیسا کہ گزشتہ اوراق میں بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ "بغداد شریف کے قیام کے دوران ایک دِن خواجہ غریب نواز، شیخ اوحد الدّین، شیخ شہاب الدّین سہروردی اور سیّدی قطب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک مجلسِ خیر میں تھے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کا

ذکر ہو رہا تھا کہ سامنے سے شمس الدّین التمش بارہ سال کی عمر میں ہاتھ میں ایک پیالہ لئے جا رہا تھا۔ جب بزرگوں کی نگاہ اُس پر پڑی تو حضرت غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لڑکا جب تک دہلی کا بادشاہ نہ ہوگا، خدا اِسے دنیا سے نہ اُٹھائے گا"۔

شمس الدّین ایک ترکی غلام تھا، جس نے سلطان قطب الدّین ایبک علیہ الرحمہ کی ماتحتی میں رہ کر اچھے کارنامے انجام دیئے، جس سے خوش ہو کر سلطان قطب الدّین ایبک علیہ الرحمہ نے اپنی لڑکی سے اس کا نکاح کرا دیا اور بیانہ کا حاکم بنا دیا۔ شہنشاہ قطب الدّین ایبک کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے آرام شاہ کو لاہور میں بادشاہ بنایا گیا، لیکن وہ ایک سال میں ہی معزول ہو گیا۔ پھر ۶۰۷ھ / ۱۲۱۰ء میں شمس الدّین التمش کو آرام شاہ کی جگہ تمام ارکانِ سلطنت کے اتفاقِ رائے سے دہلی کے تخت پر بٹھایا گیا۔ سلطان شمس الدّین التمش نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ سلطنت کی اور باغیوں اور دشمنوں کی سرکوبی میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ اُس نے اپنے دورِ حکمرانی میں سندھ، رنتھمبور، گوالیار اور مالوہ کی ریاستوں پر قبضہ کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ﴿گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۳۳۹ مارہرہ شریف بحوالہ مختصر تاریخ ہند، صفحہ ۴۷-۴۸﴾

سیّدی شاہ آلِ مصطفیٰ سیّد میاں مارہروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کے مرید کے مرید تھے۔ شہنشاہ دہلی سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ، رضیہ سلطانہ کے باپ، رضیہ سلطانہ جو خود بھی ملکۂ ہندوستان ہوئی ہیں، اُن کے والد صاحب سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ شہنشاہِ دہلی، خواجہ حضور رضی اللہ عنہ کے مرید تھے سیّدی قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ اور اُن کے مرید ہیں سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ "۔ اللہ اکبر! خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے فیض کا عالم تو دیکھئے کہ دیندار تو دیندار، درویش تو درویش، فقیر تو فقیر ایک (ترکی) غلام کو بادشاہ بنا دیا۔

سیّدی قطب الدّین بختیار کا کی قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہونے لگا تو آپ نے فرمایا "ہماری نمازِ جنازہ وہ پڑھائے گا، جس کی نمازِ تہجد قضا نہ ہوئی ہو"۔ جب سیّدی قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو اُس وقت بڑے بڑے علماء، فضلاء اور اولیاء کرام موجود تھے لیکن جس سے بھی جب قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ کی وصیت کی شرط بیان کی جاتی کہ نمازِ جنازہ وہ پڑھائے گا، جس کی تہجد قضا نہ ہوئی ہو، تو وہ پیچھے ہٹ جاتا کہ کبھی تو قضا ہو ہی گئی ہوگی۔ اب نماز میں دیر ہونا شروع ہوگئی۔ جب کوئی آگے نہ بڑھا تو سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ "آج آپ نے میرا راز کھول ہی دیا۔ میں جس بھید کو عمر بھر چھپائے ہوئے تھا، جس کو آج تک میں نے ظاہر نہیں کیا تھا، آج وہ راز آپ نے کھول دیا"۔ یہ کہہ کر سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کا کی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ملاحظہ ہو ﴿سیرتِ خواجہ غریب نواز صفحہ ٤٦ مطبوعہ انجمن ضیاء طیبہ﴾ سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ کا وصال ۱۴ شعبان ۶۳۳ ھجری میں ہوا ﴿اخبار الاخیار صفحہ ٧٤ مترجم مطبوعہ شبیر برادرز لاهور﴾

هشت بهشت

(۱) حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کو "انیس الارواح" کے نام سے مرتب کیا۔ (۲) خود حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کو حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کا کی رضی اللہ عنہ نے "دلیل العارفین" کے نام سے مرتب و شائع کیا۔ (۳) حضرت قطب الدّین بختیار کا کی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات حضرت بابا فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ نے "فوائد السالکین" کے نام سے ترتیب دیا۔ (۴) خود حضرت بابا فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے ملفوظات "راحۃ القلوب" کے نام سے حضرت

محبوب الٰہی نظام الدّین اولیاء رضی اللہ عنہ کے قلم گہر بار کا نتیجہ ہیں۔ (۵) حضرت خواجہ بدر اسحٰق علیہ الرحمہ نے بھی اُن کے ملفوظات کو "اسرار الاولیاء" کے نام سے مرتب کیا ہے۔ (۶) اسی طرح حضرت نظام الدّین اولیاء رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کو حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ نے "افضل الفواد" اور "راحۃ المحبین" کے نام سے مرتب کیا۔ (۷) نیز حضرت خواجہ میر حسن سنجری علیہ الرحمہ نے پانچ جلدوں میں "فوائد الفواد" کے نام سے پیش کیا۔ (۸) خواجہ نصیر الدّین چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کے ارشادات وفرمودات مختصراً حضرت محبّ اللہ علیہ الرحمہ نے "مفتاح العاشقین" کے نام سے ترتیب دیا ہے۔

اس طرح اس سلسلۃ الذہب کے سب ہی اہم بزرگوں کے ارشادات وفرمودات تحریری شکل میں موجود ہیں۔ اِن سبھی کو مجموعی حیثیت سے "ہشت بہشت" کے نام سے بھی یکجا کردیا گیا ہے۔﴿گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ۲۳۷ مارہرہ شریف﴾

مردہ زندہ ہوگیا

ایک روز خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں ایک عورت روتی ہوئی آئی اور عرض گزار ہوئی کہ "میرے بیٹے کو حاکم شہر نے ناحق قتل کردیا ہے۔ آپ کو رحم آگیا اور خدام کو ساتھ لے کر عصا مبارک لئے ہوئے قتل گاہ میں پہنچے۔ مقتول کا سر دھڑ سے ملا کر فرمایا کہ اے شخص! اگر واقعی تو بے گناہ مارا گیا ہے تو اللہ کے حکم سے اُٹھ کھڑا ہو۔ زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلنا تھے کہ مقتول کی نعش کو حرکت ہوئی اور وہ زندہ ہوگیا۔ اپنا سر اُٹھا کر خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر رکھ دیا، پھر خوش خوش اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا۔ حاکم شہر یہ سن کر لرز گیا اور آکر معافی مانگی"۔﴿ہفتاد اولیاء، صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

غربت دُور کردی

ایک شخص نے شیخ الاسلام والمسلمین حضور بابا فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا "میری زندگی بڑی تنگدستی میں گزر رہی تھی۔ میں نے خواجہ خواجگان حضور سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ نے تشریف لا کر مجھے چھ روٹیاں عنایت فرمائی ہیں۔ وہ دِن ہے اور آج کا دِن، ساٹھ برس گزر چکے ہیں۔ ہر روز مجھے ضرورت کے مطابق خرچ مل جاتا ہے اور میں اور میرے تمام گھر والے آرام و آسودگی میں زندگی بسر کرتے ہیں"۔ حضور بابا فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وہ خواب نہ تھا، فضلِ الٰہی تھا کہ سر حلقہ اولیاء (خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ) نے تجھ پر کرم فرمایا اور تیری عسرت (تنگدستی) دفع ہوگئی"۔ ﴿ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۶۳، مطبوعہ لاہور﴾

قتل کے ارادہ سے آنے والا مسلمان ہوگیا

جس وقت خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ پہلے پہل دہلی تشریف لائے، ایک شخص بغل میں چھری دبائے ہوئے حملہ کرنے کی نیت سے سامنے آیا۔ خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آیا ہے تو اپنا کر"۔ وہ یہ الفاظ سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگا، قدموں میں گر پڑا اور اُسی وقت مسلمان ہوگیا۔ یہ کرامت دیکھ کر بہت سے افراد مسلمان ہوگئے۔ ﴿ہفتاد اولیاء صفحہ ۳۶۴ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

خواجہ حضور رضی اللہ عنہ کی بابا فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ پر عنایت

سیّدی بابا فرید الدّین گنج شکر رضی اللہ عنہ بہت مجاھدات فرماتے تھے۔ کئی سال آپ نے جنگلوں میں گزارے، پتے کھاتے رہے۔ ایسے ایسے مجاہدات فرمائے، جن کے سننے سے دِل لرز جاتا ہے۔ مجاہدات کے باعث آپ اتنے کمزور ہوگئے تھے کہ جب سیّدی حضور خواجہ غریب

نوازؓ دہلی تشریف لائے اور آپ کو دیکھا تو بابا حضورؓ کمزوری کی وجہ سے تعظیماً کھڑے بھی نہ ہو سکے، گر پڑے اور رِقّت طاری ہو گئی۔ خواجہ حضور غریب نوازؓ کی شان رحم و کرم مشہور ہے۔ آپ کو رحم آ گیا اور فرمایا "بختیار! اس جوان کو کب تک مجاہدات میں جلائے گا؟ اب کچھ عطا کر"۔ اس پر سیّدی قطب الاقطاب، حضرت قطب الدّین بختیار کاکیؓ نے عرض کی "حضور! آپ کے سامنے میری کیا مجال ہے؟" چنانچہ دونوں بزرگوں نے آپ کو درمیان میں لے کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کی، اسم اعظم بتایا اور دولتِ کونین بخش دی۔ ملاحظہ ہو ﴿ھفتاد اولیاء صفحہ ۳۷۶-۳۷۷، مشتاق بک کارنر لاھور﴾

حضور بابا فرید الدّین گنج شکرؓ کی ایک کرامت

سیّدی شیخ عبدالحق محدث دہلویؓ فرماتے ہیں کہ "آپ کے گنج شکر ہونے کی وجہ تسمیہ کا ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ کچھ سوداگر شکر لے کر جا رہے تھے۔ بابا حضورؓ نے اُن سے کچھ شکر مانگی۔ اُنہوں نے کہا بابا حضورؓ! آپ کو مغالطہ ہوا ہے، ہمارے اونٹوں پر شکر نہیں بلکہ نمک ہے۔ اس پر بابا حضورؓ نے فرمایا کہ نمک ہی ہوگا۔ سوداگروں نے اپنی منزلِ مقصود پر پہنچنے کے بعد جب مال کھولا تو وہ واقعی نمک ہی تھا۔ وہ دوڑے بابا حضورؓ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ واقعۃً ہم سے غلطی ہوئی۔ آپ اسے معاف فرمائیں اور دُعا کریں کہ وہ شکر ہو جائے۔ بابا حضورؓ نے فرمایا کہ شکر ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ نمک پھر سے شکر بن گئی"۔ ملاحظہ ہو ﴿اخبار الاخیار مترجم صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ شبیر برادرز لاھور﴾

وصال مبارک

سیّدی شیخ عبدالحق قادری محدث دہلویؓ فرماتے ہیں کہ "بعض کے نزدیک خواجہ حضور

غریب نواز رضی اللہ عنہ کی وفات ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ اور بعض کے نزدیک ماہِ ذی الحجہ میں ہوئی لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ اجمیر شریف میں جہاں آپ کی رہائش تھی، وہیں مزار شریف بنایا گیا۔ آپ کا مزار مبارک ابتداءً اینٹوں سے بنایا گیا، پھر اس کو علیٰ حالہٖ باقی رکھ کر پتھر کا ایک صندوق اس کے اوپر بنایا گیا۔ اسی وجہ سے آپ کے مزار مبارک میں بلندی واقع ہوگئی"۔ ملاحظہ ہو﴿اخبار الاخیار مترجم صفحہ ۶۸ مطبوعہ لاہور﴾

مشہور ہے کہ خواجہ اجمیر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کی پیشانی مبارک پر یہ نقش ظاہر ہوا کہ "حبیب اللہ مات فی حب اللہ" یعنی اللہ کا دوست اللہ کی محبت میں دنیا سے گیا۔ ﴿اخبار الاخیار مترجم لاہور صفحہ ۶۷ شبیر برادرز، لاہور﴾

جس رات خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ وصال فرمانے والے تھے۔ اس میں چند بزرگوں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ خدا کا دوست معین الدّین حسن سنجری آنے کو ہے، اس لئے ہم اُس کے استقبال کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ﴿سیر الاولیاء صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور﴾

آپ رضی اللہ عنہ کا جبہ مبارک

خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک کے بعد غسل کے لئے جب آپ کا جبہ مبارک اُتار کر لایا گیا تو رائج الوقت وزن کے حساب سے بارہ سیر کا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سیّدی خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کا جبہ مبارک کہیں سے پھٹ جاتا تو آپ اُس پر تہبند کا پیوند چڑھا لیتے۔ کہیں کمبل کا پیوند لگا ہوا ہے تو کہیں کپڑے کا۔ چمڑا مل گیا تو وہی ٹانک لیا۔ یوں اس میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے۔ غرض جب بھی جبہ مبارک پھٹ جاتا۔ قریب موجود کپڑے یا چمڑے کو لے کر پیوند لگا لیتے اور اپنے مبارک ہاتھ سے ٹانک لیتے۔ اس طرح جبہ مبارک میں

پیوند پڑتے پڑتے اُس کا وزن بارہ سیر کا ہو گیا۔ ملاحظہ ہو﴿سیرتِ خواجہ غریب نواز صفحہ ٤٥ مطبوعہ انجمن ضیاء طیبہ، کراچی﴾

خانوادۂ برکات میں خواجۂ خواجگان رضی اللہ عنہ کا فیضان کرم

خانوادۂ برکات کا سلسلۂ قدیمہ ہو یا سلسلۂ جدیدہ، دونوں میں خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ عنہ کے واسطے سے فیضان چشت موجود ہے۔ خانوادۂ برکات میں فیضانِ چشت جس آبائی سلسلہ سے آیا ہے، وہ اس طرح سے ہے۔ (۱) سیّدنا شاہ برکت اللہ مارہروی (۲) سیّدنا شاہ اویس بلگرامی (۳) سیّدنا شاہ میر عبدالجلیل بلگرامی (۴) سیّدنا شاہ میر عبدالواحد بلگرامی (۵) سیّدنا شاہ حسین سکندر آبادی (۶) حضرت مخدوم صفی (۷) حضرت شیخ سعد الدّین خیر آبادی (۸) حضرت شاہ مینا لکھنوی (۹) حضرت شیخ سارنگ مجھگواں شریف (۱۰) حضرت سیّد صدر الدّین عرف راجو قتال (۱۱) حضرت سیّد جلال الدّین مخدوم جہانیاں (۱۲) حضرت خواجہ نصیر الدّین عرف چراغ دہلی (۱۳) سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدّین اولیاء (۱۴) سیّدنا شاہ فرید الدّین گنج شکر (۱۵) قطب الاقطاب حضرت خواجہ سیّدنا قطب الدّین بختیار کاکی (۱۶) خواجۂ خواجگان سلطان الہند خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین...... یہ سلسلہ چشتیہ قدیمہ کہلاتا ہے۔ صاحب البرکات کا سلسلۂ چشتیہ جدیدہ کالپویہ اس طرح ہے:

(۱) صاحب البرکات سیّدنا شاہ برکت اللہ مارہروی (۲) سیّدنا شاہ فضل اللہ کالپوی (۳) سیّدنا شاہ سیّد احمد کالپوی (۴) سیّدنا شاہ محمد سیّد محمد کالپوی (۵) سیّدنا شاہ جمال اولیاء (۶) حضرت سیّد جلال بخاری (۷) حضرت شیخ بہاء الدّین (۸) حضرت شیخ سالار (۹) حضرت شیخ بہاء الدّین جونپوری (۱۰) حضرت شیخ فتح اللہ بدایونی (۱۱) حضرت شیخ

صدر الدّین (۱۲) حضرت خواجہ نصیر الدّین عرف چراغ دہلی (۱۳) سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدّین اولیاء (۱۴) سیّدنا شاہ فرید الدّین گنج شکر شیخ الاسلام والمسلمین بابا حضور (۱۵) قطب الاقطاب خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی (۱۶) خواجۂ خواجگان سیّدنا خواجہ غریب نواز معین الدّین چشتی اجمیری رضی اللہ عنھم اجمعین ﴿گوشہ خواجہ غریب نواز صفحہ ٥٥٤-٥٥٥، مارہرہ شریف﴾

سلطان الھند خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے خلفاء

خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کے سلسلے سے وابستہ بزرگانِ دین جو غیر منقسم ہندوستان کے تمام حصوں اور علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اِن سب کا شمار و احاطہ آسان نہیں۔ ہاں! آپ کے چند بے حد اہم اور یگانۂ روزگار حلقہ کی ایک فہرست صاحب خزینۃ الاصفیاء نے مرتب کی ہے۔ جسے راقم بزمِ صوفیہ کے حوالے سے سپردِ قلم کر رہا ہے، ملاحظہ ہو۔ (۱) قطب الاقطاب خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی (دہلی) (۲) خواجہ فخر الدّین صاحبزادۂ محترم حضرت خواجہ (قصبہ سردار) (۳) شیخ حمید الدّین صوفی ناگوری (۴) شیخ وجیہ الدّین (ہرات) (۵) خواجہ برہان الدّین (اجمیر شریف) (۶) شیخ احمد (اجمیر شریف) (۷) شیخ محسن (۸) خواجہ سلیمان غازی (۹) شیخ شمس الدّین (۱۰) خواجہ حسن خیاط (۱۱) جے پال جوگی المعروف بہ عبد اللہ بیابانی (اجمیر شریف) (۱۲) شیخ صدر الدّین کرمانی (۱۳) بی بی حافظہ جمال صاحبزادی حضرت خواجہ حضور (اجمیر شریف) (۱۴) شیخ محمد ترکی نارنولی (دہلی) (۱۵) شیخ علی سنجری (۱۶) خواجہ یادگار سبزواری (۱۷) شیخ متا (۱۸) شیخ وحید برادر (۱۹) شیخ مسعود غازی رضی اللہ عنھم اجمعین وغیرھم۔ ملاحظہ ہو ﴿بزم صوفیہ از سیّد مصباح الدین عبد الرحمٰن علامہ ابوالبرکات اکیڈمی لاھور خزینۃ الاصفیاء صفحہ ٢٦٥﴾

یہ حضرات جہاں کہیں بھی آرام فرما ہیں، مرجع خلائق ہیں۔ ان کے روحانی فیوض و برکات سے خلقِ خدا مستفیض ہو رہی ہے۔ زیر زمین رہ کر بھی دِلوں پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ اس طرح بندگانِ خدا کے دِلوں کی کھیتی سرسبز و شاداب ہو رہی ہے۔ ﴿گوشۂ خواجہ غریب نواز صفحہ ۳۰۴ مارہرہ شریف مضمون نگار پروفیسر فاروق احمد صدیقی، مظفر پور﴾

خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ

خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ عنہ کی حیات ظاہری کے بعد چشتی فیضان جن بزرگوں کے ذریعہ زیادہ عام ہوا، ان میں حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ کا نام سرفہرست ہے۔ آپ کا قیام دہلی کے علاقے "مہرولی" میں رہا اور وہیں آپ کی آخری آرام گاہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔ آپ ۵۰۵ھ میں علاقۂ ماوراءالنہر کے قصبہ "اوش" میں پیدا ہوئے۔ اصل نام بختیار تھا اور قطب الدّین لقب مشہور ہے آپ کی جائے نماز کے نیچے سے روزانہ آپ کو روٹی ملا کرتی تھی اور افغانی زبان میں روٹی کو کاک کہتے ہیں۔ اسی لئے آپ کاکی کہلائے۔ "سیر الاولیاء" کے مطابق اوش سے نکل کر آپ بغداد اشرف البلاد پہنچے۔ وہاں امام ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں حضرت خواجہ معین الدّین چشتی رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، جہاں اور بہت سارے مشائخ کرام موجود تھے۔ اپنے مرشد سے فیوض و برکات کی دولت گرانمایہ حاصل کرنے کے بعد سمرقند، غزنی، ملتان اور اجمیر شریف ہوتے ہوئے دہلی تشریف لائے۔ اس وقت یہاں سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ کی حکومت تھی، جو آپ کا سچا عقیدت مند تھا۔ خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ نے اپنی خانقاہ سے خلقِ خدا کی اصلاح و تربیت شروع کی، جس کے نتیجے میں ہزاروں تاریک دِل نورِ ایمان سے جگمگانے لگے۔ آپ کے تقویٰ اور طہارت و اخلاص، للّٰہیت کا چرچا

عام تھا۔ "دلیل العارفین" کے نام سے آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ترتیب دیا۔ آپ کے وصال مبارک کی تاریخ "بزم صوفیہ" اور "اخبار الاخیار" دونوں کے مطابق ۱۴ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ ہے۔ ملاحظہ ہو ﴿گوشۂ خواجہ غریب نواز صفحہ ۳۰۰ مارہرہ شریف مضمون نگار پروفیسر فاروق احمد صدیقی، بزم صوفیہ صفحہ ۷۸، علامہ ابوالبرکات اکیڈمی لاہور، سیر الاولیاء صفحہ ۱۱۶، اخبار الاخیار مترجم صفحہ ۷۴ مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور﴾

ہر رات سونے سے پہلے تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے۔ ﴿اخبار الاخیار صفحہ ۷۴ مترجم مطبوعہ لاہور﴾ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری نمازِ جنازہ وہ پڑھائے، جس نے کبھی حرام کاری نہ کی ہو۔ عصر کی سنتیں قضا نہ کی ہوں اور ہمیشہ نمازِ باجماعت میں تکبیر اولیٰ سے شریک رہا ہو۔ یہ تمام شرائط صرف سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ میں پوری ہوتی تھیں، اس لئے سلطان شمس الدّین التمش علیہ الرحمہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ﴿بزم صوفیہ صفحہ ۷۸ مطبوعہ البرکات اکیڈمی، لاہور﴾

توجہ رہے بزم صوفیہ میں ۶۳۳ھ کے بجائے ۶۳۷ھ لکھا ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

شهزادی جهاں آراء بیگم دربارِ خواجه رضی اللہ عنہ میں

اب سلطنت مغلیہ کے ایک عظیم فرمانروا شاہجہاں بادشاہ اور اُن کی بیٹی شہزادی جہاں آراء بیگم کی رِقّت انگیز حاضری کا ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے، جسے شہزادی نے بقلم خود کتاب "مونس الارواح" میں قلمبند کیا ہے۔ ملاحظہ ہو، شہزادی صاحبہ فرماتی ہیں کہ "میں بتاریخ ۸ شعبان المعظم کو والد بزرگوار کے ہمراہ آگرہ سے اجمیر شریف کے لئے روانہ ہوئی اور ۱۷

رمضان المبارک ۱۰۵۲ھ کو وہاں پہنچ کر زمین بوس ہوئی۔ اس تمام عرصہ میں میرا معمول یہ رہا کہ ہر منزل پر دو رکعت نمازِ نفل ادا کرنے کے بعد سورۂ یٰسین اور سورۂ فاتحہ نہایت اخلاص و عقیدت کے ساتھ پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خواجہ ؒ کی روحِ اطہر کو نذر کرتی رہی۔ کچھ دنوں تک اناساگر کی عمارت میں قیام رہا۔ اس دوران بپاسِ ادب کبھی پلنگ پر نہیں سوئی اور نہ روضۂ اقدس کی طرف کبھی پاؤں یا پشت کی۔ دِن بھر درختوں کے سائے میں گزار دیتی۔ آنحضرت کی برکت اور اِس سرزمین کے فیضان سے قلب و روح میں ایک عجیب و غریب سرور اور ذوق و شوق کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اس عظیم الشان نعمت کے شکرانے میں ایک شب میں نے میلادِ النبی ﷺ کی محفل آراستہ کی اور خوب چراغاں کیا۔ روضۂ سرکار کی خدمت و زینت کے لئے جو کچھ ملا اور ملے گا، اُس میں کمی نہیں کروں گی۔ خدائے بزرگ و برتر کا ہزار ہزار شکر کہ جمعرات کے دِن بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک حضرت پیر دستگیر خواجۂ کونین ؒ کے مزار اقدس کی زیارت نصیب ہوئی۔ ایک پہر دِن رہ گیا تھا کہ حاضر بارگاہ سعادت پناہ ہوئی۔ گنبد شریف میں حاضر ہو کر دیوانہ وار سات بار مزار کے گرد پھیرے لگائے۔ بعد ازاں اپنی پلکوں سے جاروب کشی کی سعادت حاصل کی۔ مرقدِ انور کی خاک و خوشبو کو سرمۂ چشم بنایا۔ اِس سے دِل پر جو ذوق و شوق کی کیفیت طاری ہوئی، وہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ غایت شوق کے عالم میں سراسیمہ ہوگئی۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ خود کو کیا کروں اور کیا کہوں؟ القصہ میں نے قبر شریف پر عطر اپنے ہاتھوں سے ملا اور چادرِ گل جو میں اپنے سر پر رکھ کر لائی تھی، مزار شریف پر پیش کی۔ بعد ازاں سنگ مرمر کی مسجد میں آکر نماز ادا کی۔ یہ مسجد دو لاکھ چالیس ہزار روپے صرف کر کے والد بزرگوار (شاہجہاں) نے تعمیر کرائی ہے۔ پھر گنبد مبارک میں بیٹھ کر سورۂ یٰسین اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کر کے اس کا ثواب روح پر فتوح کو

پیش کیا۔ مغرب تک وہاں حاضری رہی اور آنحضرت کے یہاں شمع روشن کر کے جھالرہ شریف کے پانی سے روزہ افطار کیا"۔

شہزادی جہاں آراء بیگم کی آپ بیتی اور دِل کے تاثرات کا یہ حصہ انتہائی رِقّت انگیز ہے۔ اِسے پڑھ کر ایک عجیب سرور حاصل ہوتا ہے۔ امیر کشور ہند کی لاڈلی بیٹی کی ذرا خوش عقیدگی ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتی ہیں "عجیب شام تھی جو صبح سے بہتر تھی۔ کتنی فرخندہ رات تھی، جس پر کئی دِن کا اُجالا نثار کیا۔ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے جوار میں سپیدۂ سحر نہیں طلوع ہوتا تھا۔ نامرادیوں کے اندھیرے میں فیروز بختی کی کرن پھوٹ رہی تھی۔ اگر چہ اس متبرک مقام اور اِس گہوارۂ فیض سے گھر واپس آنے کو جی نہیں چاہتا تھا مگر مجبور تھی۔ اگر خود مختار ہوتی تو ہمیشہ اسی گوشۂ جنت میں کہیں اپنا آشیانہ بنالیتی، ناچار روتی ہوئی اس درگاہِ رحمت سے رخصت ہو کر گھر آئی۔ تمام رات بے قراری میں گزری، صبح کو جمعہ کے دِن والد بزرگوار کے ہمراہ آگرہ کے لئے روانہ ہوگئی"۔﴿سوانح غوث و خواجہ از علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ صفحہ ٦٣-٦٦ کلکتہ اعجاز بک ڈپو بحوالہ مونس الارواح﴾

ملفوظاتِ خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

اب چند ملفوظات مبارکہ حصولِ برکت کے لئے نقل کئے جارہے ہیں:

(۱) آپ فرماتے ہیں کہ میں نے خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کی زبانی سنا ہے، فرماتے ہیں جس شخص میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے۔ (۱) اوّل سمندروں جیسی سخاوت (۲) دوم آفتاب جیسی شفقت (۳) سوم زمین جیسی تواضع۔

(۲) نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور برے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔

(۳) عارفوں کا بڑا بلند مقام ہے۔ جب وہ اِس مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو تمام دنیا و مافیہا کو

اپنی دو اُنگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

(۴) عارف وہ ہے کہ جو چاہے، وہ فوراً اُس کے سامنے آجائے اور جو کچھ بات کرے تو فوراً اُس کی جانب سے اُس کا جواب سن لے۔

(۵) بدبختی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرتا رہے، پھر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خود کو مقبول سمجھے۔

(۶) ولی کی علامت یہ ہے کہ خاموش اور غمگین ہو۔

(۷) ولی کی علامت یہ ہے کہ موت کو پسند کرے، عیش و راحت کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے محبت کرے۔

(۸) اِس دنیا میں درویشوں کا درویشوں کے ساتھ بیٹھنا عزیز ترین چیز ہے اور درویشوں کا درویشوں سے جدا ہونا بدترین چیز ہے۔

(۹) درویش وہ ہے کہ جس کے پاس جو بھی حاجت لے کر آئے تو اسے خالی ہاتھ واپس نہ کرے۔

(۱۰) لوگ اللہ تعالیٰ کا قرب صرف اس وقت پا سکتے ہیں، جب نماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کریں کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔

(۱۱) ولی کو ولایت اُس وقت تک نہیں مل سکتی، جب تک وہ معارف کو یاد نہ کرے اور ولی وہ ہے جو اپنے دِل سے غیر اللہ کو نکال باہر کرے۔

(۱۲) تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان نہیں پہنچائے گا جتنا کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے سے پہنچے گا۔

﴿اخبار الاخیار مترجم صفحہ ۶۸ تا ۷۱ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور﴾

خانوادۂ برکات کے چشم و چراغ
امام احمد رضا خان قادری کی تعلیمات

احباب اہلسنّت پر یہ بات خوب روشن ہونی چاہئے کہ خانوادۂ برکات کے چشم و چراغ اعلیٰ

حضرت، امام اہلسنّت، مجدد دین وملّت، الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قادری رضوی برکاتی قدس سرہٗ العزیز ہر شیخ ومرشد طریقت کے لئے حسب قاعدۂ شریعت وطریقت یہ چار شرائط لازم قرار دیتے ہیں۔

اوّل: سنّی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین ہو۔

دوم: اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔

سوم: فاسق معلن نہ ہو۔

چہارم: اس کا سلسلہ حضور نبی کریم ﷺ تک متصل ہو۔

﴿فتاویٰ رضویہ شریف ۲۱/۵۸۸ رضا فاؤنڈیشن لاہور﴾

بیعت و ارادت

بیعت وارادت کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "لوگ بیعت بطورِ رسم ہوتے ہیں، بیعت کا معنی نہیں جانتے۔ بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں۔ مرید نے عرض کیا کہ یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے ہاتھ میں دے چکا ہوں، اب دوسرے کو نہیں دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہوگئے اور حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ ظاہر ہوئے اور اُن کو نکال لیا"۔ ﴿الملفوظ حصہ دوم صفحہ ٤٢ رضا اکیڈمی، بمبئی اور مطبوعہ لاہور مشتاق بک کارنر صفحہ ۱۹۷﴾

بیعت کے معنی بک جانا۔ سبع سنابل شریف میں ہے "ایک صاحب کو بادشاہ نے سزائے موت کا حکم سنایا۔ جلاد نے تلوار کھینچی۔ یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رُخ کر کے کھڑے

ہو گئے۔ جلاد نے کہا کہ اس وقت قبلہ کی جانب منہ کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تو اپنا کام کر، میں نے قبلہ کو منہ کرلیا ہے"۔ اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اسی کا نام ارادت ہے۔ اگر اس طرح صدقِ عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اُس کو ضرور فیض آئے گا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تو معدنِ فیض و منبع انوار ہیں۔ اُن سے فیض آئے گا، بس سلسلہ صحیح اور متصل ہونا چاہئے۔ ﴿الملفوظہ حصہ دوم صفحہ ٦٥ رضا اکیڈمی بمبئی، مطبوعہ لاہور صفحہ ٢٢٢ مشتاق بک کارنر گوشۂ خواجہ غریب نواز صفحہ ٥٥٨ مارہرہ شریف﴾

مرکزِ تجلیات، منبع فیوض و برکات سیّدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کا سماع کے بارے میں ارشاد

آپ فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ میں مرو میں تھا۔ ائمہ محدثین کے ایک مشہور و معروف امام نے مجھ سے کہا کہ میں نے سماع کے مباح ہونے پر ایک کتاب لکھی ہے۔ میں نے کہا یہ تو دین میں بڑی خرابی پیدا ہوئی کہ آپ جیسا محدث لھو ولعب والے عمل کو جو تمام برائیوں کی جڑ ہے، جائز قرار دے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر جائز نہیں تو پھر آپ کیوں سنتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اس کے جائز یا ناجائز ہونے کی کئی صورتیں ہیں۔ کسی ایک بات کا قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر سماع کی تاثیر دِل میں حلال (جذبات) خیال پیدا کرے تو سماع حلال ہے اور اگر حرام خواہشات اُبھارے تو حرام ہے اور اگر مباح تاثر پیدا کرے تو مباح ہے۔ جو چیز ظاہری طور پر فسق ہے، اُس کی باطنی کیفیت کئی وجوہ پر ہوسکتی ہے۔ کسی ایک پہلو پر اُس کا قطعی فیصلہ ممکن نہیں ہے"۔ واللہ تعالیٰ و رسولہٗ اعلم بالصواب ﴿کشف المحجوب شریف مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور صفحہ ٧٣٩، مکتبہ شمس و قمر

صفحہ ۶۱۹ تعارف فقہ و تصوف میں بطور فائدہ اس کو نقل کیا علامہ عبدالحکیم شریف قادری نے صفحہ ۱۵۶ پر مکتبہ قادریہ لاہور

شاہ ولی اللہ صاحب کا ملفوظ ملاحظہ ہو

شرفِ ملّت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ "القول الجلی اردو ترجمہ طبع لکھنؤ انڈیا صفحہ ۴۶۵ "سے شاہ ولی اللہ صاحب کا ملفوظ نقل کرتے ہیں۔آپ لکھتے ہیں"القول الجلی تالیف حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات اور ملفوظات کا مستند ترین مجموعہ ہے۔ درج ذیل سطور میں اُن کا ایک ملفوظ پیش کیا جاتا ہے۔"مزامیر کو حلال جاننے والوں میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم مزامیر کی آوازوں سے لذّت پاتے ہو یا نہیں؟ اوراس کہنے سے اس کی غرض یہ معلوم ہوئی کہ اگر ان نغمات کو تم اچھا سمجھتے ہو تو اس کے سننے پر انکار اور احتراز نہ کرتے۔ میں نے کہا تم نے بات کا سلسلہ شروع کیا۔اب اپنے حواس کو جمع کرو اور سمجھو اگر سمجھ سکتے ہو۔ہاں میں اِس کی خوبیاں سمجھتا ہوں اوراس سے بہت زائد لذّت پاتا ہوں۔اگر چند روز میں اس پر مداومت (پابندی) کروں تو اس کا خوف ہے کہ اس میں گم نہ ہوجاؤں اور تمام اشغال سے باز رہوں لیکن دو چیزیں اس کی مانع ہیں۔ایک شرعی، دوسری طبعی (۱) مانع شرعی یہ ہے کہ ہر چند اپنی حدذات میں کریم مطلق کے اطلاق نے اپنے کرم بے علّت سے تشرع (شریعت پر عمل) کی قمیض مجھے پہنائی ہے اور میری لذّت اس میں رکھی ہے جو شرع کے موافق ہو اور جو چیز مخالف شرع ہو، اس سے مجھے نفرت دی ہے۔وہ نفرت مجھے اس کی اجازت نہیں دیتی کہ میں اس قسم کی چیزوں کی طرف مشغول رہوں (۲) اور مانع طبعی یہ ہے کہ میری شرافت نفس اس کو جائز نہیں سمجھتی کہ میں بدعتیوں کی مجلس میں بیٹھوں اور مردوں یا نامحرم عورتوں کا گانا سنوں

یا کسی غیر شریف عورت سے نکاح کروں"۔ ملاحظہ ہو﴿القول الجلی فی ذکر آثار الولی اردو صفحہ ۴۷۰ مسلم کتابوی لاہور﴾ علاوہ ازیں یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ قوالی کی عام مجالس میں اصحابِ علم وتقویٰ کا اجتماع نہیں ہوتا بلکہ بازاری قسم کے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جنہیں نہ نماز سے غرض ہوتی ہے نہ روزہ سے۔ سماع کی ایسی محافل میں شرکت کو تو وہ حضرات بھی جائز قرار نہیں دیں گے جو مزامیر کے ساتھ سماع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ شرف قادری ﴿تعارف فقہ و تصوف مترجم صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور﴾

مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ کا ارشاد

"قوالی جو آج کل عام طور پر مروج ہے، جس میں گندے مضامین کے اشعار گائے جاتے ہیں اور فاسق اور امردوں کا اجتماع ہوتا ہے اور محض آواز پر رقص ہوتا ہے۔ یہ واقعی حرام ہے لیکن اگر کسی جگہ تمام شرائط سے قوالی ہو گانے والے اور سننے والے اہل ہوں تو اس کو حرام نہیں کہہ سکتے۔ بڑے بڑے صوفیائے کرام نے خاص قوالی کو اہل کے لئے جائز فرمایا اور نااہل کو حرام۔ ﴿جاء الحق عرس کا بیان صفحہ ۲۶۳ قادری پبلشرز لاہور﴾ حکیم الامّت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے اس کے بعد ایک حدیث شریف اور فتاویٰ شامی کی عبارت نقل فرمائی۔ اس کے علاوہ حاجی امداد اللہ مکی صاحب کی عبارت لکھی کہ محققین کا قول یہ ہے اگر شرائطِ جواز جمع ہوں اور عوارض مانع مرتفع ہو جائیں تو جائز ورنہ ناجائز"۔ اس کے بعد رشید گنگوہی کی بات نقل کرنے کے بعد مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ قوالی اہل کے لئے شرائط کے ساتھ جائز ہے اور بلاشرائط اور نااہل کے لئے حرام۔ قوالی کی شرائط علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الکراھیہ"

میں چھ بیان فرمائی ہیں۔ (۱) مجلس میں کوئی امرد (بے داڑھی کا لڑکا) نہ ہو۔ (۲) ساری جماعت اہل کی ہو، اُس میں نااہل کوئی نہ ہو۔ (۳) قوال کی نیت خالص ہو، اُجرت لینے کی نہ ہو۔ (۴) لوگ بھی کھانے اور لذّت لینے کی نیت سے جمع نہ ہوں۔ (۵) بغیر غلبہ کے وجد میں کھڑے نہ ہوں۔ (۶) اشعار خلافِ شرع نہ ہوں اور قوالی کا اہل وہ ہے کہ اس کو وجد کی حالت میں کوئی تلوار مارے تو خبر نہ ہو۔ بعض صوفیہ فرماتے ہیں کہ اہل وہ ہے اگر سات روز تک اُسے کھانا نہ دیا جائے پھر ایک طرف کھانا ہو اور دوسری طرف گانا (قوالی) تو کھانا چھوڑ کر گانا (قوالی) اختیار کرے۔ ہماری گفتگو کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آج کی عام قوالیاں حلال ہیں یا عام قوالی سنیں بلکہ ہم نے بہت سے مخالفین کو سنا کہ وہ اکابر صوفیائے عظام کو محض قوالی کی بناء پر گالیاں دیتے ہیں اور قوالی کو مثل زنا کے حرام کہتے ہیں۔ اس لئے عرض کرنا پڑا کہ خود تو قوالی نہ سنو، مگر اولیاء اللہ جن سے سماع ثابت ہے، اُن کو برا نہ کہو...... الخ ﴿جاء الحق عرس کا بیان صفحہ ۲۶۴ قادری پبلشرز لاہور﴾ احباب نے مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ کی عبارت ملاحظہ کی کہ آپ نے مروجہ قوالی کو حرام فرمایا۔ مگر جس میں مذکورہ بالا شرائط کی پاسداری کی جائے جائز قرار دیا، نیز قوالی کے کون لوگ اہل ہیں، اُس کو بھی بیان فرمایا۔ اب ٹھنڈے دِل سے سوچئے کہ ذکر کردہ شرائط پر کتنے لوگ اُترتے ہیں؟ نیز پاک و ہند میں آج بے شمار قوال ہیں لیکن اِن میں سے کتنوں کے چہروں پر سنّت کے مطابق داڑھی شریف ہے؟

شیخِ محقق اور سماع

توجہ رہے شیخِ محقق عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے مسئلہ سماع پر کئی جگہ گفتگو فرمائی ہے۔ اسی عنوان پر آپ کا رسالہ "قرع الاسماع باختلاف اقوال القوم وافعالھم فی

السماع" بھی ہے۔اس کے علاوہ "مدارج النبوۃ" میں بھی بحث فرمائی، نیز تعارف فقہ و تصوف میں بھی کئی صفحات پر مشتمل بحث سماع فرمائی، جس میں آپ سماع کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اس جگہ تین قول ہیں (۱) فقہاء کے مذہب پر راجح قول یہ ہے کہ حرام ہے۔ (۲) محدثین کے طریقے کے مطابق مباح ہے۔ (۳) اور صوفیہ کے مسلک کے مطابق تفصیل ہے"۔﴿صفحہ ۱۴۶ مترجم﴾ نیز ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "مزامیر کی حرمت چاروں مذہبوں میں متفق علیہ ہے"۔﴿صفحہ ۱۵۴﴾ نیز فرماتے ہیں کہ محققین صوفیہ نے وثوق سے کہا ہے کہ سماع کی ممانعت اس لئے ہے کہ یہ بدعت ضلالت اور دین میں نو پیدا امر ہے۔ نیز شیخ محی الدّین ابن عربی کے حوالے سے نقل فرمایا کہ " کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں کہ اس کا قائل ہو چہ جائیکہ کوئی متقی اس کا قائل ہو"۔ ﴿صفحہ ۱۶۲﴾ آگے چل کر قائلینِ سماع کے نزدیک جو شرائط ہیں، اُن کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو﴿صفحہ ۱۶۹ تعارف فقہ و تصوف مکتبہ قادریہ لاھور ترجمہ شرف قادری علیہ الرحمہ﴾

پروفیسر ضیاء الدّین صاحب نے اپنی کتاب میں امام غزالی نے سماع کے متعلق جو آداب ذکر فرمائے، اُن کو نقل کیا ہے۔اس پر میری گزارش ہے کہ کیا مروجہ قوالی میں اِن آداب کی رعایت کی جاتی ہے؟ اِن آداب میں آپ نے یہ بھی ذکر کیا کہ قوال تالی نہ بجائے، نیز رقص ، بناوٹ اور نمود کی حرکات نہ کرے...... الخ۔ کیا مروجہ قوالی میں تالیاں وغیرہ نہیں ہوتیں؟ نیز آپ نے لکھا کہ قوال جو کچھ کہے، اُسے خوب دِل لگا کر سنے، اِدھر اُدھر التفات نہ کرے، سننے والوں کو نہ تاکے...... الخ۔ کیا آج کے قوالوں میں یہ بات پائی جاتی ہے؟ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ آج کل تو عورتوں نے قوالیاں پڑھنا شروع کر دی ہیں،

جس میں حد درجہ بے پردگی کا مظاہرہ ہوتا ہے اور معاذ اللہ اس کو صوفیت کا نام دے دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ایک مشہور قوال گزرا ہے، جو بعد میں حد درجہ فحش گانے گانے لگا (معاذ اللہ!) چہرے کی رونق صاف کر کے سر کے بالوں کی لمبی لمبی لٹیں گلے میں لٹکانا، احکام شرع کو پس پشت ڈالنے کا نام ہر گز تصوف یا صوفیت نہیں۔ اب لوگ اس قدر جری ہو گئے ہیں کہ مزاراتِ اولیاء کرام پر بھنگڑے ڈالتے ہوئے جاتے ہیں، جس میں خوب ڈھول پیٹے جاتے ہیں اور اولیائے کرام کے مزارات کا تقدس پامال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے محبوب کے صدقے ہدایت دے۔ (آمین) آخر میں یہی کہوں گا کہ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ جو کہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور جس خانقاہ سے وہ مرید ہیں، وہاں قادریت اور چشتیت دونوں کے سر چشمے جاری و ساری ہیں۔ لہٰذا قادریت اور چشتیت کی جو ترجمانی آپ نے فرمائی، اس کے سامنے سر خم تسلیم کرنے میں ہی عافیت ہے۔ آخر میں شیخ المشائخ سیّدنا نظام الدّین اولیاء رضی اللہ عنہ کا ملفوظ مبارک بھی ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ "فوائد الفواد" میں ہے کہ ایک شخص نے آکر ایک جماعت کی بابت بیان کیا کہ ابھی فلاں مقام پر آپ کے دوست جمع ہوئے ہیں اور بانسریاں رکھی ہیں۔ خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ یہ سن کر ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے بانسریوں اور حرام چیزوں سے منع کر دیا ہے۔ جو کچھ اُنہوں نے کیا ہے، ٹھیک نہیں کیا۔ اس بارے میں نہایت غلو فرمایا بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر امام کوئی غلطی کر جائے تو اس غلطی کو بتانے کے لئے مقتدی مرد کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور عورت کو تالی بجا کر لیکن دونوں ہتھیلیوں سے نہیں بلکہ ایک ہتھیلی اور ایک پشت سے کیونکہ ہتھیلیوں سے تالی بجانا کھیل میں شامل ہے۔ غرض یہ کہ یہاں تک کھیل کود کی باتیں منع ہیں۔ سماع میں اس سے بڑھ کر احتیاط کرنی چاہئے۔

جب تالی بجانے میں اس قدر احتیاط کی جاتی ہے تو بانسری بجانے کی بابت کس قدر ممانعت ہو گی۔ اس کے بعد فرمایا "اگر کوئی مقام سے گر پڑے تو شرع میں گرے۔ اگر شرع سے باہر گرے تو کچھ بھی نہیں رہتا"۔ اس کے بعد فرمایا کہ "مشائخ کبار نے سماع سنا ہے اور جو اس کام والے ہیں اور جو صاحب ذوق و درد ہیں، اُنہیں قوال کا ایک ہی شعر سن کر رِقّت طاری ہو جاتی ہے خواہ بانسری ہو یا نہ ہو لیکن جنہیں ذوق کی خبر نہیں، اُن کے روبرو خواہ کتنا گانا بجایا جائے، اُنہیں کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کام درد کے متعلق ہے نہ کہ بانسری وغیرہ کے"۔ ﴿ہشت بہشت میں سے فوائد الفواد صفحہ ۷۹-۸۰ مترجم مطبوعہ لاہور شبیر برادرز﴾

خواجہ حضور رضی اللہ عنہ کی ازدواجی زندگی

آخر میں یہ عرض ہے کہ خواجہ حضور رضی اللہ عنہ نے دو عقد فرمائے۔ پہلا عقد سیّد وجیہ الدّین مشہدی کی صاحبزادی سے جن کا نام مبارک عصمت بی بی جبکہ دوسرا عقد راجہ کی بیٹی سے جن کا نام مبارک امۃ اللہ ہے اور آپ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی۔ اسماءِ مبارکہ یہ ہیں:

(۱) سیّد ضیاء الدّین (۲) سیّد فخر الدّین (۳) سیّد حسام الدّین (۴) سیّدہ بی بی حافظہ جمال۔

واللہ تعالیٰ ورسولہٗ اعلم بالصواب۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ﴿سیر الاقطاب فارسی صفحہ ۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶ نول کشور﴾

کتبہٗ: محمد افضل قادری ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۱ جولائی ۲۰۱۲ء

☆☆☆

منقبت

بحضور خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

از: طالب نظر خواجہ: محمد ذوالقرنین قادری

اے میرے خواجہ پیا، سب کے پیا خواجہ پیا
اے میرے خواجہ پیا، سب کے پیا خواجہ پیا

کیا ہی رونق سجتی ہے ہردم تیرے دربار میں
جھولیاں بھرتے ہیں سب ہر دم تیرے دربار میں
اے میرے خواجہ پیا، سب کے پیا خواجہ پیا

تیرا ہی صدقہ ہے کہ اسلام پھیلا ہند میں
تو نہ آتا تو نہ ہوتا یہ سماں آج ہند میں
اے میرے خواجہ پیا، سب کے پیا خواجہ پیا

دے دیا یہ مرتبہ رب کے تجھے محبوب نے
کررہے ہیں بادشاہی اپنے اس دربار میں
اے میرے خواجہ پیا، سب کے پیا خواجہ پیا

کافروں ، جادوگروں کو اک نظر میں کردیا
صاحب ایمان ، اور خدم اسی دربار میں
اے میرے خواجہ پیا، سب کے پیا خواجہ پیا

تو ہے مولیٰ تو ہے آقا تو ہی داتا تو ہی خواجہ
ہم ہیں خادم ہر لمحہ تیرے ہی دربار میں
اے میرے خواجہ پیا، سب کے پیا خواجہ پیا

حاضری کی آرزو ہے تیرے ہی دربار کی
تو بلا ہم کو بھی آقا اپنے اس دربار میں
اے میرے خواجہ پیا، سب کے پیا خواجہ پیا

طالبؔ خستہ پہ اتنا ہو کرم خواجہ پیا
تا ابد خادم رہے مرشدی دربار میں

محمد افضل قادری رضوی امجدی قصوری کی دیگر کتب

1 ...... سرکارِ دو عالم ﷺ کی چار نور زادیاں (مطبوعہ)

2 ...... ایمانِ والدینِ باعثِ تخلیق کائنات ﷺ (مطبوعہ)

3 ...... حلیہ شاہِ عالم امکان ﷺ (مطبوعہ)

4 ...... سرکارِ دو عالم ﷺ کی شگفتہ مزاجی (مطبوعہ)

5 ...... مومنوں کی مقدس مائیں (مطبوعہ)

6 ...... مسئلہ اقامت پر دیوبندی کے رسالہ کا رد "فتویٰ" (مطبوعہ)

7 ...... احکام السادات (سیدوں کے احکام) (مطبوعہ)

8 ...... شرح اصولِ الشاشی (مطبوعہ)

9 ...... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جواب (غیر مطبوعہ)

10 ...... برکاتِ رضویہ شرح شمائل ترمذیہ (غیر مطبوعہ)

11 ...... قرآن پاک کی آیات مبارکہ کے شانِ نزول (مفصل) (غیر مطبوعہ)

12 ...... مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی کے رسالہ "میلاد النبی کی شرعی حیثیت" پر حاشیہ (مطبوعہ)

13 ...... دیدارِ الٰہی و دیدارِ رسول ﷺ (غیر مطبوعہ)

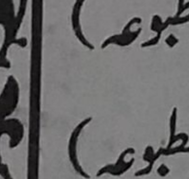
14 ...... پیر سید ریاض حسین شاہ صاحب آف انگلینڈ کی کتاب مسائل حج اور عمرہ پر تخریج (زیرِ طبع)

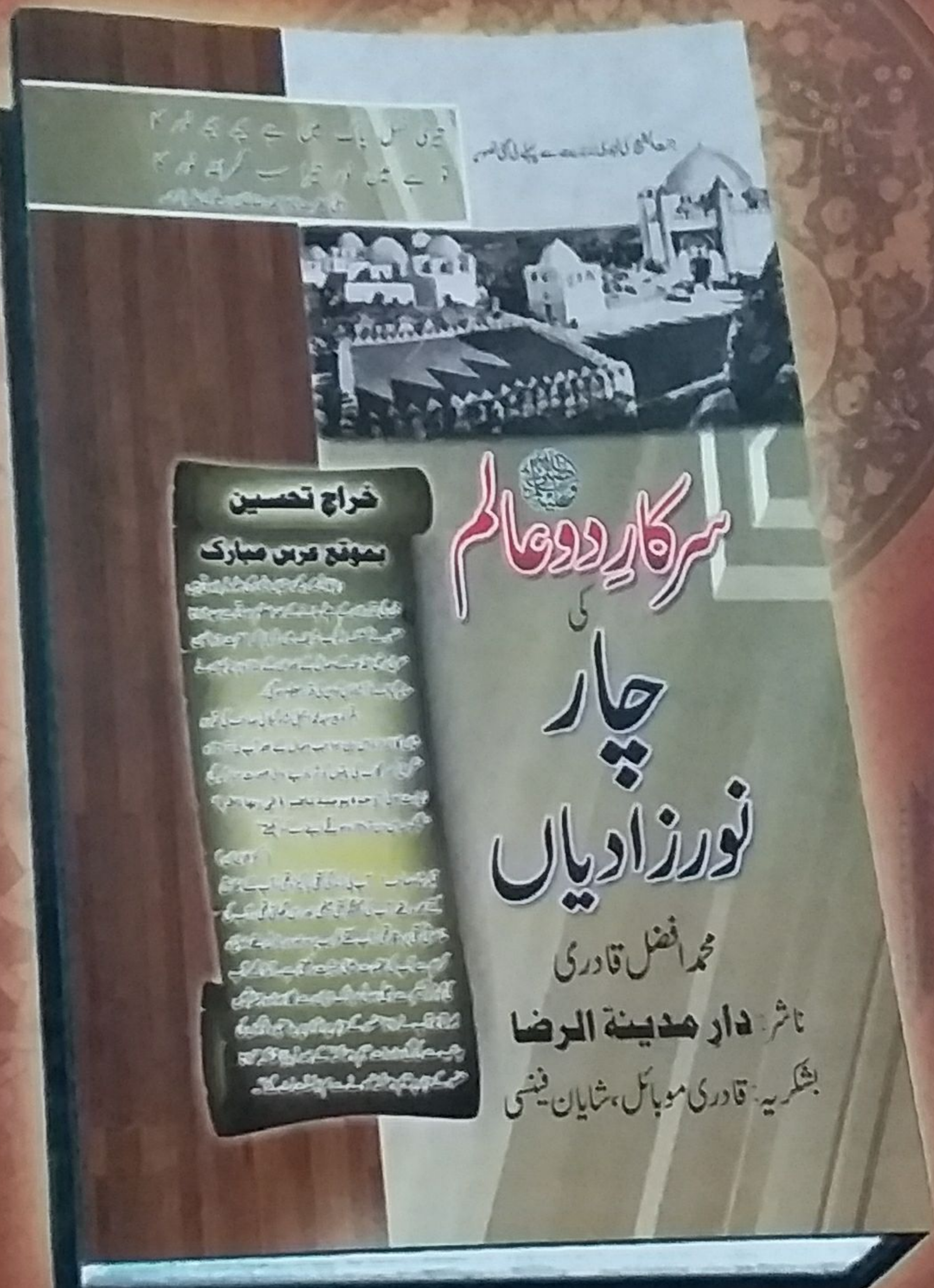
15 ...... ستر استغفارات کا ترجمہ (مطبوعہ)

بریلی پرنٹرز اینڈ پبلشرز

ہر قسم کی کتب و رسائل کی اشاعت کے لئے باعتماد نام

پروپرائٹر: محمد شاہ رخ قادری 0314-2197680





Qadri Mobile

Shop # 3, Star Market, Saddar, Karachi.
Phone : 021-32710779

Shayan Fancy

E-mail : shayanfancy@yahoo.com